گجراتی تالیف: مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری

حج اور عمرہ

فلاحی کے ہمراہ

اردو ترجمہ: مولانا رشید ابراہیم خانپوری

ناشر
مفتی احمد دیولوی، جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، گجرات

گجراتی تالیف: مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری

فلاحی کے ہمراہ

اردو ترجمہ: مولانا رشید ابراہیم خانپوری

مفتی احمد دیولوی، جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، گجرات

نام کتاب	حج اور عمرہ فلاحی کے ہمراہ
گجراتی تالیف	مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب ''دامت برکاتہم''
اردو ترجمہ	مولانا رشید ابراھیم ندوی خانپوری صاحب ''دامت برکاتہم''
ٹائپ سیٹنگ	مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب ''دامت برکاتہم''
سال اشاعت	۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء
تعداد	دو ہزار (۲۰۰۰)
بار اشاعت	اوّل
ناشر	شعبۂ نشر واشاعت جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، الہند

خط وکتابت کا پتہ

9825592165

MUFTI AHMED DEVLAVI SA.
JAMIAH ULOOMUL QURAAN
BY PASS ROAD, AT & PO. **JAMBUSAR,** 392150
DIST. BHARUCH (**GUJARAT-INDIA)**

☎ (02644) 220286 / 220786
FAX : (02644) 222677

Web : www.jamiahjambusar.com
Email : jamia@satyam.net.in

قارئین کرام کی خدمت میں......

کیا آپ پر حج بیت اللہ فرض ہو چکا ہے؟

کیا آپ نے ابھی تک اسکی ادائیگی نہیں کی ہے؟

ابھی تک آپ کس سوچ میں مبتلا ہیں ؟

خبر دار ....

کرتے ہیں، بعد میں کرلیں گے!

ابھی فرصت نہیں ہے، کیا جلدی ہے ؟

زندگی بہت باقی ہے، آئندہ سال چلے جائیں گے!

یہ اور اس طرح کے دیگر حیلوں، بہانوں سے دل کو تسلی دے کر شش و پنج میں مبتلا نہ ہو جانا۔

آئندہ سال .....

ایام حج تو یقیناً آئینگے اور حج کا فریضہ ادا بھی کیا جائیگا..

مگر آئندہ سال.....

ہم اس دنیا میں ہونگے یا نہیں اسکی کیا ضمانت؟

اسی لئے مثل مشہور ھیکہ۔۔۔

نیک کام میں دیر نہ کیجئے

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ
لَبَّیْکَ لا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ،
لا شَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں میرے مولی آپکے حضور میں حاضر ہوں،
میں حاضر ہوں آپکا کوئی شریک نہیں، میں آپکے حضور حاضر ہوں،
ساری حمد وستائش کے آپ ہی سزا وار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور ساری کائنات میں فرمانروائی بھی آپ ہی کی ہے،
آپکا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج یعنی اپنے دربار کی حاضری کا بلاوا دلوایا تھا، جس کا ذکر قرآن مجید کی ایت ﴿وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ میں ہے۔ تو حج بیت اللہ کو جانے والا بندہ جب احرام باندھکر یہ تلبیہ پڑھتا ہے تو گویا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس پکار اور اللہ تعالی کے اُس بلاوے کے جواب میں عرض کرتا ہے کہ خداوندا، آپ نے اپنے دربار کی حاضری کے لئے بلوایا تھا اور اپنے خلیل حضرت ابراھیم علیہ السلام سے ندا دلوائی تھی میں حاضر ہوں اور سر کے بل حاضر ہوں، آپکی حمد، نعمت اور حکومت کا اقرار کرتا ہوا حاضر ہوں۔

میزاب رحمت
حطیم
رکن یمانی
باب کعبہ
حجر اسود
ملتزم
طواف یہاں سے شروع ہوگا
مقام ابراہیم
صفا پہاڑی کی طرف
زمزم کا کنواں
عورتوں کے لئے
مردوں کے لئے
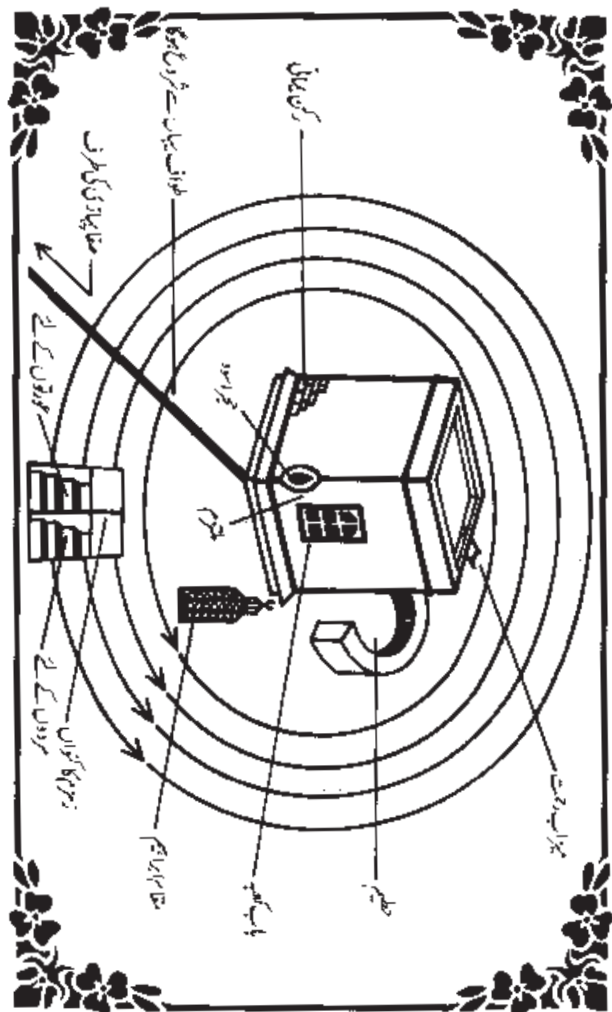
انتساب

مادرِ علمی دارالعلوم فلاح دارین (ترکیسر، ضلع سورت۔ گجرات، انڈیا) کے نام جسکی تأسیس نے ایک فلاّح زادے کو فلاح دارین پہونچایا، اور ایک زراعت پیشہ آدمی کو الدنیا مزرعة للآخرة کی ابدی حقیقت سے آگاہ کیا،

اور جسنے اپنی آغوش تربیت میں رکھکر "اقرأ باسم ربک" کے تقاضے کے مطابق کارِ نبوت کی انجام دہی کے لئے لسان وقلم کا طریقۂ استعمال سمجھایا۔

تروتازہ رکھے اور جزاءِ خیر دے اللہ تعالی مادرِ علمی، مؤسسین، اساتذۂ کرام، متعلقین اور محسنین کو

اور

جامعہ علوم القرآن (جمبوسر، ضلع بھروچ، گجرات، انڈیا) کے نام جسنے اس علمی کام کے لئے میدان فراہم کیا۔

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از:- مفتی احمد دیولوی

مذہب اسلام کی بنیادی تعلیم وحدت کی تعلیم ہے، وہ کلمہ جسکو پڑھکر ایک آدمی حلقۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے وہ "لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" ہے، اسلام کا کلمہ بذات خود اعلان کرتا ہے کہ اسلام توحید خالص کا مذہب ہے اور شرک کا شائبہ بھی پسند نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ اسلام رب اور عبد کے درمیان کسی واسطہ کا قائل نہیں، قرآن کریم ناطق ہے "وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْد" (ق،۱۶) دوسری جگہ ارشاد ہے "وَ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْب" (بقرہ،۱۸۶)، کہیں فرمایا گیا ہے "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ" (حدید،۴۰) گویا بندے اور اللہ کے درمیان تعلق پیدا کرنے کے لئے نہ کسی دلال کی ضرورت نہ ایجنٹ کی، نہ فادر کی ضرورت ہے نہ مجاور کی، نہ بُت کی ضرورت ہے نہ آستانے کی، نہ پنڈت کی ضرورت ہے نہ پروہت کی۔

تاہم انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے ہمیشہ ایک ایسے مرکز کا متلاشی رہتا ہے جو اسکے جذبۂ عشق کو تسکین دے سکے، اسکی نگاہیں کسی ایسے مظہر کی محو جستجو رہتی ہیں جو اسکے شوق دیدار کو پورا کرسکے اور نگاہوں میں رچ بس جائے، اسکے قلب و دماغ کو ایک ایسے ظاہری مرکز محبت کی ضرورت رہتی ہے جو اسکے شوق قرب ووصال کو تسلی کا سامان بہم پہونچائے، جو عشق وشوریدگی کی جولانگاہ بنے، جو کیف ومستی کی آماجگاہ ثابت ہو۔ یہ انسانی فطرت ہے جس پر خالق نے اسے ڈھالا ہے "فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ" (روم،۳۰)۔

شعائر اللہ فطرت انسان کی طلب کے مراکز اور جستجو کا حاصل ہیں، یہی وہ جگہیں ہیں جنہیں اللہ تعالی کی ذات اقدس کے ساتھ خصوصی تعلق ہے، جو اللہ کی طرف منسوب ہوتی ہیں، جن پر اللہ تعالی کی خصوصی تجلیات وعنایات بارش کی طرح برستی ہیں اور جہاں پہونچکر اللہ یاد آجاتا ہے، یہ وہ مقامات ہیں جنکے ساتھ اللہ تعالی نے کچھ یادیں کچھ باتیں اور کچھ عنایتیں جوڑ دی ہیں، جذبات وکیفیات کا جام وہاں پہونچکر چھلک جاتا ہے اور چھلک کر بہنے لگتا ہے، انکی تعظیم اللہ کی تعظیم اور انکی زیارت تجلیات ربّانی کی زیارت ہے، جہاں پہونچکر انسان کے کہیں بھی تسلی نہ پانے والے جذبات کو آسودگی کا سامان فراہم ہو جاتا ہے، اور جہاں انسان کو وہ دولت ہاتھ آجاتی ہے جسے تقوی اور انابت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جسے حاصل عبادت مانا گیا ہے، قرآن کریم فرماتا ہے "**وَ مَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب**" (الحج، ۳۲).

اسلام کے ارکان اربعہ میں بھی یہی حکمت پوشیدہ ہے، حق تعالی کی صفات پر غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی کی دو شانیں ہیں، ایک شانِ حاکمیت جسکو صفت جلال بھی کہا جاتا ہے، یہ شان علی وجہ الکمال صرف اور صرف حق تعالی کی ذات میں موجود ہے، کیونکہ اصلی اور حقیقی حاکم وہی ہیں، قرآن کریم کہتا ہے "**اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰه**" (الانعام، ۵۷) دوسری جگہ ارشاد ہے "**اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْن**" (التین، ۸) ارکان اربعہ میں صلوۃ وزکوۃ حق تعالی کی اسی شان حاکمیت کے مقتضیات میں سے ہیں کیونکہ حکم کا تعلق مکلّف کے بدن یا مال سے ہوتا ہے اور صلوۃ وزکوۃ کے تمام افعال یعنی کھڑا رہنا، پھر رکوع کرنا پھر سر جھکا کر سجدہ میں جانا اور خدا کی راہ میں مال لٹا دینا یہ سب مظاہر شان حاکمیت ہیں، اللہ تعالی کی

دوسری شان، شانِ محبوبیت ہے اور احکامات کی بجا آوری کے لئے حاکم میں شان حاکمیت کے ساتھ شانِ محبوبیت کا ہونا نہایت ضروری ہے، یہ شان بھی حق تعالیٰ میں علی وجہ الکمال پائی جاتی ہے، اس لئے کہ محبوبیت کا منشاء چار چیزیں ہیں اور کسی سے محبت انہیں چار چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جمال، کمال، احسان اور قرابت، اور چاروں باتیں ذات خداوندی علی وجہ الاکمل پائی جاتی ہیں، حق تعالیٰ کے جمال کے متعلق تو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے "اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ" اور جس خدا کی بنائی ہوئی مخلوقات اتنی حسین وجمیل ہو وہ خدا کے حسن و جمال کا ادراک کون کرسکتا ہے؟ کمال خداوندی اظہر من الشمس ہے، وہ انسانی کمالات جو کمالات خداوندی سے مستفاد ہیں وہ قابل حیرت ہیں تو خود اللہ تعالیٰ جو مخزن ومنبع کمالات ہیں انکے کمال کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ نوال خداوندی کے بارے میں قرآن خود فرماتا ہے " وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا "(ابراھیم،۳۴) اور قرابت یہاں تک کی کہ قرآن اسکو" وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد "(قٓ،۱۶) سے بیان کرتا ہے۔

پھر محبت کا اصول ہے کہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اولاً ماسوا محبوب کے تمام چیزیں چھوڑ کر قلب کو بالکلیہ محبوب کی طرف متوجہ کرتا ہے، پھر رفتہ رفتہ تصور محبوب میں مستغرق، منتشر الحال اور پراگندہ بال ہوکر میدان بے آب و گیاہ میں قدم رکھتا ہے اور مرّۃ بعد مرّۃ محبوب کا نام وِردِ زبان کرتا ہوا دیارِ محبوب کی طرف گامزن ہوجاتا ہے، یہی حال عاشقانِ خدا کا بھی ہوتا ہے، وہ اولاً ماسوا اللہ کو ترک کرتے ہیں پھر ترقی کرتے ہوئے محبت خداوندی کی راہ میں آگے بڑھتے ہیں اور عشق خداوندی کی راہ میں جو چیزیں مانع عن الحضور ہوتی ہیں ان سے تعلق ختم کر کے حضور عند اللہ کی

دولت سے سرفراز ہوتے ہیں، شہوتِ بطن اور شہوت فرج جو بصورت اکل وشرب و جماع پوری ہوتی ہیں، دنیا کا خلاصہ اور مدار غفلت من اللہ ہیں اور ایک عاشق کو اپنی منزل سے دور کرتی ہیں، صوم رمضان کے ذریعہ ان اشیاء ثلاثہ کی محبت کو ختم کر کے عشق خداوندی کی منازل میں سے پہلی منزل طے کروائی جاتی ہے، جب صائم اکل و شرب و بعال کو ترک کر کے شہوات دنیویہ سے فارغ ہو کر دل دماغ کو حُبّ الٰہی سے بھر لیتا ہے تو محبوب حقیقی کے دار و دیار و بیت شریفہ کی طرف جانیکا مشتاق ہو جاتا ہے، بس اسی عاشقانہ حال و پروانہ وار حاضری کو حج بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ تخلیہ کرتا ہے اور حج تحلیہ اور یہی وجہ ہے کہ فرضیتِ صوم فرضیتِ حج پر مقدم ہے اور بدایتِ اشہر حج نہایتِ رمضان سے متصل ہے۔

اس نکتہ کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مخلوق کا خالق سے اور عبد کا معبود سے تعلق دو طرح کا ہوتا ہے، اور دونوں ہی قسم کا تعلق بندہ سے چاہا گیا ہے، یہی نہیں دونوں ہی قسموں کے جذبات، کیفیات اور صفات اسکی سرشت و تخلیق میں جوڑ دیئے گئے ہیں، ایک رشتہ تو عقلی، قانونی اور ضابطہ کا ہوتا ہے جسکا تعلق واجبات کی ادائیگی، احکامات کی بجا آوری اور بندہ شعاری سے ہے، بے چون و چرا تسلیم و رضا اسکی اعلیٰ صفت ہے، دوسرا تعلق عشق و محبت اور پاکیزہ جذبات و احساسات کا ہے جسکا تعلق ذوق و شوق، فنائیت و قربانی اور دل سوزی و بے قراری سے ہوتا ہے، معشوق برحق سے عشق کرنا، لو لگانا اور اسکی ذات میں فنا ہو جانا اسکی آخری منزل ہے، زیادتی محبت اور روز افزوں ترقی عاشق حقیقی اور مؤمن کامل کی علامت مانا گیا ہے، قرآن کہتا ہے

''وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ'' (بقرہ،۱۶۵)

مفکر اسلام حضرت مولنا سید ابوالحسن علی حسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون

کو اپنی مشہور کتاب ''ارکان اربعہ'' میں اسطرح رقم فرماتے ہیں، محبت وشوق ایک زندہ اور سلیم الطبع انسان کی حقیقی ضرورت ہے، وہ اسکی تسکین کے لئے ہمیشہ طلب و جستجو میں رہتا ہے، بیت اللہ اور اسکے ساتھ جتنے شعائر اللہ اور حج کے مناسک و مقامات ہیں وہ اسکی اس سچی اور حقیقی ضرورت کو اچھی طرح پورا کر سکتے ہیں اور ان سے اسکو پوری تسکین وتسلی حاصل ہو سکتی ہے، یہ ہو سکتا تھا کہ ایک محبوب صادق شوق ومحبت اور جذبات وکیفیات کی تسکین ان نمازوں کے ذریعہ کر لیتا جو وہ دن میں کئی بار پڑھتا ہے، وہ نماز میں اپنے پیمانۂ دل کو چھلکنے دیتا اور محبت وعشق کی تپش اور بے قراری پر اپنے آنسوؤں کے کچھ چھینٹے ڈال لیتا، لیکن اشک کے یہ چند قطرے تھوڑی دیر کے لئے اسکے دل کو گرم اور آنکھوں کو نم ضرور کر سکتے ہیں، اسکی تشنگی کو دور نہیں کر سکتے، ان میں محبت کی اس تیز آنچ کو کم کرنے کی طاقت نہیں جو بعض وقت اسکے سینہ میں بھٹی کی طرح سلگتی ہے اور اسکو کسی پہلو چین نہیں لینے دیتی۔

اسی طرح اسکو روح کی پیاس بجھانے، سوزش دل کو آرام پہونچانے، نفس کی سرکشی کو کم کرنے اور اپنی مرغوبات وعادات کی ''وثنیت'' کے خلاف علم بغاوت کم کرنے میں رمضان سے بھی مدد مل سکتی تھی لیکن یہ بھی چند گنی چنی گھڑیاں ہیں جو اکثر ایسی چیزوں سے گھری رہتی ہیں جس سے روزہ کا اثر برابر کمزور ہوتا رہتا ہے، اسکے چاروں طرف نفیس ومرغن کھانوں، انواع واقسام کے ذائقوں اور راحت طلبی کا ایسا ماحول بن جاتا ہے جو اسکو یکسو نہیں ہونے دیتا، اسکا معاشرہ چاروں طرف سے اسکو اسطرح گھیرے میں رکھتا ہے جسطرح کوئی چھوٹا سا جزیرہ متلاطم وغضبناک سمندر میں گھرا ہوا ہو۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے اسکو ایک ایسی جرأتمندانہ بلکہ رندانہ وقلندرانہ

جست کی ضرورت تھی جو اسکے طوق سلاسل کو پاش پاش کر کے رکھ دے اور اسکو ایک ہی چھلانگ میں اپنے قدیم و تاریک، شکستہ و بوسیدہ قید خانہ سے آزاد کر دے اور اس قدیم وفرسودہ، پابند واسیر، پابزنجیر، مصنوعی ومشینی، مادی وحسابی دنیا سے نکال کر ایک بالکل نو دریافت، آزاد و بے کراں اور وسیع و لامحدود عالم میں پہونچا دے، جہاں محبت کی فرمانروائی اور شوق کی حکمرانی ہو، جہاں پہونچکر وہ ہر قسم کی غلامی سے آزاد اور ہر قسم کی وثنیت سے پاک ہو جائے۔ رنگ ونسل اور ملک ووطن کی مصنوعی حد بندیاں اور رقبہ کی پیمائشیں اسکی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، وہ وحدت الوہیت، وحدت رزاقیت، وحدت انسانیت، وحدت عقیدہ، وحدت دعوت اور وحدت مقصد کا قائل ہوتا ہے اور دوسرے بھائیوں کے ساتھ ایک آواز ہو کر خدا کی حمد کا ترانہ گاتا ہے اور یہ نعرہ لگاتا ہے۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ، لا شَرِیْکَ لَکَ۔

ایک مسلمان کو ان نمازوں کے بعد جن کو وہ روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھتا ہے، اس رمضان کے بعد جسمیں وہ ہر سال روزہ رکھتا ہے، اس زکوۃ کے بعد جو مالک نصاب ہونے پر ہر سال ادا کرتا ہے ایک ایسی فصل یا موسم کی ضرورت تھی جسکو ہم عشق ومحبت کی فصل اور جنون وشوریدگی کا موسم بہار کہہ سکتے ہیں اور اہل جنوں اور اہل وفا کی قبلہ گاہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ (ارکان اربعہ)۔

حج بیت اللہ اور اسکے ارکان ومناسک امتثال امر خداوندی کی کامل تصویر، اطاعت شعاری کی تعلیم اور عقل و مادیت کے خلاف بغاوت ہے، عقل کے پرستاروں کو، جو ہر چیز کو منطق وفلسفہ، بحث ومناظرہ اور دلیل وحجت کے پیمانے پر ناپنے کے عادی ہوتے ہیں، عقل کی غلامی سے آزاد ہو کر راہ محبت کی صحرانوردی کی

دعوت ہے، انہیں یہ بات سمجھائی جارہی ہے کہ تمہاری ناقص عقل ہر وقت تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی، مسلم کا اصل امتیاز تعمیل محض ہے اور مومن کہ اصل پہچان ہر غلامی سے آزاد ہو کر یقین صادق سے اپنے آپکو متصف کرنا ہے، دین کا مدار عقل محض پر نہیں ہے اور عشق و محبت کی راہیں دیوانگی اور آشفتہ سری کی راہیں ہیں جہاں عقل کا گذر نہیں، جہاں دل کی راھنمائی اور جذبات کی گرفت ہوتی ہے، شعائر اللہ کی کشش اللہ کے دیوانوں کو ''مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ'' سے پروانہ وار کھینچ لاتی ہے اور دیوانگی ہی کا اس پر قبضہ رہتا ہے، عقل محو تماشا ہوتی ہے اور محبت کا ساغر اور نگاہوں کا پیمانہ چھلکتا رہتا ہے۔

امام غزالیؒ نے حج کی حقیقت اور روح کو بڑے بلیغ انداز میں اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں اس طرح تحریر ہے۔

بیت اللہ کی وضع اور شکل ایک شاہی دربار یا شاہی ایوان کی طرح ہے، جہاں پر عشاق و اھل فراق ہر دشوار گذار اور دور و دراز مقام سے افتاں وخیزاں پہونچتے ہیں، ربّ البیت کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے، اپنی حقارت کا احساس لئے ہوئے، اسکی عزت وجلال کے سامنے اپنے آپکو فراموش کئے ہوئے، اس علم و اعتراف کے ساتھ کہ وہ اس سے پاک اور بلند و برتر ہے کہ کوئی گھر اور چہار دیواری اسکے گھیر سکے یا کوئی شہر اس کا احاطہ کر سکے، تاکہ انکی عبدیت ورقت اپنی انتہا کو پہونچ جائے اور اطاعت وانقیاد میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔

اسی لئے اس کو ایسے اعمال اور نقل وحرکت کا پابند بنایا جاتا ہے جس سے نہ نفس انسان کو کوئی لگاؤ ہے نہ عقل کی وہاں تک رسائی ہے، مثلاً رمی جمار اور صفا مروہ کے درمیان بار بار دوڑنا، یہ اعمال کمال عبودیت اور غایت فنائیت کو ظاہر کرتے ہیں،

زکوۃ ایک قسم کی رحم دلی اور غم خواری ہے جسکا مفہوم بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے اور عقل بھی قبول کرلیتی ہے، روزہ نفس کشی اور خواہشات نفس کی سرکوبی کے لئے ہے جو خلوئے معدہ سے حاصل ہوتی ہے اور انسان اس فائدہ کو بھی سمجھ لیتا ہے، نماز میں رکوع سجود کے ذریعہ تواضع وانکساری کی روح پیدا کروائی جاتی ہے جو مخصوص حرکات وسکنات کی وجہ سے سمجھ میں آجاتی ہے، لیکن رمیٔ جمار اور دوسرے اعمال ایسے ہیں جس سے دل کو کوئی حظ وسرور حاصل نہیں ہوتا، طبیعت بشری بھی اس کی طرف مائل نہیں ہوتی، عقل بھی اسکے مفہوم ومعنی سے قاصر رہتی ہے، چنانچہ یہ اعمال صرف اور صرف اطاعت کے جذبے سے کئے جاتے، یہ سمجھ کر کہ خدا کا حکم ہے جو بہر صورت پورا کرنا ہے، اس سے مقصود عقل کو اسکے اختیارات سے محروم اور نفس کو ان چیزوں سے دور رکھنا ہے جن سے اسکو لگاؤ اور اُنس ہوجاتا ہے، اس لئے کہ جب عقل ایک چیز کو سمجھ لیتی ہے تو طبیعت اس کی طرف چلنے لگتی ہے، اور طبیعت کا رجحان عمل کا باعث اور محرک بن جاتا ہے، اور اسمیں کمال عبدیت اور مجرد اطاعت کی شان باقی نہیں رہتی، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع سے خصوصیت سے یہ الفاظ ذکر فرمائے ہیں۔ لَبَّیکَ بِحَجَّۃٍ حَقًّا، تَعَبُّدًا وَ رِقًّا، لبیک حج پر سچے دل کے ساتھ غلامی اور عبدیت کے جذبہ کے ساتھ۔ حج کے علاوہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ کسی اور عبادت حتی کہ نماز کے لئے بھی استعمال نہیں فرمائے۔

رمیٔ جمار کے متعلق لکھتے ہیں، اس سے مراد مجرد امتثال امر ہے، عقل اور نفس کا اسمیں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مزید براں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبہ ہے، اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ انکے سامنے تو شیطان حقیقت میں آگیا تھا اس لئے انہوں نے اسکو مارا میرے سامنے تو شیطان نہیں ہے کہ میں اسکو ماروں! تو اسکو

سمجھنا چاہئے کہ یہ خیال بھی شیطان کا پیدا کردہ ہے، اسی نے تمہارے دل میں یہ شبہ ڈالا تا کہ شیطان کو ذلیل وخوار کرنیکا جو عزم وارادہ تمہارے دل میں پیدا ہوا تھا وہ کمزور پڑ جائے۔ (احیاء العلوم)

حج بیت اللہ پوری امت کی طرف رحمت خداوندی متوجہ کرانیکا بہترین موقع ہے، اور یہ بات طے ہے کہ زمان ومکان کا قبولیت دعا میں خاص اثر ہوتا ہے، پھر یہ تو وہ مکان ہے جہاں روزانہ ایک سوبیس رحمتیں نازل ہوکر دنیا بھر میں تقسیم ہوتی ہیں اور وہ جگہ ہے جہاں ابدالوں میں کا کوئی ابدال روزانہ محو طواف رہتا ہے، دنیا بھر سے اللہ کے محبوب بندے خلوص دل اور صدق نیت کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، سب کا مقصد اللہ کو راضی کر لینے اور گناہوں کو بخشوا لینے کا ہوتا ہے، روئے زمین کے اللہ والے ایک ساتھ، ایک جگہ ایک لباس میں ایک ہی ورد کے ساتھ جمع ہوکر اپنی عاجزی اور انکساری اور اللہ کی عظمت وبلندی کا اظہار کرتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ یہ موقع، یہ جگہ، یہ ادائیں، یہ ندائیں ضائع نہیں ہوسکتی، حق تعالی بڑے رحیم ہیں اور اتنے بڑے مجمع کو خالی ہاتھ لوٹانا انکی شان رحیمی کے خلاف ہے۔ اس لئے حاجی کے بامراد واپس لوٹنے کی قوی امید ہوتی ہے، اس مفہوم کو آپ ﷺ نے "مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" سے واضح فرمایا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اسی مضمون کو "حجۃ اللہ البالغۃ" میں اسطرح بیان فرمایا ہے: حج کی حقیقت یہ ہے کہ صالحین کی ایک بڑی جماعت ایک خاص زمانے میں جمع ہو اور ان لوگوں کا حال یاد کرے جن پر اللہ کا انعام ہوا مثلاً انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور اس جگہ جمع ہوں جہاں اللہ تعالی کی نشانیاں موجود ہیں، اور جہاں ائمۂ دین اور صالحین امت شعائر اللہ کی تعظیم میں گڑگڑاتے، روتے ہوئے

خیر و بخشش کے طالب اور کفارۂ سیئات کے امیدوار بنکر آئے ہیں، اسلئے کہ ہمتیں جب اس کیفیت کے ساتھ جمع ہوتی ہیں تو رحمت و مغفرت کے نزول میں تخلف نہیں ہوتا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے شیطان اس قدر حقیر، راندۂ درگاہ، ذلیل و خوار اور غصہ سے جلا ہوا کسی دن نہیں ہوتا جتنا عرفہ کے دن۔

یہ بات بھی طہارت نفس میں داخل ہے کہ آدمی ان جگہوں میں اترے اور قیام کرے جہاں صالحین اور اولیاء اللہ ہمیشہ سے دل کی تعظیم اور ارادت کے ساتھ اترتے آئے ہیں اور اسکو خدا کے نام سے معمور کرتے رہے ہیں، یہ اہل خیر کے حق میں ملائکہ اور ملاء اعلیٰ کو متوجہ کرنے کا باعث ہوگا اور جب وہ وہاں اترے گا تو ان کا رنگ اس پر بھی چڑھ جائیگا۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

حج بیت اللہ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک مقصد ملت حنیف یعنی ملت ابراھیمی کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنے اور ملت حنیف کے بانی سیدنا حضرت ابراھیم و اسماعیل علیہما السلام کے ساتھ اپنے رشتہ ناطے کی تجدید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج کے ارکان میں وقوف عرفہ اور طواف کو انبیاء سابقین کی یادگار کے طور پر اور سعی اور رمی کو سیدنا ابراھیم و اسماعیل علیہما السلام سے خصوصی تعلق کے طور پر متعین کیا گیا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ ملت محمدی کا قریبی تعلق ملت ابراھیمی سے ہے اور انہوں نے ہی اس امت کا نام مسلمان رکھا ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا دار الھجرت ہی وحی اول کے لئے منتخب کیا گیا اور حضرت ابراھیم و اسماعیل علیہما السلام کی بناء ہی قبلۂ مسلمین قرار پائی۔ قرآن کہتا ہے "مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ"، دوسری جگہ ارشاد ہے، "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا"، یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ کوئی

بھی حج اسوقت تک صحیح معنی میں ادا نہیں ہوسکتا جب تک کہ ابراہیمی جذبات اور اسماعیلی کیفیات کا عکس اسمیں نمایاں نہ ہو، اسلئے کہ وہ ہی رسم عاشقی کے بانی اور جذبۂ ایثار وقربان کے مؤسس ہیں۔

حج بیت اللہ اخوت اسلامی کے ظہور کا بھی بہترین موقع ہے۔ پوری دنیا سے یہاں آئے ہوئے مسلمانوں کو دیکھو، سب کا لباس ایک، ترانہ ایک، مقصد ایک، مراد ایک، منزل ایک اور اختلاف لسان و مکان کے باجود ایک رشتہ میں بندھے ہوئے، اخوت اسلامیہ کے حامل اور اتحاد اسلامی کے مظہر، ایک ساتھ جاتے ہیں، ایک ساتھ آتے ہیں، آج یہاں ہیں کل وہاں ہیں، یہ ساری مشق در اصل اجتماعی زندگی کے بقاء، اتحاد واتفاق کے تحفظ کی عملی تعلیم اور خلافت اسلامیہ کے قیام، حفاظت اور بقاء کا پیغام ہے۔ اگر حج جیسے احساسات، کیفیات اور جذبات بعد کی زندگی میں باقی رہے تو کچھ بعید نہیں کہ یہ امت، اتحاد اسلامیہ کا بے مثال نمونہ دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کرے۔

حج بیت اللہ دین میں تحریف وتبدیل کرنے والوں کی کوششوں کو ناکام کرنے اور اسلام کے صاف شفاف چہرے کو اصلی شکل میں باقی رکھنے کا بھی ذریعہ ہے، وہاں دین اصلی شکل میں نظر آتا ہے، باطل تحریکیں اور فاسد رجحانات وہاں اپنا منھ چھپاتے ہیں، قرآن وسنت کی امانت وہاں کما حقہ محفوظ نظر آتی ہے۔ یہی بلد امین کی ذمہ داری بھی ہے اور اسکا نام اسی لئے بلد امین رکھا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے

''وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ وَ ھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ'' (تین)

آپ ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں بلد امین اور دین کی حفاظت کو اس طرح بیان فرمایا ''بَدَأَ الاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَ سَیَعُودُ غَرِیْباً فَطُوبیٰ لِلْغُرَبَاءِ'' حق تعالی ان مقامات مقدسہ کی عظمت کو باقی رکھے اور مفسدین وحاسدین کی اسکیموں کو

ان پر الٹ دے۔

حج مسلمانوں کا سالانہ عالمی اجتماع بھی ہے، جسمیں عالم کے مسلمان جمع ہو کر اپنے مسائل، حالات، اور مشکلات کا جائزہ لیکر اسکا حل تلاش کر سکتے ہیں، یہ مسلمانوں مابین ایسا رابطہ اور اجتماعیت کی ایسی شکل اور شان ہے جسکی مثال دنیا کے کسی دوسرے مذہب یا تحریک میں نہیں ملتی، اور یہ اس بات کی بھی علامت ہے کہ اسلام اللہ تعالی کا دیا ہوا آخری اور عالمگیر نظام ہے جسمیں خلوت وجلوت اور فرد و جماعت سبھوں کے مسائل کی رعایت اور سب کی پریشانیوں کا حل پیش کیا گیا ہے۔ انسانی ذہن کی رسائی ایسی گہرائیوں، گیرائیوں، نزاکتوں اور حکمتوں تک نہیں ہو سکتی۔

حج چونکہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے، اور مخصوص انداز میں مخصوص جذبات کے ساتھ ادا ہوتا ہے اسلئے اس فریضہ کی کما حقہ ادائیگی اسوقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اسکے ارکان شرائط، آداب اور شرعی اصول وضوابط کی رعایت نہ کی جائے۔ مؤلف کتاب حضرت مولنا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب نے اس اہم فریضہ کی کما حقہ ادائیگی کے لئے نیا اور اچھوتے انداز میں یہ کتاب مرتب کی ہے۔ مولنا محترم کی گجراتی زبان میں لکھی ہوئی یہ کتاب الحمد للہ بیحد مفید ہوئی اور کئی ایڈیشن شائع ہوئے، گجراتی کتاب کی افادیت کے بعد یہ کتاب انگریزی دان طبقہ کے لئے انگریزی میں شائع کی گئی اور اب اسکی افادیت کا دائرہ وسیع تر کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچانے کے لئے اردو زبان میں شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالی مولنا محترم کی اس علمی کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور امت کے لئے مفید فرمائے۔ آمین

مفتی احمد دیولوی

مہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

از مفتی احمد دیولوی

ناشر نامہ

نبیٔ رحمت ﷺ نے مذہب اسلام کی حدود اربعہ متعین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال، قال رسول الله ﷺ بنی الاسلام علی خمس، شهاده ان لا اله الا الله و ان محمدا عبده و رسوله، و اقام الصلوة و ایتاء الزکوة و الحج و صوم رمضان (متفق علیہ)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھا سے منقول ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سوائے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا (متفق علیہ)

چونکہ یہ پانچ چیزیں ملکر اسلام کی عمارت مکمل ہوتی ہے اسلئے ان پانچوں چیزوں کو مذہب اسلام میں غیر معمولی اھمیت حاصل ہے، پہلی چیز کے اقرار کے بغیر آدمی حلقۂ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا اور مابقیہ چار چیزوں کو فرائض وارکان اسلام ہونے کا شرف حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت نے جابجا اسلام کے ستونہائے خمسہ کے احکام، شرائط، آداب، حکم، اسرار ورموز اور معارف ومسائل کو تفصیل سے واضح کر کے انہیں منشاءِ خداوندی اور تعلیمات محمدی کے مطابق بجا

لانے کی تاکید فرمائی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اسلامی معاشرہ کی درستگی، مذہبی ماحول کی استواری، فریضۂ دعوت کی خاطر خواہ ادائیگی، عقائد وحقائق کی نگرانی، ملی و فکری ہم آہنگی اور اسلامی تشخص وامتیاز کی کما حقہٗ نگہبانی اسلام کے ان بنیادی اعمال وارکان پر مکمل ومنظم عمل کیے بغیر ممکن نہیں! مسلمانوں کے عروج وزوال کی داستانیں ہمیشہ اسی محور پر گھومتی رہی اور رہیگی، اسلامی تاریخ کے کسی دور میں اگر مسلمانوں کو عروج، سر بلندی، سرخروئی، پیش قدمی، فتح وکامرانی اور اقبال وسعادت مندی حاصل ہوئی تو ارکان خمسہ کے ساتھ اپنا رشتہ ناطہ مضبوط کر کے ہوئی، اور اگر زوال، پستی، ناکامی، پس قدمی، غربت وتنگ دستی اور ادبار وذلت سے سابقہ رہا تو اعمال خمسہ سے رشتہ ناطہ توڑنے کی وجہ سے، قرآن کریم ناطق ہے ﴿و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین﴾۔ اور مؤمن نام ہے اوصاف ایمانیات خمسہ سے اپنے آپکو متصف کرنے اور اللہ کے رنگ میں رنگ جانے کا۔ ﴿صبغة الله و من أحسن من الله صبغة﴾.

اسلام کے بنیادی ارکان کی اہمیت کے پیش نظر، نیز اسکے احکامات و مسائل اور طور وطریق کو اصلی واسلامی شکل میں محفوظ رکھنے اور باطل تحریف وتبدیل اور بیجا کمی وبیشی سے بچانے کے لئے علماء تحقیق نے ہر زمانے میں ایمانیات اور ارکان اربعہ کو اپنی قلمی کاوش کا خاص موضوع بنایا اور اپنے اپنے وقت کے مسلمانوں کی رہبری فرماتے رہے، اسلامی کتب خانے کا وافر حصہ انہیں موضوعات پر نابغۂ روزگار اور راسخین فی العلم علماء کے تحقیقی قلم سے تصنیف شدہ کتابوں پر مشتمل ہے اور نئے مسائل اور نئے حالات پر مزید کتابیں لکھکر ملت اسلامیہ کی تازہ ترین رہبری

اور اسلامی کتب خانہ میں قدیم صالح کے ساتھ جدید نافع کے اضافے کا سلسلہ معاصر علماء کرام کی جانب سے آج بھی جاری وساری ہے۔ یہی امت کی زندہ دلی اور مذہب اسلام کے آخری وعالمگیر مذہب ہونے کی علامت بھی ہے۔

زیر نظر کتاب کے مختصر عرصہ میں گجراتی اور انگریزی کے کئی اڈیشن شائع ھوکر مقبول عام و خاص ہوچکی ہے، مؤلف کتاب حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری زید مجدہ نے سلیس اور عام فہم انداز میں جدید تقاضے، جدید ترقیات اور جدید ضروریات کو سامنے رکھ کر حج وعمرہ وزیارت مدینہ منورہ کی ترکیب وتفصیل لکھ دی ہے، جسمیں موصوف نے ایک حاجی ومعتمر کی ہم رکابی، معلّمی اور رہبری کا فریضہ انجام دیا ہے، حج کی تیاری سے لیکر گھر سے روانگی، حرمین شریفین کی زیارت، حج و عمرہ کی ادائیگی اور وطن واپسی تک کے ایک ایک مرحلے اور چھوٹے بڑے عمل کو ایام اور اعمال کی ترتیب کے ساتھ اسطرح منظّم اور آسان طریقہ پر لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کی راہنمائی میں حج وعمرہ کرنے والا یہ بات محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اکیلا نہیں بلکہ مؤلف کتاب کی رہبری ومعیت میں حج وعمرہ ادا کر رہا ہے۔ اسی لئے اسکا نام ''حج وعمرہ فلاحی کے ہمراہ'' رکھا گیا ہے۔ گجراتی وانگریزی کے ایڈیشن کے بے شمار ہمت افزا خطوط وٹیلی فون ملنے اور اہل علم حضرات کے کلمات تشجیع وتبریک پہونچنے کی وجہ سے شعبہ کا حوصلہ بڑھا اور شعبۂ نشر واشاعت نے کتاب کی افادیت کا دائرہ وسیع تر کرنے کے لئے ایشیا کی علمی اور دین کی تفہیم وتشریح کی زبان اردو میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا، کتاب کو اردو کا جامہ پہنانے کے لئے جامعہ علوم القرآن کے استاذ حدیث مولانا رشید ابراہیم خانپوری صاحب زید مجدہ سے درخواست کی گئی،

مولانا نے (جو شعبۂ نشر و اشاعت کی قلمی خدمات سے شروع ہی سے سرگرمی سے وابستہ رہے ہیں اور جو اس سے قبل بھی درسی ذمہ داریوں کے باوجود اوقات فارغ کر کے شعبہ کی وقیع علمی خدمات انجام دیتے رہے ہیں) بخوشی قبول فرما کر کتاب کو آسان اور محاوری اردو زبان میں منتقل کر دیا، جو اب زیور طبع سے آراستہ ہو کر ملت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ شعبۂ نشر و اشاعت مؤلف و مترجم دونوں کا تہہ دل سے شکر گذار ہے۔ حق تعالی دونوں حضرات کی علمی و قلمی خدمات کو قبول فرما کر دارین میں اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین

''شعبۂ نشر و اشاعت، جامعہ علوم القرآن، جمبوسر'' امت مسلمہ کی خدمت میں یہ وقیع علمی نذرانہ پیش کرتے ہوئے اسلامی کتب کی اشاعت اور قلمی جہاد کے اس پروگرام میں مالی شرکت کی اپیل کرتا ہے اور اپنے مرحومین کے ایصال ثواب اور علمی صدقۂ جاریہ کے لئے جامعہ علوم القرآن کے شعبۂ نشر و اشاعت کے انتخاب کی دعوت دیتا ہے۔

فقط والسلام

مفتی احمد دیولوی

مہتمم: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

نشر ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَ الصَّلٰوۃُ، وَ السَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ، وَ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ، وَ عَلٰی اٰلِہٖ، وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، وَ مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ، اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. اَمَّا بَعْدُ:

حج بیت اللہ ایک اہم اسلامی رکن ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ﷺ میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں اسکا تذکرہ کیا گیا ہے، کہیں تو اسکی فرضیت اور فضیلت بیان کر کے اسکی ادائیگی کی تاکید فرمائی گئی ہے، تو کہیں اس سے لاپرواہی برتنے والے مالداروں کو مختلف وعیدوں اور سزاؤں کے ذریعہ اس فریضہ کو فوری اور جلدی ادا کرنے کی تنبیہ کی گئی ہے، حج بیت اللہ کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسمیں آدمی کا جان، مال، وقت، سب کچھ احکامات خداوندی کی تکمیل میں لگ جاتا ہے اور اسطرح تمام اسلامی عبادات میں حج بیت اللہ ہی کو بیک وقت جانی و مالی عبادت ہونیکا شرف حاصل ہے۔

ارکان اربعہ میں نماز، روزہ اور زکوۃ کے مسائل سے تقریباً سبھی مسلمان کم وبیش مقدار میں واقف ہوتے ہی ہیں، کیونکہ ان عبادات سے ہر مسلمان کو روزانہ یا کم از کم سال میں ایک مرتبہ عملی طور پر گذرنا پڑتا ہے، مثلاً نماز کی دن میں پانچ مرتبہ ادائیگی، روزہ کی سال میں ایک مہینہ ادائیگی اور زکوۃ کی ''معطی یا مصرف'' کی شکل میں سال میں ایک مرتبہ ادائیگی کی وجہ سے انکے مسائل سے قدرے واقفیت ہوتی ہی ہے یا بصورت دیگر روزانہ یا سالانہ حسب ضرورت ہر مسلمان ان مسائل سے واقفیت حاصل کرتا رہتا

ہے، اسکے بالمقابل حج بیت اللہ کی شان نرالی ہے، زندگی میں صرف ایک بار مخصوص قسم کے مالداروں پر فرض ہونیوالی اس عبادت کے مسائل سے دیگر عبادات کے مسائل کی نسبت ناواقفیت اور کم علمی زیادہ محسوس کی جاتی ہے، پھر اسکی مخصوص شرائط کے ساتھ ہونے والی اور مخصوص طبقہ تک رہنے والی فرضیت کی وجہ سے ایسی ناواقفیت کا ہونا ناگزیر بھی ہے۔

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر نے روزِ اول ہی سے امت مسلمہ کی اہم ضروریات اور مسائل کا جائزہ لیکر انکو آسان اور حل کرنیکی بھرپور سعی کی ہے۔ یہی نہیں ضروریات دین کی تعلیمات کو عامۃ المسلمین تک کامیابی کے ساتھ پہونچانے کے لئے جامعہ نے ایک مستقل شعبہ ’’شعبۂ نشر واشاعت‘‘ کے نام سے قائم کیا ہے، پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور انٹرنیٹ جیسے وسیع وسریع اسباب اشاعت کے اس دور میں لادینیت، الحاد اور غیر اسلامی افکار وخیالات کی ترویج پر روک لگانے، مذہبِ اسلام اور مسلمانوں پر ہونیوالے شکوک وشبہات کو دور کرنے، عقائد اسلام پر ہونے والی یلغار کا مقابلہ کرنے، مسلم معاشرہ میں رچ بس گئے غیر اسلامی رجحانات اور مغربی تہذیب وتمدن کو جڑ سے اکھارنے، بدعات ورسومات کو ہمیشہ کے لئے رخصت کرنے اور خالص اسلامی واصلاحی لٹریچر کی نشر واشاعت کے لئے جامعہ کے اس شعبہ نے گجراتی، اردو، انگریزی اور عربی زبانوں میں کتابوں اور پمفلٹس کا ایک طویل اور وقیع سلسلہ قائم کردیا ہے، جسمیں جامعہ علوم القرآن کے ماہر اور تجربہ کار اساتذۂ کرام نے اپنی قلمی خدمات کے ذریعہ بھرپور حصہ لیا ہے بالخصوص :

حضرت مولانا بشیر احمد بھڈکوردی صاحب، دامت برکاتہم
حضرت مولانا اسماعیل موسیٰ سارودی صاحب، دامت برکاتہم

حضرت مولانا رشید ابراھیم خانپوری ندوی صاحب، دامت برکاتہم

حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب، دامت برکاتہم

حضرت مولانا اسجد دیولوی صاحب، دامت برکاتہم

وغیرہ حضرات کی شعبہ نشر واشاعت کی قلمی خدمات قابل ذکر اور لائق شکر ہے حق تعالی انکی خدمات علمیہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور دارین میں اپنی شایانِ شان بہترین بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جامعہ کے شعبہ نشر واشاعت کی پہلی اشاعت بھی حج بیت اللہ ہی کے مبارک عنوان سے منظرِ عام پر آئی تھی، جسکا نام ''حج بیت اللہ کی فرضیت اور صاحبِ استطاعت لوگوں کی لاپرواہی'' تھا اب جدید ضروریات اور بدلتے ہوئے حالات کا جائزہ لیکر، جامعہ کے ناظم اعلی حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری زید مجدہٗ نے جدید ترین تقاضے اور تازہ ترین سہولیات کے مطابق زیر نظر کتاب ترتیب دیکر امت مسلمہ کی خدمت میں ایک قیمتی نذرانہ پیش فرمایا ہے، شعبہ نشر واشاعت اس کتاب کی اشاعت پر شکر، فخر اور مسرت کے جذبات محسوس کرتا ہے، اللہ تعالی اس شعبہ کی خدمات کو روز افزوں فرمائیں اور نظر بد اور فتنہ فساد سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، آمین.

حضرت مولانا محمد اقبال فلاحی خانپوری زید مجدہٗ نے اپنے گہرے اور طویل مطالعہ نیز ذاتی تجربات ومشاہدات کی روشنی میں جدید حالات، جدید تقاضے، جدید مسائل اور جدید ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک آسان اور جامع کتاب مرتب کی ہے، جسمیں حج بیت اللہ کی آسان ترتیب نیز انتہائی اہم اور ضروری مسائل کو ذکر کردیا ہے اور غیر ضروری اور لاحاصل طویل مسائل میں قاری کو خواہ مخواہ الجھانے سے گریز کیا ہے، پھر کتاب کی ترتیب وتالیف میں اس بات کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کتاب صرف

مسائل وفضائل حج پر مشتمل نہ رہے بلکہ ایک حاجی کا گائڈ یا گائڈ بک ثابت ہو، اسی لئے اس کتاب کو سفر حج میں ساتھ لیجانے والا یہ بات ضرور محسوس کریگا کہ وہ ایک کتاب کے ساتھ نہیں بلکہ ایک راہبر ومعلم کے ساتھ اپنا سفر حج طے کر رہا ہے اور معلم بھی ایسا جو حاجی کی اسکے گھر سے قدم نکالنے کے وقت سے گھر واپس آنے تک ہر ہر لمحہ مکمل نگرانی کرتا ہے ,اور اس کے چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی شرعی اصول وضوابط کے مطابق ادا کروانیکی فکر کرتا ہے، اس لئے اس کتاب کا نام بھی "حج اور عمرہ فلاحی کے ہمراہ" رکھا گیا ہے، الحمدللہ ایسے جدید اور انیلے انداز پر تیار شدہ یہ کتاب زائرین کرام کے لئے بے انتہا مفید اور کارآمد ثابت ہوگی اور حجاج کرام کا کامل معلم اور کامیاب راہبر بنیگی ، انشاء اللہ العزیز۔ پھر مرتب ہی کی کمپیوٹر ٹائپنگ اور سیٹنگ نے سونے پے سہاگہ کا کام کیا ہے، اسی لئے آپ دیکھ رہے ہیں کہ الحمدللہ کتاب ہر قسم کی ظاہری وباطنی خوبیوں سے آراستہ پیرآستہ ہے، اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت سے نوازے، آمین۔

حضرت مولینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب زید مجدہ' نے جامعہ علوم القرآن، جمبوسر کی نظامت اعلیٰ کی بھاری بھرکم ذمہ داریوں اور انتہائی مصروف زندگی میں سے ایسی قیمتی ، مفید اور جامع کتاب ترتیب دینے کے لئے وقت فارغ کیا یہ در حقیقت امت مسلمہ کی علمی خدمت اور ایک عالم دین کے اشاعتِ علم کے جذبۂ کامل کی بین دلیل اور واضح علامت ہے، فی الواقع حضرت مولینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب زید مجدہ، ہم سب کی طرف سے حقیقی مبارک بادی کے مستحق ہیں، حق تعالیٰ انہیں جامعہ علوم القرآن ، شعبہ نشر واشاعت اور امت مسلمہ کی جانب سے اسکی مثالی وقابل تقلید خدمت انجام دینے پر دارین میں اپنی شایانِ شان بہترین بدلہ عنایت فرمائیں، آمین

اخیر میں ملّتِ اسلامیہ کی خدمت میں اس علمی ہدیہ کو پیش کرتے ہوئے ان

سے اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے ایسی مفید کتابیں شائع کرواکر جامعہ کے شعبۂ نشرواشاعت کو اپنی منزل کی طرف رواں دواں رکھنے میں معاون بننے کی درخواست کرتا ہوں۔۔۔

فقط والسّلام

''حضرت مولٰینا مفتیؔ'' **احمد دیولوی** ''صاحب زید مجدہٗ''

مہتمم : جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، ضلع بھروچ، صوبہ، گجرات، الھند

تقریظ

حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

صدر مفتی: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات، الھند

حج اور عمرہ ایک عشقیہ عبادت ہے، یہی وجہ ہے کہ اسکے اعمال عشق ومحبت کی البیلی اداؤں سے بھر پور ہیں، اس کے اعمال میں طواف بیت اللہ، سعی، رمی اور وقوف ایسے اعمال ہیں جو مخصوص مقامات کے علاوہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ادا نہیں کئے جاسکتے، پھر یہ عشقیہ اعمال چونکہ ایک ممتاز ومتعین طریقے سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اسلئے ان عشقیہ اعمال کو سمجھنا اور اسکی ادائیگی کے طور وطریق سے واقف ہونا نہایت ضروری ہے، اور اسی واقفیت کا دوسرا نام مسائل حج وعمرہ سے واقفیت ہے۔

حضرت مولٰینا محمد اقبال بن علی فلاحی خانپوری صاحب زید مجدہٗ ''ناظم اعلیٰ، جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات'' نے معتبر کتابوں کا مطالعہ فرما کر اس عاشقانہ عبادت کو صحیح اور مسنون طریقہ پر ادا کرنیکی ترکیب اس کتاب میں تحریر فرمائی ہے. جسکا مطالعہ ہر عازم حج کو شرعی اور سنت طریقہ پر حج ادا کرنے میں مفید ومعین ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ مولٰینا محترم کی اس قلمی خدمت کو شرف قبولیت عنایت فرمائیں جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، کے شعبۂ نشر واشاعت کی اس بیش بہا خدمت کو قبول فرما کر اس شعبہ کو بے انتہا ترقیات سے نوازے اور عازمین حج وعمرہ کو یہ کتاب پڑھکر اس کے مطابق اپنے حج وعمرہ کو ادا کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں. آمین۔

احقر احمد خانپوری

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، نوساری، گجرات، الھند

تقریظ

حضرت مولانا مفتی اسماعیل بھڈکودروی صاحب دامت برکاتہم

صدر مفتی : دارالعلوم کنتھاریہ، شیخ الحدیث: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

انسان اپنی زندگی میں مختلف اغراض ومقاصد کے لئے سفر کرتا ہے، اگرچہ بے ضرورت سفر کرنا مذھب اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ بلکہ ممنوع ہے تاہم کچھ نیک مقاصد ایسے ہیں جنکے حصول کے لئے سفر کرنیکی ترغیب دلائی گئی ہے، اور نہ صرف اسپر اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ بعض اسفار کو ضروری اور فرض قرار دیا گیا ہے. منجملہ ان اسفار کے سفر حج وعمرہ بھی ہے، جو اللہ تعالٰی کے عشق حقیقی کا مظہر اور حصول قرب خداوندی کا بہترین ذریعہ ہے، اور جو حضرت رسول ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری اور روبرو صلوٰۃ وسلام پیش کرنیکا مبارک سفر ہے.

یہ سفر بڑے بڑے، ان گھڑے پتھروں سے بنے ہوئے مبارک گھر کا سفر ہے جہاں پہونچکر دل کی بیٹری، روحانیت، ایمان ویقین اور اس گھر کے مالک سے حقیقی تعلق کے ذریعہ چارج ہوجاتی ہے، جو گھر تجلّیاتِ الٰہیہ اور رحمتِ خداوندی کی تقسیم کا مرکز ہے، اور جہاں روزانہ ایک سوبیس (۱۲۰) رحمتیں نازل ہوکر پوری دنیا میں تقسیم ہوتی ہیں۔

یہ سفر ایک طویل عبادت کی ادائگی کا سفر ہے، جسکی ادائیگی اپنے ملک سے دور دوسرے ملک ’’مملکت عربیہ سعودیہ‘‘ کا سفر کر کے ہوتی ہے، پھر اس عبادت کے فرائض و واجبات مختلف مقامات پر، مختلف اوقات میں، مسلمانوں کے ایک بہت بڑے مجمع کے درمیان، وطن سے دور، سفر کی حالت میں ادا کئے جاتے ہیں اور علی العموم اپنے گھر پر ادا کی جانیوالی یومیہ، ہفتہ وار اور سالانہ عبادات کی نسبت حج وعمرہ کے مسائل مختلف قسم

کے ہوتے ہیں اسلئے اس عبادت کو صحیح اور سنّت طریقہ پر ادا کرنا دوسری عبادات کی بنسبت قدرے مشکل ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حج وعمرہ کے مسائل اور ترکیب پر مشتمل کتابیں دنیا کی اکثر زبانوں میں لکھی گئی ہیں، حضرت مولٰینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب مدظلہٗ العالی ''ناظمِ اعلیٰ، جامعہ علوم القرآن، جمبوسر'' نے ایک اچھوتے انداز میں کتاب کی شکل میں سفرِ حج کا ایک حقیقی راھنما یا بالفاظِ دیگر سفرِ حج کے اعمال وکیفیت پر مشتمل ایک پیشگی سفرنامہ تیّار کردیا ہے، اور ہر عازمِ حج کو یہ دعوت دی ھیکہ وہ بھی گھر سے روانہ ہونے سے قبل اس کتاب کو پڑھنا شروع کرے، اور اسمیں لکھے گئے یومیہ اعمال پر عمل کرتے کرتے اپنا مبارک سفر مکمّل کرے تاکہ اس کتاب کی روشنی میں صحیح اور مسنون طریقہ سے ادا کردہ حج اور عمرہ کی وجہ سے، مذکورہ کتاب ''حج اور عمرہ فلاحی کے ہمراہ'' اسکا اپنا بھی سفرنامہ ثابت ہو.

مولٰینا محترم نے بہت ساری معتبر کتابوں کا مطالعہ فرماکر اس کتاب کی تالیف کی ہے، کتاب میں ذکر شدہ مسائل احقر نے بنظرِ تحقیق دیکھے ہیں جو صحیح اور درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولٰینا محمد اقبال فلاحی خانپوری صاحب زید مجدہٗ کی اس طویل قلمی خدمت کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور عوام الناس کے لئے مفید ثابت فرمائے، آمین

احقر اسماعیل بن حاجی ابراھیم بھڈکودروی

خادمِ حدیث: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر،

خادمِ افتاء: دارالعلوم بھروچ، کنتھاریہ

۹/ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۶۔ ۱۱ ۲۰۰۰ء

تألیف نامہ

از مؤلف

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد :

اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری اور تکمیلی رکن "حج بیت اللہ" ہے۔

حج کیا ہے ؟

ایک معین اور مختصر وقت پر اللہ کے دیوانوں کی طرح اس کے دربار میں حاضر ہونا، اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں، اور طور وطریق کی نقل کر کے ان کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی استعداد کے بقدر ابراہیمی جذبات اور کیفیات سے حصہ لینا اور اپنے کو ان کے رنگ میں رنگنا۔

مزید وضاحت کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے کہ وہ ذوالجلال والجبروت، احکم الحاکمین اور شہنشاہِ کل ہے اور ہم اس کے عاجز ومحتاج بندے اور مملوک ومحکوم ہیں۔

اور دوسری شان یہ ہے کہ وہ ان تمام صفاتِ جمال سے بدرجۂ اتم متصف ہے جن کی وجہ سے انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہ۔ بلکہ صرف وہی۔ محبوبِ حقیقی ہے۔

اسکی پہلی حاکمانہ اور شاہانہ شان کا تقاضا یہ ہے کہ بندے اُس کے حضور میں ادب ونیاز کی تصویر بن کر حاضر ہوں۔

ارکان اسلام میں پہلا عملی رکن نماز اسی کا خاص مرقع ہے اور اس میں یہی

رنگ غالب ہے اور زکوۃ بھی اسی نسبت کے ایک دوسرے رُخ کو ظاہر کرتی ہے۔

اس کی دوسری شان محبوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندوں کا تعلق اس کے ساتھ محبت اور والہیت کا ہو۔

روزے میں بھی کسی قدر یہ رنگ ہے، کھانا پینا چھوڑ دینا اور نفسانی خواہشات سے منھ موڑ لینا عشق و محبت کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔

مگر حج اس کا پورا پورا مرقع ہے۔ سلے کپڑوں کے بجائے ایک کفن نما لباس پہن لینا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، میل کچیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا، چیخ چیخ کر لبیک لبیک پکارنا، بیت اللہ کے گرد چکر لگانا، اس کے ایک گوشہ میں لگے ہوئے سیاہ پتھر (حجر اسود) کو چومنا، اس کے درودیوار سے لپٹنا اور آہ وزاری کرنا، پھر صفا مروہ کے پھیرے کرنا، پھر مکہ شہر سے بھی نکل جانا اور کبھی منی، کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، پھر جمرات پے بار بار کنکریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام گویا اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔

اللہ تعالی کو ان کی یہ ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری، حج وعمرہ کے ارکان ومناسک ان کو قرار دے دیا۔ انہی سب مجموعہ کا نام گویا حج ہے اور یہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے۔

حج کی فرضیت کا حکم راجح قول کے مطابق ۹ھ میں آیا ہے اور اس کے اگلے سال ۱۰ھ میں اپنی وفات سے صرف تین مہینے پہلے رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج فرمایا، جو ''حجۃ الوداع'' کے نام سے

مشہور ہے۔ اسی حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِيْتُ لَكُمْ الاسْلامَ دِيْناً. (سورۂ مائدہ، آیت،۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام دین پر اپنی رضا کا اعلان کر دیا۔ اس میں اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ بھی ہے کہ حج اسلام کا تکمیلی رکن ہے۔

اگر کسی بندہ کو صحیح اور مخلصانہ حج نصیب ہو جائے جس کو دین و شریعت کی زبان میں ''حج مبرور'' کہا جاتا ہے اور ابراہیمی و محمدی نسبت کا کوئی ذرہ عطا ہو جائے تو گویا اس کو سعادت کا اعلی مقام حاصل ہوگیا۔ اور وہ نعمت عظمی اسکے ہاتھ آ گئی جس سے بڑی کسی نعمت کا اِس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ایسی عظیم ترین نعمت کی فضیلت زبان نبوت سے کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے ....

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَا لَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْ فُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجع كَيَوْمٍ وَلَدَ تْهُ اُمُّهُ (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَة رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ

جَزَاءٌ اِلَّا الجَنَّۃ. (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہو جاتا ہے ان کے درمیان کے گناہوں کا۔۔۔اور ''حج مبرور'' (پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے۔
(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

عَنُ اِبُنِ مَسُعُوُد رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ ﷺ تَابِعُوُا بَیُنَ الُحَجِّ وَالُعُمُرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنُفِیَانِ الُفَقُرَ وَالُذُّنُوُبَ کَمَا یَنُفِی الُکِیُرُ خَبَثَ الُحَدِیُدِ وَالُذَّھَبِ وَالُفِضَّۃِوَلَیُسَ لِلُحَجَّۃِالُمَبُرُوُرَۃ ثَوَابٌ اِلَّاالُجَنَّۃِ. (رواہ الترمذی و النسائی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، پے در پے کیا کرو حج اور عمرہ کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سُنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اور ''حج مبرور'' کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (جامع ترمذی، نسائی)

عَنُ اَبِی هُرَیُرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَلُحَا جُّ وَالُعُمَّارُ وَفْدُاللّٰہِ، اِنْ دَعَوْہُ اَجَا بَھُمُ وَاِنِ ا سُتَغُفَرُوْہُ غَفَرَ لَھُمُ . (رواہُ ابن ماجۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حج اور عمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرمائے، اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگے تو وہ ان کی مغفرت

فرمائے۔ (سنن ابن ماجہ)

عَنْ اَبِی ھریرۃ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ خَرَجَ حَاجّاً اَوْمُعْتَمِراً اَوْ غَازِیاً ثُمَّ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِہٖ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَ الْغَازِیْ وَالحَاجِّ وَالْمُعْتَمِر .

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ کا جو بندہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا، پھر راستہ ہی میں اس کو موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے واسطے وہی اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو حج وعمرہ کرنے والوں کے لئے اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لئے مقرر ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَہٗ . (رواہُ احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر میں پہونچنے سے پہلے اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لئے کہو، کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے (اس لئے اس کی دعا قبول ہونے کی خاص توقع کی جا سکتی ہے۔) (مسند احمد)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ.

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو وہ ''زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں'' انہیں لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (شعب الایمان للبیہقی-معجم کبیر واوسط للطبرانی)

حج بیت اللہ جیسی عظیم عبادت کو ادا کرنے اور اسکے دنیوی واخروی فوائد سے مستفید ہونیکا صحیح اور قابل قبول طریقہ وہ ہی ہوسکتا ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں امت کے سامنے واضح کر دیا گیا ہے۔ قرآن وحدیث کے بیان کردہ اصول وضوابط سے ایک قدم بھی پس وپیش ہونا آدمی کو حج وزیارت کے انوارات وبرکات سے دور بلکہ محروم کر دیتا ہے۔ یہی نہیں شریعت مطہرہ کے ہر ہر حکم پر عمل کرنے سے پہلے ان احکامات کو مالہٗ وماعلیہ کے ساتھ اچھی طرح سمجھ لینا نہایت ضروری ہے، مثلاً ازدواجی زندگی میں قدم رکھنے سے پہلے نکاح، طلاق، مہر، نفقہ، عورتوں کے حقوق اور اسلام کے عائلی نظام کو سمجھنا، تجارت شروع کرنے سے پہلے خرید وفروخت، ادائیگی، وصولی، سودا، ادھار، نقد اور اسلام کے نظام تجارت و معیشت کو سمجھنا، بالغ عاقل اور مکلّف ہونے سے پہلے نماز، روزہ کے مسائل سے واقف ہونا بے انتہا ضروری ہے، الغرض ہر ہر ذمہ کے عائد ہونے سے پہلے اور کسی بھی عمل کو شروع کرنے سے پہلے اسکے متعلق شریعت کے متعین کردہ احکامات مسائل، اوامر، نواہی اور حدود کو جان لینا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، اگر ایسا نہ کیا گیا اور بے علمی اور جہالت کے ساتھ ادا شدہ عبادت اور عمل میں شریعت مطہرہ کے ایک بھی حکم کی مخالفت ہوئی تو یاد رکھو وہ عمل بجائے ثواب کے عذاب کا اور بجائے رضاء

خداوندی کے ناراضگی رب کا ذریعہ بن جائیگا، اسی لئے تو ضروری مسائل کا علم حاصل کرنا یعنی زندگی میں تمہیں جن جن اوامر شریعت سے سابقہ ہو اسکا علم حاصل کرنا بموجب حدیث فرض ہے۔

حج بیت اللہ کے لئے جانے والے احباب جواپنی جان، مال اور وقت جیسی قیمتی متاع لگا کر عازمین حرمین ہوتے ہیں، انکی عبادت صحیح طریقہ پر ادا ہو جائے، انکا حج مقبول ومبرور ثابت ہو، زندگی میں ہاتھ آیا ہوا یہ سنہری موقع ضائع نہ جائے اور انکی بیت اللہ کی زیارت اور روضہ رسول ﷺ کی حاضری گذشتہ زندگی کا کفارہ اور بقیہ زندگی میں صلاح تقوی اور دینداری پیدا ہونیکا ذریعہ بن سکے اس غرض سے علماء کرام نے اپنے اپنے زمانے میں وقت کے تقاضے اور لوگوں کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائل حج وعمرہ پر مشتمل کتابیں تالیف فرمائیں، جن سے امت مسلمہ نے فائدہ اٹھایا اور اسکی روشنی میں حج وعمرہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے، تاہم بعض امور میں ماضی کی بنسبت حال میں بیّن فرق نظر آتا ہے، اور جدید ترقیاتی حالات نے جدید رہبری کی ضرورت قائم کردی ہے، ذیل میں دیے ہوئے نقشہ کے ذریعہ ماضی اور حال کے فرق کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

حال میں	ماضی میں
بذریعہ ہوائی جہاز چند ہی گھنٹوں میں آدمی دنیا کے کسی بھی کونے سے جدہ پہونچ جاتا ہے۔	بادبانی کشتیوں، بحری جہازوں اور اسٹیمروں کا کئی کئی دنوں کا سفر ہوتا تھا۔

سمندر ہی میں میقات سے احرام باندھا جاتا تھا	احمد اباد یا بمبئی یا جسکا جس ایرپورٹ سے سفر شروع ہوتا ہے تقریبا وہیں سے احرام باندھا جاتا ہے۔
آب زمزم وہاں کے مقیم حضرات اجرت لیکر پلاتے تھے، برتن بجاتے تھے، جس سے پانی بیچنے اور مسجد کی بے ادبی وغیرہ جیسے مسائل کھڑے ہوتے تھے۔	جدھر بھی ہاتھ بڑھاو، قرآن مجید اور ٹھنڈا و سادہ آب زم زم بآسانی ہاتھ میں آجاتا ہے، جس سے عازمین حج وعمرہ کی ظاھری و باطنی پیاس بجھتی رہتی ہے۔
مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر بذریعۂ اونٹ طے کرنا پڑتا تھا جو انتہائی لمبا اور تکلیف دہ سفر ہوتا تھا۔	مکہ مکرمہ میں جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کر کے تیز رفتار سواریوں کے ذریعہ مدینہ طیبہ پہونچ کر بآسانی باجماعت نماز فجر ادا کی جاسکتی ہے۔
میاقت پر غسل کے پانی وغیرہ کا انتظام از خود کرنا پڑتا تھا۔	میقات پر شاندار مساجد، غسل خانے اور ضروری اشیاء خریدنے کے بازار ہوتے ہیں۔
مہینوں تک حرمین میں قیام کرنے کا اور حسب مرضی اطمینان سے عبادت کا موقع ملتا تھا۔	تقریبا چالیس (۴۰) دنوں میں سفر مکمل ہو جاتا ہے

مسافروں اور گاڑیوں کا ہجوم بالکل نہں تھا جسکی وجہ سے ہر عمل اپنے وقت پر بآسانی کیا جاسکتا تھا	مسافروں اور گاڑیوں کا ہجوم اس قدر رہتا ہے کہ اگر چوکسی نہ برتی جائے تو وقوف مزدلفہ اور طواف زیارت جیسے اعمال چھوٹ جانیکا اندیشہ رہتا ہے
رمی جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے میں آسانی رہتی تھی	بے انتہا بھیڑ کا وقت، کمزور، بیمار، بوڑھے اور عورتوں کے لئے خوب احتیاط برتنے کی جگہ۔
دس ذی الحجہ کے اعمال کو ترتیب وار ادا کرنا نہایت آسان تھا۔	دس ذی الحجہ کے اعمال میں بے ترتیبی ہونیکا قوی احتمال۔
معلم کی مکمل نگرانی اور رہبری میں حج ادا ہوتا تھا۔	معلم کی زیارت بھی نہیں ہوتی، ہر آدمی خود اپنا معلم۔

مذکورہ بالا بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر حجاج کرام کو جدید رہبری کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ ماضی میں لکھی گئی کتابیں چونکہ اسوقت کے حالات، تقاضے اور ضروریات کے پیش نظر لکھی گئی تھیں، ان میں سے اکثر مسائل سے اب یا تو سابقہ ہی نہیں پڑتا یا دیگر جدید مسائل نے انکی جگہ لے لی ہے، دوسری جانب ان کتابوں میں ہر عنوان اور عمل کے ماتحت اتنے طویل اور غیر ضروری مسائل کا ذکر ہو گیا ہے کہ معمولی دینی علم رکھنے والا ان طویل مسائل میں ایسا الجھتا ہے کہ حج

بیت اللہ کی سیدھی سادی ترتیب سیکھنا اسکے لئے مشکل ہو جاتا ہے پھر آجکل کی مصروف زندگی اور سہولت پسندی ان طویل طویل مسائل پر مشتمل کتابیں پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دیتی۔

احقر نے اللہ تعالی کی خصوصی نوازشوں اور عنایتوں کے صدقے سال رواں حج بیت اللہ کے لئے فارم بھرا تو وطن عزیز خانپوردہ ضلع بھروچ صوبہ گجرات کے میرے گروپ کے ساتھیوں نے ایک عالم دین اور گروپ کے ساتھی ہونیکے ناطے حج بیت اللہ کی ترکیب لکھنے اور سمجھانے کا مطالبہ کیا، اور بار بار اسکا تذکرہ کرتے رہے، انکا یہ مطالبہ جب اصرار کی حد کو پہونچا تو احقر نے تبلیغ علم کی ذمہ داری ادا کرنے کی نیت سے انتہائی مختصر انداز میں حج کی ترتیب اور ضروری مسائل جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ اس مختصر کتابچہ کی تالیف کے لئے جب میں نے حج بیت اللہ کے عنوان پر لکھی گئیں کتابوں کا مطالعہ کیا تو دورانِ مطالعہ مذکورہ بالا امور کا احساس ہوا اور اسی احساس نے احقر کو حج وعمرہ کے موضوع پر ایک ایسی کتاب تالیف کرنے پر ابھارا جسمیں ایک حاجی اور معتمر کے لئے گھر سے نکلنے کے بعد گھر واپس آنے تک کی سیدھی سادی ترتیب مع اہم وضروری مسائل کے لکھ دی جائے اور جسمیں اس بات کی خاص رعایت کی جائے کہ گویا ایک معلم یا عالم حاجی کو ہاتھ تھام کر حج بیت اللہ کے لئے لے جاتا ہو، ہر جگہ ٹھہر کر ضروری ہدایات کرتا ہو، لاعلمی کو دور کرتا ہو، خطرات سے واقف کرتا ہو، نقصانات سے آگاہ کرتا ہو، وقت، جگہ اور عمل کی فضیلت، اہمیت اور نزاکت کو سمجھاتا ہو اور اس بات کی خاص نگرانی کرتا ہو کہ کسی بھی صورت میں اسکا سفر حج میں لگا ہوا مال اور وقت ضائع نہ ہو اور وہ حج کے انوارات و

برکات کے حصول میں ذرہ برابر کوتاہی نہ کرے۔ ان تمام امور کی رعایت کرتے ہوئے یہ کتاب تالیف کی گئی اور چونکہ اسمیں ایک حاجی کی مکمل رہبری ورہنمائی کا بنیادی خیال مدنظر رہا اس لئے اس کتاب کا نام بھی ''حج وعمرہ فلاحی کے ہمراہ'' طے پایا۔ تالیف کتاب کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ اللہ کے بندے اس اہم فریضہ، اسلامی رکن اور بناء اسلام کے ایک ستون کی کما حقہ اھمیت سمجھیں اور حج بیت اللہ کی ایسی ادائیگی کریں کہ انکا حج دربار خداوندی میں مقبول ومبرور حج ثابت ہو۔

حجاج کرام کی ضرورت کے پیش نظر کتاب میں عربی زبان کے ضروری الفاظ، مختصر بات چیت اور اشیاء کے نام بڑھا دئے گئے ہیں تا کہ ملک عرب میں عربی زبان سے ناواقفیت کی بنیاد پر بعض اوقات پڑنے والی مشکلات کو اسکی مدد سے حل کیا جاسکے۔ نیز مدینہ منورہ پہونچکر جناب رسول اللہ ﷺ کے عظیم احسانات و حقوق کی ادائیگی کے لئے کتاب کے اخیر میں چہل درود شریف کا اضافہ کیا گیا تا کہ مدینہ منورہ کی حاضری کے وقت اسکا ورد کیا جاسکے اور چہل درود کے ساتھ ساتھ چہل احادیث کو حفظ کرنیکی فضیلت بھی حاصل کی جاسکے۔ ٹائٹل صفحہ نمبر۲، اور۳، پر اسماء الحسنیٰ ''اللہ تعالیٰ کے مبارک نام'' بھی لکھ دیے گئے ہیں، جسکا ورد بے انتہا مبارک ہے اور جو دعا کو مقبولیت سے قریب کر دیتے ہیں، تالیف کتاب کا واحد مقصد یہی ہے کہ عامۃ المسلمین حج بیت اللہ کی آسان ترتیب اور حج سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر کے حج بیت اللہ کی صحیح ادائیگی کرسکیں۔ ممکن ہے یہ کتاب کسی ایک آدمی کے مقبول ومبرور حج کا ذریعہ بن جائے اور اسکے ذریعہ احقر، مترجم اور دونوں کے

مرحومین و متعلقین کے لئے آخرت کی نجات اور مغفرت کا فیصلہ ہو جائے۔ و ما ذلک علی اللہ بعزیز۔

کتاب ھذا سے مکمل فائدہ اٹھانیکا طریقہ

احقر کی اس کتاب سے اطمینان بخش فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے دو تین ماہ قبل اس کتاب کی تعلیم شروع کر دی جائے، ایک گروپ یا ایک محلّہ کے لوگ روزانہ وقت مقررہ پر جمع ہو کر اسکی تعلیم کریں اور دوران تعلیم مذاکرہ بھی کرتے رہیں، خوب اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ہر آدمی یہ کتاب فرداً فرداً اپنے مطالعہ میں رکھے اور روزانہ وقت معین پر حج کی ترتیب اور مسائل کو پڑھتا رہے، پھر سفر حج میں اس کتاب کو لے جانا ہرگز نہ بھولیں اور روزانہ رات کو آئندہ کل کئے جانے والے کاموں کا مطالعہ و مذاکرہ کر لے۔ اگر اس طرح کیا گیا تو انشاء اللہ آپکو صحیح و مسنون طریقہ پر سفر حج ادا ہونیکا اطمینان ہوگا اور انشاء اللہ آپکا حج مقبول و مبرور ثابت ہوگا۔ اگر آپ اس کتاب کے ساتھ حج کرینگے تو آپکو پورے سفر میں اس بات کا ضرور احساس ہوگا کہ کوئی معلم آپکی انگلی پکڑ کر آپکو حج و عمرہ کے ارکان ادا کروا رہا ہے، جیسے جیسے آپکا سفر آگے بڑھیگا اس کتاب کا مضمون بھی آگے بڑھتا جائیگا اور آئندہ کل آپکو کیا کرنا ہے وہ اس کتاب کی مدد سے آپ پہلے ہی یاد کر سکینگے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے گھر اسطرح واپس لوٹینگے کہ اس کتاب کی رہبری میں کیے گئے حج کی وجہ سے یہ کتاب آپکا اپنا سفرنامہ یا حج نامہ ثابت ہوگی۔ حق تعالیٰ ہر حاجی و معتمر کو اسی طرح پیشگی حج و عمرہ کی تیاری کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں اور صحیح حج و عمرہ ادا کروا کر شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

عربی گفتگو کا حصہ پاکستان سے شائع شدہ کتابچہ بنام "ہدایات و معلومات برائے عازمین حج" سے لیا گیا ہے، جسمیں حضرت مولانا اسماعیل سارودی صاحب دامت برکاتہم (استاذ حدیث جامعہ جمبوسر) نے رائج عربی زبان کا اضافہ کر کے مزید مفید بنا دیا ہے۔ میں مولانا کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔ اللہ تعالی انہیں جزاء خیر عطا فرمائیں۔ آمین

میں دل کی گہرائیوں سے ممنون و مشکور ہوں میرے عزیز دوست حضرت مولانا رشید ابراہیم خانپوری ندوی دامت برکاتہم (استاذ حدیث جامعہ جمبوسر) کا جنہوں نے جامعہ کے انتہائی مشغول وقت میں یعنی جمادی الاخری، رجب کے مہینوں میں احقر کے لئے وقت نکال کر جمع و ترتیب کے کام میں اپنا قیمتی تعاون پیش فرمایا، اللہ تعالی موصوف کو دارین میں اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین

قارئین کرام سے بالخصوص علماء کرام سے غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرنیکی درخواست کرتا ہوں، نیز اس کتاب سے مستفید ہونے والے حجاج کرام سے بھی مؤلف و مترجم دونوں کے لئے قبولیت دعا کے ہر وقت و مقام پر خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

فقط والسلام

محمد اقبال فلاحی خانپوری

ناظم اعلی: جامعہ علوم القرآن،

جمبوسر، بھروچ، گجرات، الھند

فرضیت حج اور اقسام حج

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (سورۃ آل عمران، ۹۷)

ترجمہ:- اور اللہ کو (خوش کرنیکے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے، (مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص خاص کے) یعنی اس شخص کے جو طاقت رکھے وہاں تک (پہونچنے) کی سبیل کی اور جو شخص (احکام خداوندی کا) منکر ہو (خدا تعالیٰ کا کیا ضرر؟ کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمام جہانوالوں سے غنی ہیں۔

﴿اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ﴾ (سورۃ حج، ۲۷)

ترجمہ:- سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں حج (کی فرضیت) کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس (یعنی تمہاری اس عمارت مقدسہ کے پاس حج کے لئے) چلے آئینگے، پیادہ بھی اور (جو اونٹنیاں سفر کے مارے) دبلی (ہوگئی ہونگی ان) اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز راستوں سے پہونچی ہوں گی۔

حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَ الْحَجِّ، وَ صَوْمِ رَمَضَانَ.

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے(۱)ایک اس حقیقت کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اِلہ نہیں ہے (کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں ہے) اور حضرت محمد ﷺ اسکے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۲) دوسرا، نماز قائم کرنا(۳) تیسرا زکوۃ ادا کرنا (۴) چوتھا حج بیت اللہ کرنا (۵) پانچواں رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

حج کوئی نئی چیز نہیں ہے۔قدیم زمانے سے حج ہوتا چلا آیا ہے۔سب سے پہلے جب حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے سفر کرکے حج بیت اللہ کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا، فرشتے اس گھر کا طواف سات ہزار سال سے کررہے ہیں۔

تمام عالم میں ہندوستان ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ پہلا حج ہندوستان سے کیا گیا، نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چالیس حج ادا فرمائے۔

حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان بھی ہیں اور انسانوں میں سب سے پہلے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہونے والے حاجی بھی ہیں۔

(کنزالعمال حدیث نمبر ۳۴۷۱۶)

تفسیر وحدیث کی کتابوں اور انکی شرحات سے یہ بات ثابت ومحقق ہوتی ہے کہ خانۂ کعبہ کی سب سے پہلی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ مکہ مکرمہ جاکر ایک گھر تعمیر کرواور جس طرح فرشتوں کو طواف کرتے دیکھو اسی طرح طواف کرو۔

تاریخ طبری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے نقل کیا گیا کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر جب کہ وہ ہندوستان میں تھے وحی نازل فرمائی کہ خانۂ کعبہ کا حج کرو، چنانچہ انہوں نے ہندوستان سے سفر کر کے بیت اللہ کا حج فرمایا۔

آپ نے ذرا غور کیا؟ کہ خانۂ کعبہ کی جو مرکزی عمارت ہے، حجر اسود اس کے مشرقی حصہ میں ہے، ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے بیچ کی جگہ) بھی مشرق میں ہے، بیت اللہ کا دروازہ بھی مشرق ہی کی جانب ہے، زم زم بھی مشرق میں ہے، مقام ابراھیم بھی مشرق کی جانب ہے، امام صاحب کا مصلی بھی مشرقی جانب میں بچھتا ہے اور صفا مروہ بھی مشرق ہی کی جانب پڑتے ہیں۔

ذرا مکہ سے باہر نکل کر دیکھئے تو منی بھی مشرق میں ہے، مزدلفہ بھی مشرق میں ہے، عرفات بھی مشرق میں ہے، پھر ایک اور نظر ڈالئے تو ہندوستان بھی مشرق میں ہے، ہم ہندوستانیوں کی خوش نصیبی ہے کہ عرفات، مزدلفہ اور منی کا قبلہ جس جانب ہے اسی جانب اہل ہند کا قبلہ بھی ہے۔

حج بیت اللہ، جملہ انبیاء کرام علیھم السلام کا اور اطاعت شعار بندگان خدا کا شعار، عادت اور روایت رہی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد ﷺ تک کوئی نبی اور رسول ایسے نہیں ہوئے جنہوں نے حج بیت اللہ نہ کیا ہو۔

حج بیت اللہ فرض عین ہے، جسکو مذکورہ ذیل شرائط کے جمع ہو جانے پر زندگی میں ایک بار ادا کرنا فرض ہوتا ہے۔۔۔

☆ جس مرد و عورت کو اللہ تعالیٰ نے اتنی وسعت دی ہو کہ اسکے ذریعہ اپنے گھر سے مکہ مکرمہ آمد و رفت پر قادر ہو۔

☆ بیوی بچے اور جن حضرات کے نفقہ کی ذمہ داری شرعاً اسکے ذمہ عائد ہوتی ہو تمام کو حج بیت اللہ سے واپسی تک کا نفقہ دینے پر قادر ہو۔

☆ بذات خود تندرست ہو اور سفر کے قابل ہو۔

☆ راستہ پر امن ہو۔

☆ عورت ہو تو اسکے ساتھ اسکا شوہر یا اور کوئی محرم موجود ہو۔

تنبیہ : حج فرض ہو جانے کے بعد بلا تاخیر حج کرنا ضروری ہے، دوسرے سال پر اٹھا رکھنا گناہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. (رواہ ابوداود فی کتاب المناسک)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو آدمی (فرضیت حج کے شرائط جمع ہو جانے کی وجہ سے) حج کا ارادہ رکھتا ہو اسکو چاہئے کہ حج کی ادائیگی میں جلدی کرے۔ (مبادہ کوئی مرض، غفلت، حاجت یا اور کوئی سبب اس عظیم فریضہ کی ادائیگی اور سعادت کے حصول سے مانع بن جائے) (ابوداود- کتاب المناسک)

عَنْ عَلِيٍّ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَلَكَ زَاداً وَّ رَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَ لَمْ يَحُجَّ فَلاَ عَلَيْهِ اَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًا اَوْ نَصْرَانِياً وَ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً. (رواه الترمذی – ابواب الحج)

ترجمہ:- حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو ایسی سواری بھی

میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہونچا سکے، پھر بھی حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے کہ :- ''اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اُس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔'' (جامع ترمذی)

تشریح :- اس حدیث میں اُن لوگوں کے لئے بڑی وعید ہے جو حج کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کریں۔ فرمایا گیا کہ ان کا حج کئے بغیر مرنا اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنا گویا برابر ہے۔ (معاذ اللہ) یہ اسی طرح کی وعید ہے جس طرح ترک نماز کو کفر و شرک کے قریب کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. (الروم، ع ۵)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ صلوۃ مشرکوں والا عمل ہے۔

حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو مشرکین کے بجائے یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دینے کا راز یہ ہے کہ حج نہ کرنا یہود و نصاریٰ کی خصوصیت تھی کیونکہ مشرکین عرب حج کیا کرتے تھے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے تھے اسلئے ترکِ نماز کو مشرکوں والا عمل بتلایا گیا۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ وَ وَفِّقْنَا لِاَدَاءِ فَرَائِضِکَ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی. آمین.

اے اللہ سوءِ خاتمہ سے ہماری حفاظت کیجئے۔ اور اے اللہ آپکے فرائض و احکامات پر مقبول و پسندیدہ طریقے پر عمل کرنیکی توفیق ارزانی کیجئے۔ آمین

صحیح بات یہ ہے کہ حج فرض ہو جانے کے بعد جہاں تک ممکن ہو بہت جلد

ادا کیا جائے اور قطعاً تاخیر نہ کی جائے۔

☆ جس سال حج فرض ہو جائے اسی سال حج کرنا واجب ہے اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ ہوگا۔ لیکن اگر مرنے سے پہلے حج کر لیا تو حج ادا ہو جائیگا اور تاخیر کرنے کا گناہ بھی جاتا رہیگا۔ اور اگر حج ادا کرنے سے پہلے موت آگئی تو (حج ادا نہ کرنے کا) گناہ ذمہ میں باقی رہے گا۔

☆ جس مرد وعورت پر حج فرض ہو گیا ہو اور ادا نہ کر سکے ہوں تو ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

☆ اگر شوہر پر حج فرض ہو گیا ہو تو بیوی کو حج میں ساتھ لے جانے کے لئے اس کے حج کا خرچ جمع کرنے تک اپنا فرض حج مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ مال حرام سے حج کرنا حرام ہے، حج اور عمرہ کے لئے مال کا حلال اور طیب ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ حق تعالی حلال وطیب مال سے ادا کردہ عبادت ہی قبول فرماتے ہیں۔ بناء بریں حرام یا مشتبہ مال سے حج یا عمرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا ایسے مال سے حج وعمرہ کی ادائیگی سے پرہیز کیا جائے۔

(ایضاح المناسک صفحہ ۵۰- فتاوی رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۱۱۶)

☆ والدین اگر زندہ ہوں اور خدمت کے محتاج ہوں تو بلا انکی اجازت کے حج میں جانا مکروہ ہے، اور اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں تو بلا اجازت جانا مکروہ نہیں ہے، مگر پھر بھی اجازت لینا بہتر اور اولی ہے۔

☆ اگر کسی کا ایسا قرضہ ہے جسے فی الحال ادا کرنا ضروری ہے تو بلا قرضخواہ کی اجازت کے حج میں جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کو ضامن بنا دیا ہے یا

قرضخواہ خود اجازت دیتا ہے یا فی الحال قرضہ کی ادائیگی ضروری نہیں ہے بلکہ ادائیگی کی مدت مقرر ہے اور وہ اس مقررہ مدت سے پیشتر واپس آجائے گا تو بلا اجازت جانے میں مضائقہ نہیں ہے۔

☆ عورت پر حج میں جانے کے لئے لازم ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی ایسا آدمی ہو جس سے اس کا نکاح ھمیشہ کے لئے حرام ہو جیسے باپ، چچا، بھائی، بیٹا، دودھ شریک بھائی یا سسر وغیرہ، ایسے محرم کے بغیر عورت کے لئے سفرِ حج کرنا جائز نہیں ہے، اگر کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ پھر محرم کے ساتھ جانے کی صورت میں بھی اس کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے۔ اگر ایسا محرم نہ مل سکے تو شریعت کے حکم کے مطابق محرم ملنے تک انتظار کرنا چاہیے ۔ جب بھی ایسا محرم میسر آجائے تو بذات خود حج کرے ورنہ دوسرے سے حج کرائے یا وصیت کر جائے۔

☆ یہ مسئلہ بھی یاد رکھو کہ جدہ یا مکہ مکرمہ پہونچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہو جائے یا طلاق بائن ہو جائے تو عورت اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کر سکتی ہیں۔

☆ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مناسک نووی میں رقمطراز ہیں کہ حج بیت اللہ کے عازمین پر حج بیت اللہ کے طریقہ سے مکمل واقف ہونا فرض ہے، اس لئے کہ جو آدمی عبادت کی ادائیگی کے طریقہ سے ناواقف ہوتا ہے وہ عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتا، بہتر یہی ہے کہ ایسی معتبر و مستند کتاب اپنے ساتھ رکھے جسمیں طریقۂ حج، احکام حج، مسائل حج اور مقاصد و اسرار حج کو بہتر و دل نشیں انداز میں جمع کیا گیا ہو اور پورے سفر میں اس کتاب کا مراراً و تکراراً

مطالعہ کرتا رہے، تا کہ طریقۂ حج سے خوب واقف ہو جائے اور مسائل حج ذہن و دماغ میں راسخ ہو جائے، اگر یہ اہتمام نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ آدمی مقبول و مبرور حج کے بغیر ہی واپس آجائے، حج کے انوارات و برکات سے محروم رہے یا حج کے کسی رکن یا شرط میں خلل کر کے قضائے حج کا یا وجوب دم کے بھاری جرم کا مرتکب ہو جائے۔ (مناسک نووی صفحہ ۳٦)

☆ کوئی رفیقِ صالح ایسا تلاش کرو جو تم کو ضرورت کے وقت کام آسکے، پریشانی کے وقت اعانت کرے اور مشکل مراحل میں دھارس بندھائے۔ اگر عالم باعمل مل جائے تو بہت ہی اچھا ہے کہ ان سے تمہیں ہر قسم کے مسائل میں بالخصوص احکام حج سے واقف ہونے میں مدد ملتی رہے گی۔

جو حضرات حج فرض ہو جانیکے باوجود حج بیت اللہ نہیں کرتے وہ تو قابل گرفت ہیں ہی، مگر جو حضرات آداب و مسائلِ حج سیکھے بغیر چلے جاتے ہیں وہ بھی قابلِ تنبیہ ہیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ آدمی کثیر رقم خرچ کر کے وطن عزیز، اہل وعیال اور کاروبار چھوڑ کر جائے اور مسائل حج سے بے بہرہ رہے۔

سب جانتے ہیں کہ سیکھے بغیر کوئی چیز نہیں آتی۔ مگر یہ کتنی نادانی ہے کہ جو فرض عبادت زندگی میں تقریباً ایک ھی مرتبہ نصیب ہوتی ہے اور ایک ہی مرتبہ فرض ہے اسکو سیکھنے کا کوئی اھتمام نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو دل میں بسانے اور عشق و وارفتگی کے جذبات بیدار کرنے کا ذرہ برابر بھی خیال نہ ہو۔

بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ حج بیت اللہ کی ظاہری (دنیوی) تیاریاں تو مھینوں پہلے شروع کر دی جاتی ہیں مگر اس مقدس سفر کی اصلی و روحانی تیاری بالکل نہیں کی

جاتی۔ حج بیت اللہ کا ارادہ کرنے والے ہر مرد وعورت پر ایام حج شروع ہونے سے پہلے مسائل حج سے واقف ہونا واجب ہے۔ فی زمانناعازمین حج کو اولاحکومت میں درخواست دینی پڑتی ہے اسلئے حج کا فارم بھرنا بھی حج کی تیاری میں شامل ہوگا، فارم منظور ہوتے ہی حج بیت اللہ کی مابقیہ تیاری یعنی مسائل، ترکیب آداب حج کو کتابوں کے ذریعہ یا علماء کرام سے رجوع کر کے یاد کرنا نہایت ضروری ہے۔

☆ حج کا ارادہ کرنے والے پر سب سے پہلے اس بات کا پورا دھیان لازم و ضروری ہے کہ حج ایک عظیم الشان عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت بغیر اخلاص کے قبول نہیں ہوتی۔ لہذا صرف حق تعالی کی خوشندی اور اس کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے حج کا ارادہ کرنا چاہیے۔

☆ یہ کبھی نہ سوچنا چاہیے کہ سیر وتفریح ہو جائیگی، نئے نئے مقامات دیکھنے میں آئینگے، اچھے اچھے سامان خریدیں گے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی یہ قصد بھی نہ ہونا چاہیے کہ حاجی کہلائینگے اور عزت بڑھ جائیگی۔

☆ سب سے پہلے اپنے جملہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے توبہ کرو۔

توبہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے غسل کرے، غسل کی ہمت نہ ہو تو وضوء کر لے، اس کے بعد دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھے، نماز کے بعد درود شریف پڑھے پھر توبہ و استغفار کرے۔ جس قدر عاجزی، رونا، گڑگڑانا ممکن ہو کمی نہ کرے اور اپنے گناہوں اور قصوروں سے توبہ کرے اور بار بار یہ دعا مانگے کہ اے اللہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ پھر کبھی گناہ نہیں کرونگا۔ مجھ کو آپ کی رحمت پر اپنے عمل کی بنسبت زیادہ اعتماد ہے اور آپکی رحمت میرے گناہ سے بدرجہا وسیع ہے۔

توبہ کی تین شرطیں ہیں :

(۱) ماضی میں کیے ہوئے گناہوں پر ندامت اور جن اعمال کی قضاء یا بدلہ ممکن ہو ایسے اعمال کی قضا اور حقوق کی ادائیگی،

(۲) حال میں ان گناہوں کو مکمل چھوڑ دینا،

(۳) مستقبل میں کبھی نہ کرنے کا عزم مصمم اور پختہ ارادہ کرنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بخدا اللہ تعالیٰ مؤمن بندہ کی توبہ پر اس مسافر سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو کسی ایسے ویرانے میں پہونچ جائے جہاں زندگی کے آثار منقطع ہوں اور قدم قدم پر موت کا سامان نظر آتا ہو، اسکے پاس سواری کے لئے اونٹنی ہو اور اس پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو، وہ مسافر ستانے کے ارادہ سے تھوڑی دیر نیچے اترے اور اس کی آنکھ لگ جائے، پھر جب آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اونٹنی مع سامان سفر کے غائب ہے۔ پھر وہ اونٹنی تلاش کرنے کے ارادہ سے ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہے یہاں تک کہ بھوک اور پیاس سے اسکی حالت ابتر ہو جائے، جان نکلنے کے قریب ہو جائے اس وقت وہ آدمی یہ سوچے کہ میں دوبارہ وہیں چلا جاؤں جہاں سویا تھا تاکہ موت آوے تو وہیں آوے، یہ سوچ کر اس جگہ لوٹ کر اپنی کہنی پر سر رکھکر موت کے انتظار میں سو جائے، پھر جب اسکی آنکھ کھلے تو اپنی اونٹنی مع ساز وسامان کے اپنے قریب موجود پائے، بتاؤ اس مسافر کو اپنی اونٹنی واپس مل جانے پر کتنی خوشی ہو سکتی ہے؟ اللہ کی قسم مؤمن بندہ کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

☆ بلوغ کے بعد جتنی نمازیں قضا ہوئی ہوں ان نمازوں کا اندازہ کر کے قضا کرو۔

اگر غفلت کی وجہ سے ایک وقت کی نماز بھی خدانخواستہ فوت ہوئی تو یاد رکھو بیت اللہ کی سو نفل نمازوں سے بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

☆ قضاءنمازوں کا کوئی وقت متعین نہیں ہے۔جب بھی فرصت ملے وضو کر کے ایک دن کی فرض اور وتر ملا کر کل ۲۰ رکعت پڑھ لو، اسطرح اپنی کل قضا نمازوں کا اندازہ کر کے قضا کرلو۔

☆ مال کی زکوۃ ادا کرنا باقی ہو تو حساب لگا کر زکوۃ ادا کردو۔

☆ اللہ کے جن بندوں کے حقوق آپ کے ذمہ ہوں، جن کی کبھی آپنے حق تلفی کی ہو، جن کو ستایا ہو، جن کا کبھی دل دکھایا ہو، ان سب سے معاملہ صاف کرلو، معاف کروالو یا بدلہ چکا دو۔

☆ کسی کا قرض یا حق باقی رہ گیا ہو تو ادا کردو، کسی کو ہاتھ سے تکلیف دی ہو، غیبت کی ہو تو معافی مانگ لو، کسی کا مالی حق ہو اور اسکا انتقال ہو گیا تو ہو اسکے شرعی وارثوں تک وہ حق پہونچا دو یا ان سے شرعی طریقہ سے معاف کروالو۔

☆ اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز اپنے پاس ہو تو اس کو واپس کردو، حقوق و ضروریات سے متعلق ایک وصیت نامہ لکھ دو، اگر قرض وغیرہ ہو تو مفصل طریق سے لکھکر کسی دیندار عادل شخص کو وصی ''قائم مقام'' بنادو۔

☆ گھر سے روانگی سے پہلے درج ذیل سامان سفر اپنے ساتھ ضرور لے لو تاکہ کوئی پریشانی نہ ہو اور بآسانی سفر مکمل ہو سکے۔

ضروریات سفر

جس قدر ممکن ہو بقدر ضرورت ہی سامان اپنے ساتھ لو۔سفر میں زیادہ سامان بہت پریشان کرتا ہے۔مختصر سامان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) احرام کی دو چادریں ''چار ہوں تو زیادہ بہتر ہے'' (۲) ضرورت کے مطابق پہننے کے دو چار جوڑے کپڑے (۳) ایک عدد سلیپر یا جوتے (۴) مُصلے (۵)

بیڑی (۶) چاقو (۷) سوئی تاگا (۸) مسواک (۹) احرام باندھنے کا پٹہ (۱۰) شیشہ ''آئینہ'' (۱۱) کنگی (۱۲) احکام وترتیب حج کی کتاب (۱۳) کھانے کے لئے چھوٹی بڑی ایک ایک پلیٹ اور چمچ (۱۴) بستر بند (۱۵) ناخن تراش (۱۶) لوٹا (۱۷) ضروری ٹیلفون نمبرات (۱۸) کھانسی، قبض، زکام وغیرہ کی دوائیاں (۱۹) اپنے سامان کی شناختی کے لئے کوئی رنگین ربن وغیرہ (۱۹) صابون (۲۰) رومال (۲۱) رنگین چشمہ (۲۲) ایک عدد چادر (۲۳) ہوائی تکیہ (۲۴) بالٹی (ڈول)

الحمدللہ اب تیاری ہوگئی ہے اور آپ گھر سے سفر کے لئے نکل رہے ہیں۔

گھر سے چلتے وقت ہنسی خوشی نکلے، گھر بار واہل وعیال کی جدائی کے خیال سے سُست اور اُداس ہو کر نہ نکلے کیونکہ یہ سفر خوشی خوشی نکلنے کا سفر ہے۔ گھر سے نکلنے سے پیشتر اور بعد میں کچھ صدقہ کرنا چاہیے، گھر میں دو رکعت نفل پڑھے، اسی طرح محلّہ کی مسجد میں بھی دو رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھے، اور سلام کے بعد اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی کے لئے دعا کرے۔

گھر سے روانہ ہوتے وقت عزیز و اقارب، دوست واحباب، آس پاس کے پڑوسیوں سے اپنی غلطی کی معافی چاہیے، دعا کی درخواست کرے اور مصافحہ کرے۔

جاتے وقت حاجی کو لوگوں سے خود مل کر جانا چاہئے اور حج سے واپسی پر لوگوں کو حاجی سے ملنے آنا چاہئے۔

سفر حج سفر آخرت کا نمونہ ہے، جس وقت حاجی گھر سے چلتا ہے اور احباب و اقارب سے رخصت ہوتا ہے تو جنازے کا سماں ہوتا ہے کہ ایک روز اس عالم سے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر اسی طرح سفرِ آخرت کرنا ہوگا۔ جب احرام کا لباس پہنتا ہے تو کفن یاد آتا ہے اور میقات حج گویا میقات قیامت کی نظیر ہے اور عرفات کے میدان میں

ہزاروں آدمیوں کا اجتماع اور حرارت کی تمازت روز محشر کا نمونہ پیش کرتی ہے۔اسی طرح مابقیہ تمام افعال میں بھی اگر غور کروگے تو سفر آخرت کا نمونہ نظر آئے گا۔

گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ، اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَى اللّٰہِ، وَلا حَوْلَ وَلاقُوَّةَ اِلا بِاللّٰہِ

ترجمہ :- میں اللہ کا مبارک نام لے کر اس بات کا اقرار اور تصدیق کرتا ہوں کہ میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسی پر پورا بھروسہ ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا، میں اللہ تعالیٰ ہی کے سہارے سفر شروع کرتا ہوں۔

اگر مذکورہ بالا دعا یاد نہ ہو تو صرف "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھ لے۔

رشتہ دار اور دوست و احباب سے جدائی کے وقت

حاجی جب رشتہ دار اور دوست واحباب سے رخصت ہو تو انہیں حاجی کو یہ دعا دیکر رخصت کرنا چاہئے

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ اٰخِرَ عَمَلِکَ، زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی، وَ یَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ کُنْتَ.

ترجمہ:- اچھا جاؤ تم اور تمہارا دین اور تمہاری دین و دنیا کی امانت اور تمہارے کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو تقوی کی دولت سے نوازے اور تمہارے لئے نیکیاں آسان کرے جہاں کہیں بھی رہو۔

جب سواری پر سوار ہونے لگوتو پہلے داہنا پیر رکھکر داھنی طرف بیٹھکر یہ دعا پڑھو:

(۱) ﴿سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہے جسنے یہ سواری همارے مسخر ''تابع'' کردی ورنہ همارے پاس اسکو مسخر کرنیکی طاقت نہیں تھی اور ھم ایک دن همارے پروردگار کی جانب یقیناً واپس لوٹنے والے ہیں۔

☆ اب نہایت ہوشیاری سے سفر شروع کرو، روپیہ پیسہ نہایت حفاظت سے رکھو، ساری رقم ایک جگہ نہ رکھو، الگ الگ جگہ رکھو۔ چور اور جیب کاٹنے والوں سے ہوشیار رہو۔ بہت سے لوگ حج کرنے نہیں جاتے بلکہ چوری کرنے اور لوگوں کی جیب کاٹنے جاتے ہیں، جو درحقیقت حاجی نہیں بلکہ بشکل حاجی چور اور ڈکیت ہوتے ہیں، کسی کے چہرے پر لکھا ہوا نہیں ہوتا کہ کون حاجی ہے اور کون چور!

☆ سفر میں اپنی چیز کسی اجنبی کو مت کھلاؤ اور نہ کسی اجنبی کی کوئی چیز کھاؤ۔ آج کل نشہ آور چیزیں کھلا پلا کر لوٹنے کے واقعات کثرت سے ہوتے ہیں۔

☆ قافلہ میں جو شخص ہوشیار، صاحب رای دیندار، تجربہ کار اور بردبار ہو اس کو امیر بنالینا چاہیے اور سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔

☆ دوسرے حجاج بالخصوص بوڑھوں اور کمزوروں کی خدمت کی سعادت ضرور حاصل کیجئے، اور یہ سمجھ کر خدمت کیجئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مہمان ہیں اور میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، اس نسبت سے مجھ پر ان کی

خدمت کرنا ضروری ہے۔

بعض اہل معرفت کا ارشاد ہے کہ :

''طاعت وعبادت سے جنت ملتی ہے اور بندوں کی خدمت سے خود مولا ملتا ہے۔''

حضور ﷺ کا ارشاد ہے :

سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ (مشکوۃ شریف، باب آداب السفر)

یعنی سفر میں قوم کا سردار قوم کی خدمت کرنے والا ہے۔

احرام اور حج کی قسمیں

اگر جدہ سے مکہ مکرمہ جانے کے بجائے سیدھے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہے تو پھر بمبئی، احمد اباد یا دیگر مقامی ایئرپورٹ سے عمرہ کا احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ حدودِ حرم سے باہر باہر ہی مدینہ منورہ جانا ہوگا اور میقات سے بغیر احرام گذرنے کی جنایت لازم نہ ہوگی۔

مستحب یہ ہے کہ احرام باندھنے کا غسل کرنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کے ناخن کاٹ لو، دونوں بغلوں کے بال اور زیرِ ناف بال صاف کرلو اور صابن وغیرہ سے نہالو تاکہ اچھی طرح صفائی حاصل ہوجائے، مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ احرام کی حالت میں ہوتے ہیں اور ان کے بغل کے بال اتنے بڑے دکھائی دیتے ہیں جیسے کئی ماہ سے صاف نہ کیے ہوں۔ اگر زیرِ ناف بالوں کا بھی یہی حال ہے تو بہت ہی برا ہے۔ عام حالات میں ان بالوں کو ہر ہفتہ صاف کرلینا مستحب ہے، اگر نہیں تو کم از کم پندرہ دن میں صاف کرلینا چاہیے، چالیس دن سے زیادہ مدت تک بغل اور زیرِ ناف بالوں کا صاف نہ

کرنا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے زمرہ میں آتا ہے۔ احرام باندھنے سے پہلے اس کا خاص خیال رکھیں۔

بیوی اگر ساتھ ہو تو صحبت کرنا بھی مستحب ہے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرو اور صابون وغیرہ استعمال کر کے خوب صفائی ہو جائے ایسا غسل کرو۔

سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکال دو اور ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لو اور ایک چادر اوڑھ لو، یہ دونوں چادریں سفید ہوں تو بہتر ہے۔

خوشبو لگا لو لیکن کپڑوں میں ایسی خوشبو نہ لگاؤ جس کا جسم (یعنی اثر) احرام کے بعد بھی باقی رہے، اس منع کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اگر کسی وقت احرام باندھنے کے بعد کپڑا اتار دیا اور پھر اوڑھ لیا تو جنایت لازم ہو گی جیسا کہ احرام میں خوشبو لگانے سے لازم آتی ہے۔ (غنیۃ الناسک)

احرام کے لغوی معنی ہیں حرام کرنا۔ حاجی جس وقت حج کی پختہ نیت کر کے تلبیہ یعنی لبیک پڑھ لیتا ہے تو اس پر چند حلال اور مُباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں اس وجہ سے اس کو احرام کہا جاتا ہے اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی حالتِ احرام میں استعمال کرتا ہے۔

ماشاء اللہ آپ غسل سے فارغ ہو گئے اور احرام بھی باندھ لیا مگر یاد رکھو آپ ابھی تک احرام میں داخل نہیں ہوئے ہیں کیونکہ احرام کی نیت باقی ہے اور نیت کے بعد ہی آدمی احرام میں داخل ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ خواتین کا احرام انکے سلے ہوئے کپڑے ہی ہیں، ہاں مگر عورتیں سر مکمل ڈھانپے رکھیں اور چہرہ ہمیشہ کھلا رکھیں، چاہے برقع پہنا ہوا ہو۔

ہوائی جہاز سے سفر کرنے والے احباب احمد آباد، بمبئی یا اپنے مقامی ایئرپورٹ

سے احرام باندھ لیں، احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھیں تاہم اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ یہ دو رکعت نماز مردوں کو بھی سر ڈھانپ کر ہی پڑھنا ہے چاہے ٹوپی پہن لیں چاہے احرام کی چادر سے سر کو ڈھانپ لیں۔

پہلی رکعت میں پوری "قل یا ایھا الکافرون" اور دوسری رکعت میں پوری "قل ھو اللہ" پڑھیں۔ پھر سلام پھیر کر قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر اسی جگہ نیت کرو۔

نیت کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **حج افراد:** - جسمیں میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے۔

(۲) **حج قران:** - جسمیں میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جاتا ہے یعنی کہ دونوں کو ایک ہی احرام میں ادا کرنے کی نیت کی جاتی ہے۔

(۳) **حج تمتع:** - تمتع کے لغوی معنی نفع اٹھانے کے ہیں۔ حج کی اس قسم کو تمتع اس لئے کہتے ہیں کہ تمتع کرنے والا احرام عمرہ اور احرامِ حج کے درمیان ان چیزوں سے جو احرام کی وجہ سے منع ہے فائدہ اٹھا سکتا ہے، برخلاف قارن کے کہ وہ عمرہ سے فارغ ہو کر بھی محرم رہتا ہے اور ممنوع چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

تمتع قران سے افضل نہیں لیکن افراد سے افضل ہے۔

حج تمتع میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور مکہ معظمہ پہونچ کر عمرہ کر کے احرام ختم کر دیا جاتا ہے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔ اکثر لوگوں کے لئے یہی تیسری صورت آسان اور بہتر رہتی ہے اس لئے مشورہ یہی دیا جاتا ہے کہ احرام میں اس تیسری قسم ہی کی نیت کی جائے، کیونکہ پہلی دونوں صورتوں میں احرام کی ساری پابندیاں حج سے فارغ ہونے تک قائم رہتی ہیں جن

کا نباہنا اکثر لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن کی احرام کی حالت میں ممانعت ہوتی ہے، اس لئے آج کل عوام کو ان دونوں صورتوں کا مشورہ نہیں دیا جاتا۔ اور اسی لئے اس کتاب میں حج تمتع کا طریقہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی باہمت آدمی حج افراد یا حج قران کی نیت کرنا چاہے تو حج کی ان دونوں قسموں کے مسائل بھی اس کتاب میں آگے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد سر کھول دیں اور درج ذیل طریقہ پر نیت کریں:

(2) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ

ترجمہ:- اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں/کرتی ہوں پس اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری جانب سے قبول فرمالے۔

اگر عربی کے یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو اردو، گجراتی، انگلش یا کسی بھی زبان میں اس کا ترجمہ ادا کرلیں۔

نیت کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورت پست آواز سے نیچے کا تلبیہ پڑھے:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ،

لَا شَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں میرے مولیٰ آپکے حضور میں حاضر ہوں،

میں حاضر ہوں آپکا کوئی شریک نہیں، میں آپکے حضور حاضر ہوں،
ساری حمد وستائش آپ ہی کو سزاوار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور ساری
کائنات میں فرمارروائی بھی آپ ہی کی ہے،
آپکا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

اس کوتلبیہ کہتے ہیں، یہ حج اور عمرہ کا خاص ذکر ہے، اسکے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے، اس تلبیہ کے کہنے کے ساتھ ہی آپ کا احرام شروع ہوگیا، جس طرح تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر نماز شروع ہو جاتی ہے۔

تلبیہ کے وہ الفاظ جو اوپر نقل کیے گئے ہیں خاص ان الفاظ کا کہنا سنت ہے، شرط نہیں ہے، کوئی اور ذکر بھی جس سے حق تعالی کی تعظیم مقصود ہو تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے، جیسے ''لا الہ الا اللہ، الحمد للہ ، اللہ اکبر'' وغیرہ۔

اسی طرح تلبیہ اردو، فارسی، ترکی جیسی دوسری زبانوں میں پڑھنا بھی جائز ہے مگر عربی میں پڑھنا افضل ہے۔

عورت کے لئے حیض اور نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے وہ غسل یا وضو کر کے احرام کے سلے ہوئے کپڑے پہن کر قبلہ رو بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، ایسا کرنے سے وہ احرام میں داخل ہو جائیگی۔

عورت کو اگر خطرہ ہو کہ طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کے زمانہ میں حیض آجائیگا اور ایام حیض گذر جانے تک انتظار کرنا بھی مشکل ہوگا تو ایسی صورت میں مانعِ حیض دوائی استعمال کر کے طوافِ زیارت یا طوافِ عمرہ کر لینے تک حیض روک لینا صحیح ہے اور اس پر کوئی جرمانہ بھی عائد نہ ہوگا، مگر شدید ضرورت کے بغیر مانع حیض دوائی استعمال

کرنا مناسب نہیں اس لئے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔
(ایضاح المناسک، ۱۰۹)

اگر دوران حیض دوائی کے ذریعہ حیض روک لیا اور طواف زیارت یا طواف عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آ گیا تو سمجھا جائیگا کہ اس نے حالت حیض میں ہی طواف کیا، کیونکہ یہ طہر متخلل کے حکم میں ہے۔ لہذا جرمانہ میں اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہو جائیگی۔ البتہ اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلے گی تو جرمانہ ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر دوائی کے ذریعہ حیض اس طرح رک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے کے تک دوبارہ حیض آیا ہی نہیں تو طواف بلا کراہت صحیح ہو جائیگا اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ (ایضاح المناسک، ۱۰۹)

یہ تلبیہ حاجی کا خاص ترانہ ہے اور اصل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار کا جواب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کے بندوں کو پکارا تھا کہ آؤ اللہ کے در پہ حاضری دو۔ پس جو بندے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر اللہ کے گھر کی حاضری کے ارادہ سے روانہ ہوتے ہیں وہ تلبیہ پڑھتے ہوئے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار کا جواب دیتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے اپنے مقبول بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ندا دلوا کر ہمیں بلوایا تھا ہم حاضر ہیں، تیرے حضور ہم حاضر ہیں۔

تلبیہ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہوئے براہ راست اسی سے خطاب کریں، اور شوق و ذوق اور خشیت و خوف کے ساتھ بار بار کہیں۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

لَبَّیْکَ لا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ،
لا شَرِیْکَ لَکَ۔

میں حاضر ہوں میرے مولیٰ آپکے حضور میں حاضر ہوں،
میں حاضر ہوں آپکا کوئی شریک نہیں، میں آپکے حضور حاضر ہوں،
ساری حمد وستائش آپ ہی کو سزاوار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور ساری کائنات میں فرمانروائی بھی آپ ہی کی ہے،
آپکا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

تلبیہ پڑھ کر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ سے دعا کریں۔ اس موقع پر یہ دعا کرنا بطور خاص مستحب ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ رِضَاکَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَ النَّارِ۔

ترجمہ:- اے اللہ! میں آپ سے آپکی رضامندی اور جنت مانگتا ہوں اور آپکی ناراضگی، اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔

اسکے بعد تلبیہ کی کثرت رکھیں، اب تلبیہ ہی آپ کے لیے افضل ذکر ہے، کیونکہ تلبیہ کا حج میں وہ درجہ ہے جو تکبیر کا نماز میں ہے لیکن چیخنا، چلانا نہیں چاہیے۔ خود سن سکیں اتنی اونچی آواز سے پڑھنا چاہیے۔

ہر نئے حالات پیش آنے پر تلبیہ کہنا مستحب ہے، مثلاً جب سوار ہو، سواری سے اترے، سواری کا رخ موڑے، اونچی جگہ پر چڑھے، وہاں سے اترے، نشیب میں آئے،

فجر طلوع ہو، سوکر اٹھے، سوتے ہوئے آنکھ کھلے، فرض اور نفل نمازوں کے بعد، کسی سے ملاقات کے وقت، ایسے تمام مواقع پر تلبیہ کہنا چاہئے، تلبیہ جتنا زیادہ کہے افضل ہے، تلبیہ کے درمیان کلام نہ کیا جائے اسکے بعد دعا کرلی جائے۔

اذن جس کو ملا تیرے دربار سے وجد میں خوشی کے وہ پھر گیت گانے لگے
"حاضر ہوں مولی تیرے در پے حاضر" بس یہی ایک رٹ سب لگانے لگے

اب آپ محرم ہوگئے اس لئے حسب ذیل پابندیاں آپ پر عائد ہوگئیں۔

(۱) اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنا یا بوسہ دینا۔

محرم نے اپنی بیوی کا شہوت سے بوسہ لیا، یا لپٹا، یا ہاتھ لگایا یا اس سے صحبت کرلی تو دم دینا ہوگا۔ یعنی چھوٹا جانور ذبح کرنا پڑیگا۔

نوٹ:- یاد رکھیے صرف دو جنایتیں ایسی ہیں جس میں حاجی پر پوری گائے یا پورا اُونٹ واجب ہوتا ہے۔ ایک تو جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا، دوسرے وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے عورت سے ہمبستر ہونا۔

(۲) مرد کا سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

کسی مرد نے ضرورت کے پیش نظر سلے ہوئے کپڑوں ہی میں احرام کی نیت کرلی یا حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہن لئے تو اگر وہ ایک دن یا ایک رات یعنی بارہ گھنٹے پہنے رکھیگا تو دم واجب ہوگا اور اگر بارہ گھنٹے سے کم پہنے تو صدقہ یعنی پونے دو کیلو گیہوں یا اسکی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا، عورتیں احرام میں سلے ہوئے کپڑے ہی پہنیگی چاہے وہ رنگین ہوں۔

(۳) سر اور چہرہ دھانپنا "عورتیں سر دھانپ سکتی ہیں، بلکہ انکو سر دھانپے رکھنا چاہئے"

اگر مرد نے چہرہ یا سر اور عورت نے چہرہ پوری رات یا پورا دن ڈھانپے رکھا تو دم واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ڈھانپا تو صدقہ واجب ہوگا۔ واضح رہیکہ سر اور چہرے کا چوتھائی حصہ بھی پورے سر اور چہرے کے حکم میں ہے۔

احرام کی حالت میں کپڑے وغیرہ سے منہ پونچھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ چہرے کو کپڑا لگتا ہے، دستی رومال کے عادی حضرات سے یہ غلطی ہونیکا قوی احتمال ہے۔ ایسی صورت میں اگر گھنٹہ بھر سے کم وقت کپڑا چہرے پر لگا رہا تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت خیرات کرنا واجب ہے۔ ہاتھ سے چہرہ پونچھنا جائز ہے اور مرد کا سر اور چہرہ کے علاوہ اور عورت کا چہرہ کے علاوہ باقی جسم کو کپڑے سے پونچھنا جائز ہے۔

احرام کی حالت میں کمبل، لحاف، رضائی وغیرہ اوڑھنا جائز ہے لیکن خیال رہے کہ سر اور منہ نہ ڈھانکا جائے، باقی تمام بدن اور پیروں کو بھی ڈھانکنا جائز ہے۔

(۴) ایسے جوتے پہننا جس سے پیر کی بیچ کی ہڈی چھپ جائے:

موزے یا ایسے جوتے پہن لئے جس سے پیر کی بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ گئی اور بارہ گھنٹہ یا اس سے زیادہ دیر تک پہنے رکھا تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم "دو چار گھنٹہ" پہنے رکھا تو صدقہ واجب ہوگا۔ (عورتیں ہاتھ اور پیر دونوں کے موزے پہن سکتی ہیں، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ موزے نہ پہنیں، عورت ایسے جوتے بھی پہن سکتی ہے جس سے پیر کے بیچ ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے)

(۵) بال کٹوانا:

بال مونڈوانے، کٹوانے، اکھیڑنے، چونا یا بال صفا پاؤڈر یا کوئی اور چیز سے صاف کرنے اور جلانے سب کا حکم ایک جیسا ہی ہے، اگر محرم نے سر یا داڑھی کے چوتھائی بال مونڈوائے یا بدن کے کسی بھی حصہ کے بال کسی بھی طرح نکلوائے تو دم واجب ہوگا۔

کھجلا کر یا کھینچ کر ایک یا دو بال اکھیڑے تو ہر بال کے بدلے میں ایک مٹھی بھر غلہ صدقہ کرے اور اگر تین یا اس سے زیادہ بال نکالے تو پورا صدقہ واجب ہے۔

حالت احرام میں آدمی کے کسی ایسے عمل سے بال نکل آئے جسکو کرنا شرعاً ضروری ہے مثلاً وضو یا غسل کرتے ہوئے تین یا تین سے زیادہ بال نکل آئے تو مٹھی بھر غلہ صدقہ کرنا کافی ہے۔

محرم نے حالت احرام میں دوسرے محرم کا چوتھائی سر یا اس سے زیادہ مونڈا تو مونڈنے والے پر صدقہ اور مونڈوانے والے پر دم واجب ہوگا۔

(۶) ناخن کاٹنا :

محرم نے اگر ایک ہاتھ یا ایک پیر یا دو ہاتھ یا دو پیر کے ناخن ایک مجلس میں کاٹ دیے تو دم واجب ہوگا اور اگر چاروں ہاتھ پیر کے ناخن الگ الگ مجالس میں کاٹے تو چار دم واجب ہونگے۔ پانچ ناخن سے کم کاٹے یا پانچ الگ الگ کاٹے مثلاً ایک ہاتھ کے دو اور دوسرے ہاتھ کے تین یا سولہ ناخن الگ الگ کاٹے مثلاً چاروں ہاتھ پیر میں سے چار چار کاٹے ان تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے پورا صدقہ (پونے دو کیلو گیہوں یا اسکی قیمت) واجب ہوگا۔ ہاں اگر ان مجموعی صدقات کی قیمت ایک بکرا یا دنبہ کی قیمت سے بڑھ جاتی ہو تو کچھ کم دیا جائے تا کہ صدقہ دم کی قیمت سے بڑھ نہ جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔

(۷) خوشبو لگانا :

بدن کے کسی ایک عضو پر یا ایک ہی مجلس میں ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی یا ایک بالشت کی لمبائی چوڑائی سے زیادہ احرام کی چادر پر خوشبو لگائی تو دم واجب ہوگا۔

خوشبو لگا ہوا کپڑا پہنا تو دیکھو اگر خوشبو ایک دو بالشت یا اس سے زیادہ مقدار پر

لگی ہوئی ہو اور ایسا کپڑا ایک رات یا ایک دن ''بارہ گھنٹہ'' پہنے رکھا تو دم واجب ہوگا (آدھی رات آدھا دن ملکر ایک دن سمجھا جائیگا) اور اگر بارہ گھنٹہ سے کم ہو یا ایک دو بالشت سے کم مقدار پر ہو تو صدقہ واجب ہوگا۔ (گلے میں پھولوں کا ہار پہننا مکروہ ہے)

نوٹ:- بعض ہوائی جہاز والے عازمینِ حج کو ہاتھ منہ پونچھ کر تر و تازہ ہونے کے لئے خوشبودار ٹشو ''رومال'' دیتے ہیں اور لوگ لاعلمی میں اس سے ہاتھ منہ پونچھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ احرام کی حالت میں اس طرح کے خوشبودار کپڑے سے پورا منہ یا پورا ہاتھ پونچھا جائے تو دم لازم ہوتا ہے۔

حجاج کرام اس قسم کی پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں اسلئے ہوائی جہاز کے اسٹاف کو ایسی ھدایات کرنا نہایت ضروری ہے، حج کمیٹی اور حج نور ''قافلے'' کے ذمہ دار حضرات کو ایسے مسائل کی طرف توجہ دلانی چاہئے۔

ہوائی جہاز میں مچھر مارنیکے لئے جو اسپرے ''خوشبودار دوائی'' چھڑکا جاتا ہے خوشبودار ہونے کی وجہ سے وہ بھی قابل تحقیق ہے۔

(۸) حالت احرام میں جوں مارنا :-

حالت احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے، تین سے کم مارنے کی صورت میں اپنی مرضی کے مطابق صدقہ کرے، اور تین سے زیادہ میں ''زیادہ کی مقدار چاہے جتنی ہو صرف ایک صدقۂ فطر دینا کافی ہوگا۔ اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں ان کو مارنا ممنوع ہے اور جو بدن سے پیدا نہ ہوں اور موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے۔ (ایضاح المناسک، ۷۵)

(۹) حالت احرام میں کھٹمل، مچھر مارنا:-

حالت احرام میں ہر ایسے موذی جانور اور کیڑوں کو مارنا جائز ہے جو بدن

سے پیدا نہ ہوئے ہوں۔لہذا کھٹمل، مچھر، مکھی کو مارنے میں کوئی جرمانہ عائد نہیں ہوگا۔

(ایضاح المناسک، ۷۵)

حالت احرام میں محرم کے لئے اور حدود حرم میں حلال کے لئے گیارہ قسم کے جانوروں کو ماردینا جائز ہے :-

(۱) سانپ (۲) بچھو (۳) گرگٹ اور چھپکلی (۴) چوہا (۵) چیل (۶) گندگی کھانے والے کوّے (۷) کاٹنے والا اور حملہ کرنے والا کتا

(مسلم شریف ج ۱،ص ۳۸۱ - نسائی - ج ۲، ص ۲۵)

(۸) مچھر (۹) کاٹنے والی چیونٹی (۱۰) کیچوے (۱۱) ہر حملہ کرنے والے جانور

(ایضاح المناسک، ۸۱)

دم ''قربانی'' مکہ مکرمہ اور حدود حرم ہی میں کرنا ضروری ہے۔اسکا گوشت غرباء میں تقسیم کردیا جائے ،خود یا مالدار کے لیے اسمیں سے کھانا جائز نہیں ہے، یہ بھی یاد رہے کہ جہاں جہاں بھی دم واجب ہوتا ہے وہاں دم دینا یعنی ''قربانی'' کرنا ہی ضروری ہے، دم کے جانور کی قیمت خیرات کرنا (فقراء میں تقسیم کرنا) جائز نہیں ہے۔

حج اور عمرہ کے سلسلہ کا پہلا عمل یہی احرام ہے اب مکہ معظّمہ پہونچنے تک آپ کو کوئی خاص کام کرنا نہیں ہے۔بس احرام کی پابندیوں کو نباہیے اور شوق ومحبت اور خوف وانابت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرکے کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیے۔ اس زمانہ میں جذب وعشق اور خوف وخشیت کی جس قدر کیفیت آپ کے اندر پیدا ہوجائے بہتر ہے وہی ابراہیمی میراث ہے اور وہی حج وعمرہ کی روح ہے۔

اور یہ کیفیت پیدا کیوں نہ ہو؟ جبکہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق آپ کو ہر آن اپنے گھر سے قریب تر کرتا جارہا ہے۔

حج کے پورے سفر میں جب جب بھی سواری پر سوار ہونے کا موقع آئے تو سفر کی دعائیں پڑھنا نہ بھولیں، بلکہ اسکو زندگی کا معمول بنالیں، سفر چاہے احمد آباد سے جدہ کا ہو، جدہ سے مکہ مکرمہ کا ہو یا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا۔

لو اب ہوائی جہاز پر سوار ہونے کا مبارک لمحہ بھی آگیا، ہوائی جہاز روانہ ہونے لگے تو یہ دعا پڑھیں:

جہاز بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ: جہازوں کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے نام کی برکت سے ہے، بیشک میرا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس بات کا خیال رکھنا کہ احمد آباد یا ممبئی یا روانگی کے کسی بھی شہر میں روانگی کے ایک دن قبل آپکو ٹکٹ، پاسپورٹ اور اسٹیل کا ایک حلقہ دیا جائیگا، یہ اسٹیل کا حلقہ آپکا تعارف نامہ ''آئی کارڈ'' ہے جو آپکے لئے انتہائی مفید ہے۔ اس پر آپکا لفافہ نمبر، پاسپورٹ نمبر، ملک اور صوبہ کا نام اور آپکے گروپ میں کتنے آدمی ہیں؟ وغیرہ معلومات کندہ ہونگی مثلاً:

آئی ہند/0458/10	G J	INDIA/19048
یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپکا لفافہ نمبر 0458 ہے اور آپکے گروپ میں کل دس افراد ہیں	یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ صوبہ گجرات کے حاجی ہیں	یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ ہندوستانی ہیں اور آپکی پاسپورٹ کا نمبر 19048 ہے۔

سعودی حکومت نے حجاج کرام کی جملہ معلومات کمپیوٹرائزڈ کردی ہے، اسلئے اگر آپکا کوئی رشتہ دار سعودیہ میں مقیم ہو اور وہ آپکو دوران حج ملنا چاہے تو آپ اسکو صرف اپنا لفافہ نمبر بتادیں (کیونکہ آپکو معلم کا نام اور بلڈنگ کا پتہ جدہ پہونچکر ہی دیا جائیگا۔)

جب آپکا رشتہ دار آپکا لفافہ نمبر لیکر حج آفس پہونچیگا تو وہاں کا کمپیوٹر اس لفافہ نمبر والے حجاج کرام کی جملہ معلومات فراہم کریگا، مثلاً یہ کہ اس لفافہ نمبر والے حجاج کرام کب آئے ہیں؟ کب آئینگے؟ انکا گروپ کتنے افراد پر مشتمل ہے؟ انکے معلم کا نام اور نمبر کیا ہے؟ پھر اس معلم سے رابطہ کرنے پر وہ انہیں بتائیگا کہ یہ حاجی کس علاقہ میں ہے؟ انکا بلڈنگ نمبر کیا ہے؟ جب اس بلڈنگ کے کاؤنٹر پر پہونچیگا تو استقبالیہ کاؤنٹر سے حاجی صاحب کا فلور نمبر اور کمرہ نمبر معلوم ہو جائیگا اور اسطرح صرف آپکے دیئے ہوئے لفافہ نمبر سے آپکا رشتہ دار بآسانی آپ تک پہونچ جائیگا۔

آپ ساتھیوں سے بچھڑ جائیں یا آپکا پاسپورٹ گم ہو جائے تو مذکورہ اسٹیل کا حلقہ ہی آپ کے لئے بے انتہا مفید ثابت ھوگا۔ خدا نہ کرے آپ راستہ میں بیہوش ہو گئے یا آپکا ایکسیڈنٹ ھوگیا تو ایسے ہنگامی حالات میں بھی انتظامیہ کے افراد کے لئے آپکو پہچاننا اسی حلقہ سے ممکن ھوگا۔ اور وہ بآسانی آپکو آپکے ساتھیوں تک پہونچادینگے۔ اسلئے یہ اسٹیل کا حلقہ اپنے ہاتھ میں ضرور پہنے رکھنا۔ اگر اسٹیل کا حلقہ پہننے میں تکلیف ہو تو معلم صاحب کی طرف سے دیا جانے والا پلاسٹک پٹہ کلائی میں پہنے رکھیں۔ اسپر بھی اسٹیل کے حلقہ والی معلومات لکھی رہتی ہے۔

انٹرنیٹ کے اس دور میں حج کی ویب سائٹ بھی دیکھنی چاہئے اس سے وقتاً فوقتاً مفید معلومات فراہم ہوتی رہتی ہیں، انڈیا حج کمیٹی کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے

www.hajcommittee.com

الحمدللہ آپ ہوائی جہاز میں سوار ہو کر جدہ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں اب آپ چند ہی گھنٹوں میں جدہ ہوائی اڈے پر اتر جائینگے، جدہ کے ہوائی اڈہ پر اتر کر آپ کو خوشی ہوگی اور خوشی ہونی بھی چاہیے کیونکہ اللہ تعالی نے حجاز کی اس سرزمین پر آپ کو پہونچادیا

۔جس سرزمین کی محبت ہر مومن کے دل میں تمام ملکوں سے زیادہ ہوتی ہے، جدہ مکہ مکرمہ کا دروازہ ہے۔آپ کی طبیعت چونکہ مکہ معظمہ پہونچنے کے لئے بیتاب ہوگی، اس لئے جدہ کا تھوڑا سا قیام بھی آپ پر بہت شاق ہوگا۔ بہرحال دیرسویر آپ بذریعۂ بس مکہ معظمہ کے لیۓ روانہ ہوجائیں گے، جدہ سے مکہ معظمہ کا راستہ صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ کا ہے، سڑک بہت اچھی ہے، ڈرائیور بھی عموماً بسیں تیز چلاتے ہیں۔

جدہ ہوائی جہاز سے اترتے وقت آپکا دستی سامان ھوائی جہاز ھی میں نہ رہ جاۓ اسکا خیال رکھنا اور اپنا سامان اپنے ساتھ لیکر ہی اترنا۔

ہوائی جہاز کے زینے اتر کر آپکو بس میں بیٹھنا ہے، اپنی خواتین کو اپنے ساتھ رکھیں اور اطمینان سے بس میں سوار ہوجائیں۔اب آپکو بذریعۂ بس جدہ ایرپورٹ پر بنے بڑے ہال میں لے جایا جائیگا، تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے دوسرے ہال میں جانے کو کہا جائیگا، اس دوسرے ہال میں مردوں اور عورتوں کو الگ الگ کردیا جائیگا اسلئے آپ کی اہلیہ اور خواتین کا پاسپورٹ اور ضروری کاغزات انکے حوالے کردیں۔

اس ہال میں آپکے پاسپورٹ پر دخول (ENTREE) کی مہر لگائی جائیگی اور امیگریشن بھی ھوگا۔ یہ دونوں کام مکمل ھونیکے بعد آپکو ایک تیسرے ہال میں جانا ھوگا، جہاں ہوائی جہاز میں آیا ہوا آپکا سامان پہونچ گیا ھوگا، اور وہیں آپکی خواتین بھی پہونچ جائینگی، اب آپکو اپنا سامان پہچان کر ایک جگہ جمع کر کے کسٹم کرانے کے لئے کسٹم کے کاؤنٹر پر پہونچنا ہے، یاد رہے کسٹم اور سامان کی تفتیش سخت ہوتی ہے۔ اسلئے غیر قانونی اشیاء لے جانے سے مکمل پرہیز فرمائیں۔

کسٹم سے فراغت کے بعد آپ باہر نکلینگے وہاں بہت سارے ٹیبل ھونگے وہاں آپکے پاسپورٹ کے ساتھ آگے کے اسفار کی جملہ ٹکٹیں جوڑ دی جائینگی۔

اگر آپکے پاسپورٹ کے ساتھ ہوائی جہاز کا ٹکٹ رکھا ہوا ہو تو نکال لیں کیونکہ مکہ مکرمہ جانے سے پہلے معلم کا آدمی پاسپورٹ لے لیتا ہے اور حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد جدہ ایرپورٹ پہونچنے پر ہی واپس کرتا ہے، مذکورہ بالا قانونی کارروائی کے بعد آپکو اس جگہ سے لے جایا جائیگا جہاں مکہ مکرمہ جانے والی بسیں آپکا انتظار کر رہی ہونگی۔

یہاں استنجاء اور نماز وغیرہ کا انتظام ھوتا ہے، اسلئے اولا اپنی ضروریات سے فارغ ہو جائیں، آپ کے پاس جو ڈرافٹ ہے اسکے ریال بھی یہیں سے لینے ہیں (اگر چہ آجکل بمبئی یا احمد آباد یعنی مقامی ایرپورٹ پر ہی ریال دے دئے جاتے ہیں) یہاں اپنا ڈرافٹ دیکر ریال وصول کرلیں، خواتین کو بھی لائن میں کھڑی کردیں، یاد رہے اپنے ریال گننے یا کسی اور مقصد کے لئے دوسروں کو دینے سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے۔ وہاں سے پن مارکر (یا گننے والی مشین سے گن کر) جو ریال دئے جاتے ہیں وہ گنے ہوئے اور مکمل ہی ہوتے ہیں، انشاء اللہ تعالی کم بالکل نہیں ہونگے، اسلئے مطمئن رہیں، ریال حفاظت سے رکھیں، کچھ ریال عورتوں کے پاس بھی رہنے دیں، اور چوروں سے مکمل احتیاط رکھیں، خوب چوکنا رہیں کیونکہ بہت سارے مرد اور عورتیں چوری کرنیکے ارادہ ہی سے وہاں پہونچتے ہیں۔

سارے ریال کی حفاظت اگر مشکل نظر آئے تو جدہ ایرپورٹ پر فقط عورتوں کے ڈرافٹ والے ریال لے لو، وہ خرچ ہو جانے کے بعد مابقیہ ڈرافٹ کے ریال مکہ مکرمہ پہونچکر بھی لئے جاسکتے ہیں تاھم وہاں پاسپورٹ کی ضرورت پڑتی ہے اور معلم صاحب سے پاسپورٹ لینے اور بینک کی طویل کارروائی کرنے میں زبان کی ناواقفیت کی بنیاد پر دشواری پیش آتی ہے، مرد یہ کام بآسانی کرلینگے اسلئے مردوں کے ڈرافٹ رہنے دیں، چونکہ جدہ ایرپورٹ پر ڈرافٹ وصولی کی کارروائی دیگر تمام مقامات کی بنسبت آسان ہے

اسلئے عورتوں کو وہاں کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

اپنی گھڑی کی سوئی ڈھائی گھنٹہ پیچھے کرلیں، کیونکہ ھندوستان اور سعودیہ کے وقت میں ڈھائی گھنٹہ کا فرق ہے۔اور ٹیلی فون کا پچاس ریال والا ایک کارڈ خرید لیں، کیونکہ جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منی وغیرہ ہر جگہ عام راستے پر بے شمار ٹیلی فون کے کیبن بنے ہوئے ہوتے ہیں، اگر آپکے پاس کارڈ ہوگا تو آپ بآسانی ٹیلی فون کرلینگے، آئی۔ ایس۔ڈی۔ کی دکانیں کم ھوتی ہیں اور تلاش کرنے میں تکلیف ھوگی جبکہ کارڈ سسٹم کے کیبن کثرت سے جگہ جگہ ھوتے ہیں۔

ضروری ھدایات

گرمی اور حفاظت کی ترکیب:

گرمی کے موسم میں حج ادا ہو رہا ہو اسوقت اپنے آپکو گرمی سے بچانا نہایت ضروری ہے، پانی اور شربت کا استعمال کثرت سے کریں، اگر ضعف زیادہ محسوس ہو تو وہاں ملنے والے الیکٹرال جیسے پاوڈر کا شربت استعمال کریں، اس سے بدن کی نقاہت دور ھوگی، دھوپ سے بچیں اور سایہ دار جگہ میں پنکھے کے نیچے بیٹھیں، برف کا استعمال بھی کرتے رہیں، سر کا درد، چکر آنا، بے چینی اور بے ہوشی جیسا محسوس ھونا، لو لگ جانیکی علامتیں ہیں ان علامات کے پائے جانے پر بلا تاخیر ڈاکٹر سے رابطہ قائم کریں۔

طبی امداد:

ملک، آب وہوا، خوراک، سفر اور روزمرہ کے معمولات میں تبدیلی کی وجہ سے بیماری، کمزوری یا اور کوئی تکلیف پیدا ہوجائے یا خدانخواستہ آپ کوئی حادثہ کا شکار ہو جائیں تو ذرہ برابر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت سعودیہ نے جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منی، مزدلفہ، عرفات ہر جگہ پر شفا خانے اور طبی امداد کا بے مثال نظم کررکھا ہے،

یہی نہیں، ۲۴، گھنٹہ گشت کرنے والی ایمبولنس (فوری طبی امداد فراہم کرنے والی گاڑیاں) جن پر عربی زبان میں ''الاسعاف'' اور انگریزی میں "AMBULANCE" لکھا ھوگا اور بعض پر عربی میں ''الھلال الاحمر'' اور انگریزی میں "RED CRESCENT" لکھا ہوا ہوگا اور آگے کی جانب سرخ چاند کی علامت ھوگی، آپکو مکمل سلامتی اور سہولت کے ساتھ فوری طور پر قریبی ہسپتال پہونچا دیگی، ایمبولنس کے اسٹاف کو بلا کر بلا جھجھک اپنی تکلیف بیان کر دیں وہ انشاء اللہ خدمت کے جذبہ کے ساتھ آپکو شفاخانہ پہونچا دینگے، حکومت ھند کے قائم کردہ دواخانے بھی ہر جگہ ھوتے ہیں جہاں ھندوستانی اطباء مریض کی جانچ کر کے دوائی دیتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ ایکسی ڈینٹ یا مہلک مرض کے مریض کو ہسپتال میں بھرتی کر دیتے ہیں اور مریض کے ساتھ کسی کو رہنے کی اور ملاقات کے متعین وقت کے علاوہ ملاقات کی بھی اجازت نہیں دیتے مگر آپ ذرہ برابر فکر نہ کرنا، ہسپتال کا عملہ آپکے مریض کی آپ سے زیادہ نگرانی کریگا اور مکمل صحت یاب ہونے پر آپکے حوالے کر دیگا۔ اگر کوئی ایسا حادثہ ہوا ہوگا جسمیں عدالتی کارروائی کی ضرورت ہوگی تو عدالتی کارروائی بھی وہ ہی کرینگے۔

چوروں اور دھوکے بازوں سے ھوشیار:

حجاج کرام کے لئے جدہ و مدینہ ایرپورٹ، مدینۃ الحجاج، حرم شریف اور دیگر بھیڑ بھاڑ والے مقامات میں چوروں اور دھوکہ بازوں سے چوکنا رھنا بے حد ضروری ہے، بعض چوروں نے اپنی چوری کا جال حرمین شریفین تک پھیلا رکھا ہے اور اسی مقصد کے لئے وہاں پہونچتے ہیں، اسلئے اپنی رقومات، ڈرافٹ، پاسپورٹ اور قیمتی اشیاء کی پورے احتیاط کے ساتھ حفاظت کریں۔ نقود اور قیمتی اشیاء ہر کس و ناکس کے سامنے ظاھر

نہ کریں اور اپنا سامان کسی بھی حالت میں کسی کے حوالے نہ کریں۔ بقدر ضرورت رقم اپنے پاس رکھیں اور زائد رقم اپنے متعلق کے پاس یا معلم کے دفتر میں جمع کروا کر رسید حاصل کرلیں اور حسب ضرورت وہیں سے لیتے رہیں، کچھ ریال خواتین کے پاس بھی رکھیں تاکہ بچھڑ جانیکی صورت میں وہ پریشان نہ ہوں، حج کے وہ پانچ دن جسمیں آپکو مکہ مکرمہ سے باہر رھنا ہے، کمرہ اچھی طرح بند کر کے تالا بند کرنا نہ بھولیں، تاکہ کمرہ میں رکھا ہوا آپکا سامان محفوظ رہے۔ان پانچ دنوں میں زیادہ رقم کمرہ میں چھوڑ کر جانا مناسب نہیں ہے۔بہتر یہی ہے کہ زائد رقم معلم کے دفتر میں جمع کر کے رسید حاصل کرلیں۔

ٹریفک اور ہائی وے کے مسائل اور احتیاط:

سعودیہ کے کشادہ راستے ''ہائی وے'' اور گاڑیوں ''ٹریفک'' کی کثرت کی وجہ سے ٹریفک کے اصولوں کی پابندی نہایت ضروری ہے، کوئی بھی راستہ اسی وقت پار ''کراس'' کرنا چاہیے جب پبلک لائن جاری ہو، پبلک لائن جاری ھونے تک انتظار میں کھڑا رہنا ہی عقلمندی ہے، بصورت دیگر ایکسی ڈنٹ کے قوی امکانات ہیں، لہذا جلدی میں راستہ پار کرنے کی غلطی ہرگز نہ کریں۔

ھجوم اور احتیاط :-

نئی جگہ اور ھجوم کے باعث گروپ سے بچھڑ جانیکا قوی امکان رھتا ہے، اس لئے مکہ مکرمہ پہونچ ،کر اسی طرح مدینہ منورہ پہونچ کر شروع کے دو تین دن حرمین شریفین ایک ساتھ ھی جائیں، اسکے بعد بآسانی مل جائے ایسی کوئی جگہ متعین فرمالیں کہ جو بھی ساتھی قافلے سے بچھڑ جائے وہ یہاں آکر کھڑا ھو جائے، قافلہ والے اسکو وہیں جا کر تلاش کرینگے۔اپنے بچھڑے ھوئے آدمی کو بآسانی ڈھونڈ ھنے کی یہی بہترین ترکیب ہے۔

حرم شریف میں آپ جس دروازہ سے داخل ھوئے ہوں اسکا نام اور نمبر یاد رکھ

لیں تا کہ اپنے مقام تک پہونچنے میں سھولت رہے۔

حرمین شریفین میں قرآن مجید رکھنے کی جو الماریاں بنی ہوئی ہیں اسمیں اعراب والے، سادہ اور دیگر انداز کے چھپے قرآن مجید ھوتے ہیں، آپ جس طرز کا قرآن مجید بآسانی پڑھ سکتے ہوں وہ ہی لیں، نیچے کے خانہ میں تقریبا پاکستانی طرز کے چھپے قرآن ھوتے ہیں، جسکا پڑھنا ہمارے لئے آسان ہوتا ہے۔

اسی طرح حرمین شریفین میں جوتے، چپل رکھنے کے لئے الماریاں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور اسپر نمبر بھی پڑے رہتے ہیں، آپ اپنے جوتے، چپل جس الماری میں رکھ رہے ہیں اسکا نمبر یاد رکھیں، اگر نمبر یاد ھوگا تو آپ بآسانی اپنا جوتا پالینگے ورنہ هجوم میں بہت زیادہ پریشانی ھوگی اور وقت ضائع ہوگا۔

جدہ ایرپورٹ سے روانہ ہو کر واپس جدہ ایرپورٹ آنے تک جب جب بھی بس کے سفر کا موقع آئے گروپ کے ساتھیوں کو ایک ہی بس سے سفر کرنیکا اهتمام کرنا چاہئے بصورت دیگر بچھڑ جانیکا اندیشہ رہتا ہے، جمرات کی رمی (شیطان کو کنکری مارنے) کے وقت گروپ کے آدمی اور دیگر دوست واحباب کا ملکر جانا زیادہ مناسب ہے تا کہ ضرورت کے وقت زنجیر "حلقہ" بنا کر اپنے آدمی کی حفاظت کی جاسکے۔ بیمار اور عورتوں کو بھیڑ کم ھونے کے بعد اور معذورین کو دیر سے لے جانا ھی زیادہ مناسب ہے۔ ایسے پر ہجوم مقامات پر بیجا بہادری دکھانا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا شریعت کے مزاج کے خلاف اور عاقبت نااندیشی ہے۔

کسٹم اور ممنوع اشیاء:-

سفر حج ایک مقدس اور مبارک سفر ہے، اسلئے حجاج کرام پر لازم ہے کہ وہ حکومت سعودیہ کے وضع کردہ جملہ قوانین وهدایات کی پابندی کریں، اگر ایسا نہیں کیا گیا

تو سفر میں پریشانی اٹھانی پڑیگی اور دین ودنیا کا نقصان بھی۔

ذیل میں ان چیزوں کی فہرست دی جاتی ہے جسکو لے جانا قانوناً ممنوع ہے:

ہتھیار، کسی بھی قسم کا لڑائی کا سامان، جن پر ہتھیار کا شبہ ہو ایسے کھلونے، جملہ دھماکہ خیز اور جلنے والے مادے، کھانے پینے اور دوائی کی قبیل کی جملہ نشہ آور اشیاء، زہریلا مواد، غیر اسلامی اور غیر اخلاقی کتب ورسائل۔

حکومت سعودیہ نے نشیلی اشیاء کی تجارت، استعمال اور فروغ پر مکمل روک لگانے کی غرض سے انتہائی سخت قوانین لاگو کئے ہیں، جسکی مخالفت کرنے والے کو طویل قید اور سزائے موت تک ہوسکتی ہے، اس لئے نشہ آور اشیاء لے جانے سے خوب پرہیز کرنا چاہیے، اس بات کا جان لینا بھی نہایت ضروری ہے کہ منشیات کے سخت قانون کے ماتحت سعودی حکومت نے افیوم اور خشخاش جیسی اشیاء پر بھی پابندی لگا رکھی ہے، یہ اشیاء چاہے مقدار میں کم ہو سزا میں کوئی فرق نہیں ہے، اسلئے حجاج کرام کو خاص ھدایت دی جاتی ہے کہ خشخاش یا دیگر نشہ آور اشیاء ساتھ لے جانے سے مکمل پرہیز فرمائیں، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ غیر متعارف یا کم متعارت آدمی کا سامان اپنے ساتھ نہ لے جائیں، اور نہ ہی راستے میں حفاظت یا مدد کی غرض سے اٹھائیں، خدانخواستہ اگر وہ کوئی ممنوع چیز اپنے ساتھ لے جاتا ہو اور آپکے ہاتھوں پکڑی گئی تو کرے کوئی اور بھرے کوئی والا معاملہ ہوگا اور دوسرے کے جرم کی سزا کے آپ مستحق ہو جائینگے، اسلئے سفر میں ایسے حضرات سے چوکنا رھنا بھی نہایت ضروری ہے۔

جدہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں غیر ملکی اشیاء بکثرت بکتی ہیں ان اشیاء کا تنوع، خوبصورتی اور کشش حجاج کرام کا دل لبھاتی ہیں، بعض حجاج کرام شروع ہی سے بازار کی سیر اور غیر ملکی اشیاء کی خریداری میں ایسے لگ جاتے ہیں کہ دین ودنیا کا نقصان کر بیٹھتے

ہیں، دین کا نقصان تو اس طرح کرتے ہیں کہ ان اشیاء کی خریداری اور پیکنگ میں الجھ کر اپنا قیمتی وقت جو حرمین شریفین کی زیارت اور عبادت میں لگانا چاہیے تھا سیر و تفریح کی نذر کردیتے ہیں اور دنیا کا نقصان اسطرح کرتے ہیں کہ چیزوں کی محبت میں اپنی حیثیت سے زیادہ خریداری کر بیٹھتے ہیں اور پیسے ختم ہونے کے بعد یا تو قرض لینا پڑتا ہے یا وہ ہی اشیاء کم قیمت میں فروخت کر کے مالی نقصان میں مبتلا ہوتے ہیں، اسلئے ابتدائی ایام میں نفس پر قابو کر کے سفر کے مقصد اصلی یعنی حرمین شریفین کے حقوق کی ادائیگی اور عبادت خداوندی کی طرف متوجہ رہنا اور بعد میں سعودیہ میں مقیم تجربہ کار آدمی کی رھبری میں ضروری اشیاء کی خریداری کرنا زیادہ مفید ھوگا، بعض اوقات بازار اٹھتے وقت اچھا مال کم قیمت پر مل جاتا ہے، ایسا کرنے میں آپکے وقت کی بھی حفاظت ہوگی اور مال کی بھی، اور شروع ھی سے خریداری کر کے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مزدور کی طرح مال اٹھا اٹھا کر گھومتے رہنے سے نجات بھی مل جائیگی۔

سامان کی خریداری میں وزن کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے، اتنے وزن تک خریداری کرنا مناسب ہے جتنا وزن بلا ڈیوٹی ''کرایا'' بھرے ہوائی جہاز میں لے جانے کی اجازت ہو، گنجائش سے زیادہ خریداری کرنے میں اولا تو فی کیلو ۱۵۰ روپے کرایا ادا کرنا پڑیگا اور ثانیا اگر وہ چیز کسٹم کے قابل ھوگی تو آپکے ملک میں اسکا کسٹم بھی ادا کرنا ھوگا، نتیجۃً وہ چیز آپکے ملک میں جس قیمت پر دستیاب ھوگی اس سے کئی گنا مہنگی پڑ جائیگی، اسلئے مذکورہ بالا امور کی رعایت کرنا ضروری ہے، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ الیکٹرانک اشیاء لانے میں پریشانی بھی زیادہ ھوتی ہے اور کسٹم بھی، اسلئے ان اشیاء کی خریداری سے پرہیز فرمائیں۔

جدہ ایرپورٹ (هوائی اڈہ)

جدہ ہوائی اڈہ کا شمار دنیا کے مشہور ترین ہوائی اڈوں میں ھوتا ہے، جسکا نام ''کنگ عبدالعزیز انٹرنیشنل ایرپورٹ'' ہے، اس ہوائی اڈاہ پر بے شمار ٹرمنل بنے ہوئے ہیں، جسمیں ایک ٹرمنل حکومت سعودیہ نے صرف حجاج کرام ھی کے لیے بنایا ہے جسکا نام حج ٹرمنل ہے۔

حج ٹرمنل بہت ہی کشادہ ہے، خیمہ نما اسکا چھت ہے، اسکو مدینۃ الحجاج بھی کہتے ہیں چونکہ مدینۃ الحجاج بے انتہاء وسیع وعریض ھونیکے باد جود ہر جگہ ایک جیسا ھی نظر آتا ہے اسلئے آدمی کے گم ہوجانیکے امکانات زیادہ رہتے ہیں، حکومت سعودیہ نے حجاج کرام کسی قسم کی پریشانی میں مبتلا نہ ہوں اس غرض سے اسمیں واقع ستونوں پر اس طرح سے نمبر لگا رکھے ہیں:

A/1	A/2	A/3	A/4	A/5	A/6	A/7
B/1	B/2	B/3	B/4	B/5	B/6	B/7
C/1	C/2	C/3	C/4	C/5	C/6	C/7
D/1	D/2	D/3	D/4	D/5	D/6	D/7
E/1	E/2	E/3	E/4	E/5	E/6	E/7

ایسی کئی لائنیں ہوتی ہیں، آپکا قیام جہاں ہوا سکے قریب کے ستون کا نمبر دیکھ لو، لکھ لو یا یاد کرلو، بالفرض اگر آپ کا قریبی ستون **H/40** نمبر کا ہے، اب آپ کسی حاجت کے لئے نکلے اور فراغت کے بعد اپنی قیام گاہ پہونچنا چاہیں تو آپ پہلے **H** حرف کے ستونوں والی لائن تلاش کریں پھر اس لائن میں چلتے ہوئے **40** نمبر کے ستون کے پاس پہونچیں اسطرح بآسانی ساتھیوں سے جاملینگے۔

حجاج کرام کو لانے لے جانے والے جملہ ھوائی جہاز اسی ٹرمنل سے آمد ورفت کرتے ہیں، وہاں حجاج کرام کی سہولت کے لئے بڑے بڑے ہال، غسل خانے، استنجا

خانے، بازار، ٹھنڈا پانی، گرم پانی، مسجد، شفاخانے، ٹیلی فون اور ضرویات زندگی کی جملہ اشیاء کا بہترین نظم کیا گیا ہے۔ وہاں ڈرافٹ کی رقم حاصل کرنے کے کاؤنٹر بھی بنے هوئے ہیں، جہاں ڈرافٹ دیکر ریال وصول کیے جاسکتے ہیں۔ یادرہے کہ مختلف ملکوں کے بینک کاؤنٹر بآسانی پہچان لئے جائیں اسلیئے ان پر ہر ملک کا پرچم یا مخصوص نشان لگا ہوا ہوتا ہے، آپ هندوستانی پرچم والے کاؤنٹر پر جا کر اپنا ڈرافٹ دینگے تو وہ فورا آپکے ریال آپکے حوالہ کردینگے۔

پہلے بتایا گیا ہے کہ بوڑھے، کمزوراور عورتوں کے ڈرافٹ یہاں دے دینا زیادہ مناسب ہے، ڈرافٹ کی کارروائی اور حوائج اصلیہ سے فراغت کے بعد اگر نماز کا وقت ہو تو نماز ادا فرمالیں، پھر وقت ضائع کیے بغیر مدینۃ الحجاج کے اس کونے پر چلے جائیں جہاں معلم کی بسیں آپکا انتظار کرتی هونگی، حمال آپکا سامان بس پر لادیگا، یادرھیکہ جس بس پر آپکا سامان لادا گیا ہے آپکو اسی بس میں سوار هونا ہے، عموما ایک بس میں ایک هی معلم کے آدمی هوتے ہیں، ہاں اگر دوسرے معلم کے آدمی بھی هوں تو راستہ میں جب دوسرے معلم کے آدمی اتر رہے ہوں، اسوقت آپکا سامان نہ اتر جائے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے خدانخواستہ اگر ایسا هوا تو بعد میں تلاش کرنا دشوار هوگا۔

جدہ پہونچنے کے بعد جب مذکورہ بالا کارروائی ہورہی ہو اسوقت بھی آپ مکمل اللہ تعالی کی طرف متوجہ رہیں اور تلبیہ پڑھتے رہیں۔

حدود حرم

مکہ مکرمہ کی چاروں طرف کچھ حدود متعین ہیں، ان حُدود کے اندر شکار کرنا، پکڑنا، بھگانا، درخت یا گھاس کاٹنا حرام ہے اس لئے اس کو حرم کہتے ہیں۔
یہ وہ نشانات ہیں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراهیم علیہ السلام کو

دکھائے تھے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ان مقامات پر نشان لگائے تھے پھر ان نشانات کو حضور ﷺ نے از سر نو بنوائے تھے تھا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضہ اللہ عنہ نے بھی اپنے اپنے زمانے میں ان کی تجدید کرائی تھی۔

اب آپکی بس مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو چکی ہے جو ہر آن آپ کو جدہ سے دور اور مکہ مکرمہ سے قریب کر رہی ہے، آپکی بس مکہ مکرمہ سے تقریبا دس کیلومیٹر کی دوری پر ھوگی وہاں وہ جگہ آئیگی جہاں سے حرم کی حد شروع ھوتی ہے، سڑک کے کنارے بڑے حروف میں " ھذا حد الحرم" یہاں سے حرم کی حد شروع ھوتی ہے، لکھا ھوگا۔

اس کے قریب میں مقام حدیبیہ ہے جہاں کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کو عمرہ کے لئے مکہ معظّمہ جانے سے روک دیا تھا۔

جدہ سے مکہ مکرمہ کے راستے پر جہاں سے حرم کی حد شروع ہوتی ہے، وہاں دو طرفہ سڑک کے اوپر بہت بڑا رحل نما گیٹ ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اتنا ہی بڑا قرآن رکھا ہوا ہے وہاں سے حدِ حرم کی ابتداء ہوتی ہے۔

حدود حرم میں محرِم (جس نے احرام باندھا ہو) اور غیر محرم (جس نے احرام نہ باندھا ہو) دونوں کے لئے شکار کرنا، شکار کو پکڑنا، شکار کو بھگانا، شکار کو تکلیف دینا، گھاس کاٹنا، درخت کاٹنا وغیرہ حرام ہے۔

حرم کے کبوتروں کو دانہ دینا :

عوام کا عقیدہ ہے کہ حرم شریف کے کبوتروں کو دانہ اور چارہ دینا کارِ ثواب ہے اور اس کے لئے حج کو جانے والے حجاج کے ہاتھ پیسہ بھیج دیتے ہیں، حالانکہ ان دانوں اور کبوتروں کی بیٹ کی وجہ سے مسجد حرام میں گندگی پھیلتی ہے جس سے حجاج اور

عبادت گذار لوگوں کو سخت ایذا پہونچتی ہے۔اور حکومت کی طرف سے بھی سخت ممانعت ہے،اسلئے اس سے بجائے ثواب کے گناہ ہوگا، نیز وہ دانہ کبوتروں کو ملتا بھی نہیں، کیونکہ دانہ بکھیرتے ہی صفائی کرنیوالے صاف کردیتے ہیں۔(ایضاح المناسک،٦٨)

غیر مسلمین کے لئے حدود حرم میں داخل ہونا ممنوع ہے۔اسی لئے حد حرم شروع ہونے کے دو تین کیلومیٹر قبل پوری سڑک پر محیط بہت بڑے سائن بورڈ پر یہ ھدایت لکھی ہوئی ہے"للمسلمین فقط""صرف مسلمانوں کے لئے"یعنی اس راستہ پر آگے صرف مسلمان ھی جاسکتے ہیں اور غیر مسلمین کے لئے علیحدہ سڑک بنائی گئی ہے جو حدود حرم سے باہر باہر مکہ مکرمہ پار کرکے آگے کی سڑک سے جاملتی ہے۔

اسلام میں حج ۹ ھ میں فرض ہوا،اسی سال نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ساتھ امیر الحج مقرر کرکے مکہ معظّمہ روانہ کیا تھا،تاکہ سب کو حج کرائیں،اس دوران سُورۂ توبہ (اس سورت کو برأت بھی کہتے ہیں) کی ابتدائی ۴۰ آیات نازل ہوئیں۔

اِن ہی چالیس آیتوں میں سے سُورۂ توبہ کی ۲۸ ویں آیت یہ ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ.

ترجمہ :"اے ایمان لانے والو! مشرکین ناپاک ہیں،لہذا اِس سال کے بعد یہ مسجدِ حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں،اور اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہے تو بعید نہیں کہ اللہ چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کردے،اللہ تعالی علیم وحکیم ہے۔"

یعنی آئندہ کے لئے ان کا حج اور ان کی زیارت ہی بند نہیں، بلکہ مسجد حرام

کی حدود میں اُن کا داخلہ بھی بند ہے، تاکہ شرک و جاہلیت کے اعادہ کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

ناپاک ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ ظاہری طور پر ناپاک ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعتقادات، ان کے اخلاق، ان کے اعمال اور ان کے جاہلانہ طریقِ زندگی ناپاک ہیں، اور اسی نجاست کی بنا پر حدود حرم میں ان کا داخلہ بند کیا گیا ہے۔

احناف کے مسلک کے مطابق اگر مصلحت کے خلاف نہ ہو تو غیر مسلم زائر حکومت سعودیہ سے ویزا ''اجازت'' لیکر وقتی طور پر حرم میں داخل ھوسکتا ہے، ہاں حج یا عمرہ کے لئے کافر کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔

آپ ﷺ نے ایات نازل ہوتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کر کے مکہ معظمہ روانہ کیا کہ سورہ برأت کا اعلان کرے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے سورہ برأت کی پہلی چالیس آیتوں کے احکام حاجیوں کے مجمع عام میں پڑھ کر سنائے :

﴿اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہوگا اور کوئی شخص برہنہ ہوکر خانۂ کعبہ کا طواف نہیں کریگا۔﴾

حدود حرم میں پہونچ کر آپ یوں سمجھیں کہ ہم احکم الحاکمین اور شہنشاہی دربار کے صحن میں قدم رکھ رہے ہیں۔

یہ سعادت نیک بختوں ھی کو میسر ھوتی ہے، اسلئے عاشقانہ انداز، عاجزانہ رفتار، پراگندہ حال، پراگندہ بال، خشوع وخضوع، گناہوں پر ندامت، توبہ واستغفار، شوق، ڈر، محبت، خودسپردگی اور ادب کی تصویر بن کر حدود حرم میں داخل ھونا اور یہ دعا کرنا کہ یا اللہ یہ

آپکا اور آپکے رسول ﷺ کا حرم ہے، اسمیں جانوروں کو بھی امن ہے، ایسے محترم مقام کی برکت سے آپ میرے گوشت، پوست اور بدن کو جہنم کی آگ سے نجات وامن عنایت کردیجیے۔ ہو سکے تو یہ دعا یاد فرمالیں :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَ حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِي وَ دَمِيْ وَ عَظْمِيْ وَ بَشَرِيْ عَلَى النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَ اجْعَلْنِي مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَ تُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیرا اور تیرے رسول پاک ﷺ کا حرم ہے، بس میرے گوشت، خون اور ہڈیوں کو آگ پر حرام کردے، اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا، جس روز تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریگا اور مجھے اپنے ولیوں اور اطاعت گزاروں میں شامل فرمادے۔ اور میری طرف توجہ فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیھم السلام جس وقت حرم میں داخل ہوتے تھے تو ننگے پاؤں پیدل چلتے تھے اور طواف اور دیگر مناسک اسی طرح ادا کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ اگر انسان سر کے بل بھی اس مقدس سرزمین پر چلے تو بھی حقِ ادب ادا کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے اگر تمام راستہ پیدل نہیں تو تھوڑی دور تک ننگے پیر چلنا چاہئے لیکن اگر موٹر والا راضی نہ ہو تو اس سے جھگڑنا نہیں چاہیئے۔

اب آپ مکہ معظمہ کی طرف بڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا گھر قریب آرہا ہے، اس دوران تلبیہ پڑھیں، منزل جتنی قریب آتی ہے، شوق اتنا ہی بڑھتا جاتا

ہے، اِسی لئے جوں جوں مکہ معظمہ قریب آتا جائے، خوب تلبیہ پڑھیے، زور زور سے تلبیہ پڑھیے اور دل میں بھی حرم کی حاضری کا خیال کیجیے۔

جب شہر مکہ پر پہلی نظر پڑے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِھَا قَرَاراً وَ ارْزُقْنِی فِیْھَا حَلالاً. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَ حَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَ حَبِّبْ صَالِحِی اَھْلِھَا اِلَیْنَا.

ترجمہ: یا اللہ میرے لئے مکہ شہر میں ٹھکانا فرمادے اور حلال روزی دے، یا اللہ ہم کو مکہ مکرمہ میں برکت عنایت فرما، خدایا اس شہر کے میوے ہمیں نصیب فرما، یا اللہ ہم کو اہلِ مکہ کی نظروں میں اور اہلِ مکہ کو ہماری نظروں میں محبوب بنادے۔

مکہ مکرمہ جسے قرآن کریم نے ''البلد الامین'' ''ام القریٰ'' اور ''وادیٔ غیر ذی زرع'' جیسے باعظمت ناموں سے یاد کیا ہے، جسے اللہ کے رسول ﷺ نے ''احب البلاد'' بتایا ہے، جس سے والہانہ محبت وتعلق کی بنیاد پر فرمایا تھا کہ ''اگر مشرکین مجھے مکہ سے نہ نکالتے تو میں کبھی مکہ کو خیر باد نہ کہتا''

اب آپکی بس اس مقدس شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہی ہے اسلئے پورے استحضار ''دھیان'' کے ساتھ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی وَ اَنَا عَبْدُکَ، جِئْتُ لِاُؤَدِّیْ فَرْضَکَ وَ اَطْلُبُ رَحْمَتَکَ وَ اَلْتَمِسُ رِضَاکَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِکَ رَاضِیًا بِقَضَائِکَ.

یا اللہ آپ میرے رب ہیں اور میں آپکا بندہ / بندی ہوں، آپکا فرض ''حج بیت

اللہ" ادا کرنے کے لئے آیا/آئی ہوں، اور آپکی رحمت کی طلب میں آیا/آئی ہوں، آپ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور میں آپکی ھمیشہ رہنے والی ذات کے پاس آپکے حکم کی اتباع کرتے ہوئے آپکی رضامندی تلاش کرنے آیا/آئی ہوں، آپ مجھ سے راضی ھوکر میرے لئے اپنی رضا کا اعلان کردیجئے۔

بہتر یہ ہے کہ دعائیں عربی زبان میں یاد کرلی جائیں، اگرادعیۂ ماثورہ یاد نہ ھوں تو اسکے معانی ومطالب کو اپنی مادری زبان میں ادا کرتے ھوئے دعائیں کریں۔

جن وانس کی تخلیق کا مقصد خالق کائنات کی عبادت وپرستش ہے، اس عظیم مقصد کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلے جس گھر کی تعمیر ہوئی وہ کعبہ شریف ہے اور اس مقدس ترین مکان کی تعمیر زمین کے جس حصہ پر ہوئی وہ حصہ ساری دنیا کی سرزمینوں کا مبدأ ہے، یہیں سے زمین کی بنیاد پڑی، سرورکونین محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

دُحِيَتِ الْاَرْضُ مِنْ مَكَّةَ، مَدَّى اللّٰهُ تَعَالٰى تَحْتَهَا فَسُمِّيَتْ اُمُّ الْقُرىٰ (بخاری شریف)

ترجمہ: زمین مکہ سے نمودار ہوئی پھر اللہ تعالی نے اسے نیچے نیچے پھیلا دیا، اسی وجہ سے مکہ کا نام "ام القری" رکھا گیا۔ (جس کے معنی ہیں آبادیوں کی اصل) (بخاری شریف)

علماء لکھتے ہیں کہ پہلے ساری دنیا جل تھل تھی، ہر طرف پانی ہی پانی تھا، اللہ تعالی نے جب خشکی کا مفید ترین حصہ پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو مکہ مکرمہ کی سرزمین کو پانی کے بلبلہ کی شکل میں نمودار فرمایا، پھر اسی ننھے سے بلبلے کو پھیلا کر خشکی کا یہ عظیم حصہ بنایا، جو مختلف براعظموں اور جزیروں میں بٹا ہوا ہے۔ آج انسان ترقی کی جس بلندی پر نازاں ہے اور قیامت تک ترقیات کی جتنی منزلیں طے کرتا رہیگا سب اسی خشکی والے حصہ کی بدولت ہے، جس کی شروعات مکہ مکرمہ سے ہوئی تھی۔

مکہ مکرمہ میں رات دن اللہ کی رحمت برستی رہتی ہے اور جنت کے سارے دروازے مکہ مکرمہ کی طرف کھلے رہتے ہیں اور قیامت تک کھلے رہیں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے :

مَا عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ بَلْدَةٌ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ کُلُّهَا مَفْتُوْحَةٌ اِلَیْهَا اِلَّا مَکَّةَ.

ترجمہ: روئے زمین پر مکہ کے سوا کوئی ایسا شہر نہیں ہے جس کی طرف جنت کے سارے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ (موطا و مسند امام احمد بن حنبل)

جب آپ معلم کی بس سے مکہ مکرمہ اپنی قیام گاہ پہونچیں گے تو بس سے اترنے سے قبل آپ کو پیلے رنگ کا ایک پٹہ دیا جائیگا اس کو ہاتھ میں ڈال لیجیے، اس میں معلم کا پتہ وغیرہ ہوگا۔ اگر آپ اپنا ٹھکانہ بھول جائیں یا گم ہو جائیں تو اس پٹہ کی مدد سے آپکو آپکی بلڈنگ پر پہونچا دیا جائیگا۔ اور مکہ معظمہ پہونچنے کے بعد ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر معلم کی طرف سے آپ کو پلاسٹک چڑھا ہوا ایک تعارفی کارڈ بھی ملے گا، اس کو بھی ہمہ وقت اپنے پاس رکھیے۔ اسمیں آپ کا پورا پتہ، آپکے معلم کا نام، نمبر اور آپکی قیام گاہ کا عنوان وغیرہ تحریر کیا ہوا ہوگا۔ نیز یہ کارڈ آپکے اقامہ کا کام بھی دیگا اور اسی سے آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جا سکتے ہیں البتہ جدہ جانے کے لئے ایک الگ کارڈ بنوانا ہوتا ہے۔

مسجد حرام میں داخلہ

بیت اللہ کی چاروں طرف جو عظیم الشان عمارت بنی ہوئی ہے اس کو مسجد حرام کہتے ہیں یا یوں کہہ لیجیے کہ بیت اللہ شریف کی مسجد کا نام مسجد حرام ہے اور بیت اللہ مسجد حرام کے بالکل بیچ میں ہے۔

جو دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ ہے۔ کعبہ نام ہے خدا کے اس گھر کا جس کی طرف ھم نماز میں سجدہ کرتے ہیں۔ کعبہ کے اصلی معنی بلند زمین کے ہیں، کیونکہ کعبہ زمین سے بلندی پر ہے، یا از روئے مرتبہ بلند ہے، اس لئے اسکا یہ نام رکھا گیا ہے۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ کی عربی شرح میں کعبہ کی تعمیر کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ مشہور قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل سب سے پہلے فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی، لیکن بعض حضرات کے قول کے مطابق یہ دوسری تعمیر ہے۔ پہلی تعمیر حق تعالی شانہ نے اپنے ''امر کُنْ'' سے فرمائی تھی۔ جس میں فرشتوں کا بھی دخل نہیں تھا۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہونا مستحب ہے اگر فورا ممکن نہ ہو تو اسباب وغیرہ کا بندوبست کر کے سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضر ہونا چاہیے۔ تلبیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوں۔ مسجد میں باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے اور اگر عمرہ کا احرام ہو تو باب العمرہ سے داخل ہونا مستحب ہے، اگر بھیڑ زیادہ ہو تو کسی بھی دروازے سے داخل ہو سکتے ہیں۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں :

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ.

ترجمہ : اللہ کا نام لیکر داخل ہوتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہوں، اور داہنا پاؤں مسجد حرام میں داخل کرتے ہوئے پڑھیں :

رَبِّی اغْفِرْ لِیْ وَ افْتَحْ لِیْ، اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ.

اے میرے رب میرے گناہ بخش دیجیے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجیے۔

اب نظریں جھکائے ہوئے آگے بڑھیے کیونکہ آپکو کعبۃ اللہ تک جانا ہے، یہاں آپکو تحیۃ المسجد نہیں پڑھنا ہے کیونکہ مسجد حرام کی تحیۃ المسجد کعبۃ اللہ کا طواف ہی ہے۔

ایک اندازہ کے مطابق تقریبا دو سو قدم چلنے کے بعد آپ برآمدوں سے گزر کر حرم شریف کے صحن میں آجائیں گے۔ اور جب نظر اٹھائیں گے تو آپکی نظر سیدھی کعبۃ اللہ پر پڑے گی، کعبۃ اللہ پر پڑنے والی یہ آپکی پہلی نظر ہوگی جو دعا کی قبولیت کی گھڑی ہے لہذا اپنی نظریں وہیں جما دیجیے۔

اور کھڑے ہو کر پہلے تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے

دعا کے بجائے تکبیر تشریق بھی پڑھی جا سکتی ہے جو حسب ذیل ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

ترجمہ : اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفات کی مستحق ذات اللہ تعالیٰ ھی کی ہے۔

اس کے بعد تلبیہ پڑھو، درود پڑھو اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو :

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ، تَشْرِیْفاً، وَ تَعْظِیْماً، وَ تَکْرِیْماً، وَ مَھَابَۃً، وَ زِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ، وَ اعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا، وَ تَکْرِیْمًا، وَ تَعْظِیْمًا وَ بِرًّا. اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ.

ترجمہ : اے اللہ اس گھر کی شرافت وعظمت اور بزرگی و ہیبت کو بڑھا اور جو شخص اس گھر کی عزت اور احترام کرنے والا ہو، ان لوگوں میں سے جو اس کا حج و عمرہ کرنے والے ہیں، ان کی بھی شرافت اور عظمت اور بزرگی اور بھلائی کو بڑھا، اے اللہ تو سلام ہے، تیرے ھی دربار سے سلامتی ملتی ہے، اے ھمارے رب ھمیں بھی سلامتی عنایت کیجیے۔

جہاں دعاؤں کا ذکر ہے وہاں اگر دعائیں یاد ھوں تو پڑھیں ورنہ اپنی مادری زبان میں اس کا مفہوم ادا کر کے من کی مرادیں مانگیں۔

اور پھر جی بھر کر بصد آداب وشکر اپنی خوش قسمتی پر نازاں، نہایت عجز و نیاز سے دین ودنیا کی ساری جائز اور نیک خواہشات کی دعا کیجیے، دعا قبول کرنے والے کا گھر آپ کی نظروں کے سامنے ہے، اختیار تو اسی کو ہے لیکن یہ ساعت مقبولیت دعا کی ساعت مانی جاتی ہے، اس وقت جو بھی مانگنا ہو مانگ لیجیے، اللہ رب العزت اس

وقت مانگی ہوئی دعا رد نہیں فرماتا۔

اس وقت اور اس جگہ دعا قبول ھوتی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ھوتی ہے۔

مانگنے میں کوئی کمی نہ کیجیے، دنیا و آخرت کی سب ضرورتیں مانگیئے ! اللہ و رسول اللہ ﷺ کے بعد اس دنیا میں آپ کے ماں باپ آپ کے سب سے بڑے محسن ہیں، ان کے لئے بھی خوب دعائیں کیجیے۔ ان کے علاوہ اپنے محسنین، محبین، مخلصین اور اعزہ و متعلقین کے لیے مانگیئے، سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے بھی مانگیئے۔

مانگنے میں بخل سے کام نہ لو، اپنے لئے، اپنے رشتہ داروں کے لئے، دوست واحباب کے لئے، محسنین کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے خوب دعائیں کیجیئے۔

اطمینان سے دعا کی جاسکے اسلئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ حرم شریف میں نظریں جھکائے چلتے رہو اور جب اطمینان کے ساتھ مانگ سکیں ایسی سکون والی جگہ مل جائے تو وہاں کھڑے رھکر دیر تک ماگتے رہیئے۔

اس لئے آپکو پہلے ہی سے تیاری کر لینی چاہئے کہ میری پہلی نظر کعبۃ اللہ پر پڑے گی تو مجھے میرے رب سے کیا مانگنا ہے؟ جب تک آپکی نظر بند نہ ہوگی یعنی پہلی نظر کا سلسلہ قائم رہیگا اس وقت تک مانگی ہوئی دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ پہلی دفعہ انسان کعبۃ اللہ کو دیکھتا ہے تو ایک عجیب ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھ جلد ہی جھپک جاتی ہے۔

سب سے اہم دعا یہ کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی بغیر حساب و کتاب جنت میں

داخلہ عنایت فرمائیں۔

یہ دعا بھی مستحب ہے:

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ، مِنَ الدَّیْنِ، وَ الْفَقْرِ، وَ مِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ، وَ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ترجمہ: میں پناہ لیتا ہوں اس گھر کے رب کی قرض، محتاجی، تنگدلی اور عذاب قبر سے۔

الحمد للہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں، ساری عمر کی دعاؤں کا مرکز، عمر بھر کی تمناؤں کا محور، تمام عمر کی عبادتوں کا حاصل، روئے زمین پر اللہ رب العزت کا پہلا گھر، اب نظروں کے سامنے ہے۔

اب تک اسے خیالوں میں چوما تھا، اب تک اسے خوابوں میں دیکھا تھا، اب تک اسے تصویروں میں دیکھا تھا، او حاجیو ! تمہاری کیا خوش قسمتی ہے کہ اب وہ تمہاری نظروں کے سامنے ہے۔

اس دنیا میں ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جا سکتا، اس کے گھر کو دیکھ لیا یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

اس گھر کے ٹھیک اوپر ساتویں آسمان میں ''بیت المعمور'' ہے جہاں فرشتے طواف کرتے ہیں اور یہاں دنیا میں مؤمن بندے کعبہ شریف کا طواف کرتے ہیں، کعبہ شریف البیت المعمور کے ٹھیک نیچے ہے، وہاں کے رہنے والے وہاں طواف میں مشغول ہیں اور زمین پر بسنے والے بندے یہاں طواف میں لگے ہوئے ہیں۔

اب نظر اٹھا کر اپنی چاروں طرف دیکھیے، ان میں مشرق والے بھی ہیں، مغرب والے بھی، شمال والے بھی ہیں، جنوب والے بھی ہیں، سب ایک آقا کے حضور دست بستہ کھڑے ہیں، سب کی جبینیں ایک ہی آستانہ پر سجدہ ریز ہیں، سب

کے رُخ ایک ہی گھر کی جانب ہیں، امن کے اس شہر میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا سمندر موجزن ہے۔ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف ملکوں کی مَوجیں تیر رہی ہیں۔

جس شہر کا نام تسبیح کی طرح بچپن سے ہر مسلمان کی زبان پر جاری رہتا ہے، جس کا اشتیاق جنت کی طرح ہر مومن کے دل میں رہتا ہے، جو ہر مسلمان کا ایمانی اور دینی وطن ہے، جس کی کشش ہر زمانے میں ہزاروں میل کی مسافت، پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں کی گہرائیوں سے مشتاقانِ زیارت کو کھینچتی رہی ہے، لیجیے آپ اس مسجد حرام میں پہونچ گئے۔

یہ وہی بیت اللہ ہے جس کی طرف تم ہزاروں میل کے فاصلہ سے نمازیں پڑھتے رہے ہو، جس کی طرف نماز میں منھ کرنا فرض تھا، آج وہ نگاہوں کے سامنے ہے، آپکے اور اس کے درمیان چند گز سے زیادہ کا فاصلہ نہیں، آپ اپنے گنہگار ہاتھوں سے اس کے غلاف کو چھو سکتے ہیں، اس کو آنکھوں سے لگا سکتے ہیں، اس کی دیواروں سے چمٹ سکتے ہیں، عمر میں بڑی بڑی حسین وجمیل عمارتیں اور فن تعمیر کے بڑے بڑے نمونے دیکھے، لیکن اس سادا سے چوکور گھر میں خدا جانے کیا حُسن و جمال اور کیا دلکشی ومحبوبیت ہے کہ آنکھوں میں بستا جارہا ہے، دل میں سمایا جارہا ہے، اور کسی طرح نظر ہی نہیں بھرتی۔

اس کا دیکھتے رہنا دل کا سرور، آنکھوں کا نور، روح کی غذا اور نظر کی عبادت ہے، دل کی کلفت اس سے کافور، دماغ کی تکان اس سے دور ہو جاتی ہے، اللہ تبارک وتعالی نے عجیب وغریب نعمت عطا فرمائی ہے، سارے عالم کی دلکشی اور دل آویزی اس میں سمٹ کر آگئی ہے۔

آپ یہ سب خواب نہ سمجھنا اور زندگی کے قیمتی اوقات غفلت میں نہ گذار دینا، مانگو، خوب مانگو، دینے والے نے خود دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔

دعا سے فراغت کے بعد چونکہ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اس لئے آپ کو طواف کرنا ہے، لہذا جتنا ممکن ہو کعبہ اللہ کی جانب آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے، ہاں مگر بھیڑ ہو تو لوگوں کو دھکے دیکر آگے بڑھنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے، جہاں سے ممکن ہو وہیں سے اپنا طواف شروع کر دیں۔

مطاف میں بھیڑ ہونے کے باعث دوران طواف ساتھیوں سے بچھڑ جانیکا قوی امکان ہوتا ہے اسلئے طواف شروع کرنے سے پہلے مشورہ کرلیں کہ بچھڑنے والا ساتھی ایک مخصوص جگہ پر مثلاً زمزم کے کنویں کے پاس پہونچ جائے، ساتھی اسکو تلاش کرنے کے لئے وہیں آئینگے اسلئے چاہے جتنی دیر ہو جائے وہ وہاں سے نہ ہٹے۔

طواف

طواف کے معنی کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کے ہیں اور حج کے بیان میں اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں طرف ایک خاص طریقے سے سات چکر یعنی سات مرتبہ گھومنا ہے۔

باہر سے آنے والے حاجی کے لئے پہلے مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام طواف کرنا ہے۔

طواف میں پیدل چلنا :

طواف میں پیدل چلنے پر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے، اگر کوئی قدرت کے باوجود سواری پر طواف کریگا تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا۔ (ایضاح المناسک، ۵۷)

بذات خود طواف کرنا لازم ہے، چاہے کسی انسان یا غیر انسان پر سوار ہو کر ہی کرنا پڑے دوسرے کی طرف سے بطور نیابت طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

طواف میں نیابت تامہ جائز نہیں ہے، نیابت تامہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کے ذمہ طواف ہے اس کے مطاف میں جائے بغیر اس کی طرف سے دوسرا آدمی طواف کردے تو اس طرح کی نیابت طواف میں جائز نہیں ہے۔ (ایضاح المناسک،۱۱۲)

البتہ ایسا کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص طواف کرکے اس کا ثواب دوسرے کو پہونچادے۔

جو شخص معذور ہے خود چلنے پر قادر نہیں ہے تو اس کے لئے سواری پر طواف کرنا جائز ہے، چاہے کوئی انسان اٹھا کر طواف کرائے یا گاڑی وغیرہ پر سوار ہو کر طواف کرے دونوں صورتیں جائز ہے۔ (ایضاح المناسک،۱۱۲)

جو لوگ دوسروں کو گاڑی پر بیٹھا کر طواف کراتے ہیں یا اپنے کندھے پر اٹھا کر طواف کراتے ہیں یا چارپائی یا کرسی پر اٹھا کر طواف کراتے ہیں وہ لوگ اگر اپنے طواف کی نیت کریں گے تو ساتھ ساتھ ان کا طواف بھی ہو جائیگا۔ (ایضاح المناسک،۱۱۳)

۸ ھ فتح مکہ کے بعد سے آج تک (فرض نماز کے وقتوں کے علاوہ) ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ مطاف (کعبۃ اللہ کے گرد طواف کرنے کی جگہ) خالی رہا ہو۔

آپ دیکھیں گے کہ حجاج کا ہجوم ہے، بیت اللہ کے گرد طواف کرنے والوں کا چکر چل رہا ہے، سیاہ غلاف کے چاروں طرف سفید احرام میں ملبوس انسانوں کی گردش، ایسا معلوم ہوتا ہے سیاہ کعبہ کے گرد دودھ کی ایک نہر بہہ رہی ہے، آپکو بھی انسانوں کے اس بہتے سمندر میں داخل ہونا ہے۔

لیکن جی چاہے وہاں سے نہیں، اسکا ایک خاص طریقہ ہے اور ایک جگہ بھی متعین ہے جہاں سے طواف شروع کرنا ہے۔

طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام کے ساتھ ہوتی ہے اور حجر اسود پر ہی طواف ختم ہوتا ہے اس لئے کعبۃ اللہ کے جس کونہ میں حجر اسود لگا ہوا ہے اس طرف پہونچنے کی کوشش کریں۔

حکومت سعودیہ نے حجاج کرام کے لئے جو سہولیات فراہم کی ہیں (حق تعالی انکی خدمات کو قبول فرمائیں اور جملہ حجاج کرام کی طرف سے اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں) من جملہ ان میں کی ایک سہولت یہ بھی ہے کہ بیت اللہ کی جس جانب حجر اسود نصب ہے اس جانب کالے پتھر کی ایک لمبی لکیر بنادی ہے، طواف کرنے والا/والی حجر اسود سے چاہے جتنا/جتنی دور ہو سیاہ لکیر اس بات کی علامت ہے کہ وہ حجر اسود کے سامنے آ گیا/آ گئی ہے، طواف کرنے والا/والی اس لکیر پر آ کر حجر اسود کا استلام کرے اور اگلا طواف شروع کرے۔

آپ بھی اس سیاہ لکیر تک پہونچنا شروع کریں، جب لکیر کے قریب پہونچ جائیں تو لکیر سے آدھا فٹ قبل بائیں طرف بیت اللہ کی جانب منھ کر کے کھڑے ہو جائیں، آپ جب ایسا کرینگے اس وقت حجر اسود آپکے داہنے کندھے کی جانب کندھے سے باہر ہوگا اور آپ اس سیاہ لکیر کی بائیں جانب لکیر سے باہر ہونگے۔

اب طواف شروع کرنا ہے اسلئے اسکی تیاری کریں، سب سے پہلے آخری مرتبہ تلبیہ پڑھ لیں، وہ تلبیہ جو احرام باندھنے کے وقت سے اب تک آپ مسلسل پڑھتے چلے آئے ہیں، طواف شروع ہوتے ہی اسکا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے آخری مرتبہ تلبیہ پڑھ لیں، اسکے بعد اضطباع کریں یعنی داہنے کندھے کے نیچے سے چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دیں، (یہ اضطباع عورتوں کے لئے نہیں ہے)

اس کے بعد طواف کی نیت کریں، اور یہ بات یاد رکھیں کہ طواف میں نیت فرض ہے، بغیر نیت کے طواف ادا نہیں ہوگا۔ افضل یہ ہے کہ نیت دل اور زبان دونوں سے کریں، زبان سے نہ ہو تو دل میں نیت کرنا فرض ہے۔ نیت کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ، سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی، فَیَسِّرْہُ لِی، وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّی.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے اس حرمت والے گھر کا طواف (اس کے گرد سات چکر) آپ کی رضا اور خوشنودی کے لئے لگا رہا ہوں، آپ اس کو میرے لئے آسان فرمادیں اور میری جانب سے قبول فرمالیں۔

اب داہنی طرف اتنا ہٹو کہ آپکے پاؤں سیاہ لکیر پر آجائیں اور حجر اسود ٹھیک آپکے سامنے ہو جائے اسکے بعد یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَ لِلّٰہِ الْحَمْد

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

مذکورہ دعا کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں جس طرح نماز میں کانوں تک اٹھاتے ہیں۔

یاد رہے یہی ایک موقع ہے جسمیں آپ کو کانوں تک ہاتھ اٹھانے ہیں جیسا کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، بعد کے کسی بھی چکر میں آپ کو کانوں تک ہاتھ اٹھانے نہیں ہیں، آپ دیکھینگے کہ کچھ حضرات ہر چکر میں کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں، انہیں دیکھکر آپ انکی نقل نہ کرنا۔

اب اگر آپ حجر اسود کے ٹھیک سامنے ہیں تو ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کو بوسہ دیں، بوسہ لینے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر اسطرح رکھ دیں جسطرح سجدہ کی حالت میں زمین پر رکھے جاتے ہیں اور دونوں ہتھیلیوں کے بیچ سر رکھکر غایت ادب سے بوسہ لیں، اسی کو استلام بھی کہتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب، جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد نے اپنی کتاب ''حج وعمرہ کا آسان طریقہ'' میں لکھا ہے کہ حجر اسود چاندی کے حلقہ میں ہے، کسی زمانے میں بلوائیوں نے بم مارا تھا، جس سے حجر اسود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ چاندی کے اس حلقہ کے اندر چھوٹے چھوٹے گیارہ ٹکڑے ہیں، لہٰذا صرف حلقہ میں بوسہ دینا کافی نہیں بلکہ حلقہ کے اندر کے ان ٹکڑوں پر بوسہ دینے سے بوسہ صحیح ہو سکتا ہے۔

اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجر اسود تک پہونچنا ممکن نہ ہو تو کسی بھی جگہ سیاہ لکیر پر پہونچ کر دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی جانب اونچی کرو اور یہ تصور کرو کہ آپ نے اپنی ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ دی ہیں، پھر دونوں ہتھیلیوں کو بوسہ دو، ایسا کرنا حجر اسود کو بوسہ دینے کے حکم میں ہے۔ (یاد رہے کہ حجر اسود کندھے کی اونچائی پر ہے اس لئے ہاتھ کندھوں تک ہی اونچا کریں، کانوں تک اونچا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔)

حجر اسود پر خوشبو لگی رہتی ہے اسلئے طواف کرنے والا اگر محرم ہو تو حالت احرام میں خوشبو کا استعمال منع ہونے کی وجہ سے حجر اسود کا براہ راست بوسہ لینے کے بجائے ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ لینے پر کفایت کرے۔

حجر اسود جنتی یاقوت کا ایک پتھر ہے۔ اس کے نور کو اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ختم کر کے دنیا میں اتارا تھا۔ اگر اس کے نور کو ختم نہ کیا جاتا تو مشرق و مغرب اس کی

روشنی سے منور ہو جاتے۔ (ایضاح)

جس وقت اس کو اتارا گیا تھا دودھ سے زیادہ سفید تھا، مگر بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا (مشکوۃ)

حجر اسود کے استلام کی بھی عجیب خوبی ہے کہ وہ قدرتی طور پر استلام کرنے والے کے گناہوں کو جذب کر لیتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کو چھونا غلطیوں کو مٹا دیتا ہے۔ (ترمذی شریف)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجر اسود اور مقام ابرہیم اُٹھا نہ لئے جائینگے۔

یہ دونوں پتھر قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ ان کی دو زبانیں، دو آنکھیں، دو ہونٹ ہونگے اور یہ اپنے استلام کرنے والوں کے حق میں گواہی دیں گے اور شفارش کریں گے۔ (الترغیب والترہیب ۲/۱۲۴)

ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود کا استلام کرنے والا گویا اللہ رب العزت سے مصافحہ کرنے والا ہے۔ (ابن ماجہ)

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حجر اسود اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یعنی جو شخص اسے بوسہ دے یا چھوئے گویا اس نے مالک حقیقی جل مجدہ سے مصافحہ کر لیا۔ (الترغیب والترہیب ۲/۱۹۴)

عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے، میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی صفت نہیں) نہ تو کسی کو نفع پہونچا سکتا ہے نہ نقصان، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے نہ

چومتا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات علی الاعلان اور علی رؤس الاشہاد اس لئے کہی کہ کوئی ناتربیت یافتہ نیا مسلمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے اکابر مسلمین کا حجر اسود کو چومنا دیکھ کر یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس پتھر میں کوئی خدائی کرشمہ یا خدائی صفت اور بناو بگاڑ کی طاقت موجود ہے، اس لئے اس کو چوما جارہا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ایک اصولی بات یہ معلوم ہوئی کہ کسی چیز کی تعظیم وتکریم اس نظریہ سے کی جائے کہ اسکی تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور یہی تعظیم برحق ہے اور اگر کسی مخلوق کو نافع یا ضار اور بناؤ بگاڑ کا مختار مان کر تعظیم کی جائے تو وہ شرک کا ایک شعبہ ہے اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف پہونچانا حرام ہے، اسلئے دھکّے دیکر، کمزوروں کو ستا کر عورتوں کو ہٹا کر بوسہ دینے سے احتیاط کرنا، ورنہ ثواب کے بجائے نامۂ اعمال میں گناہ لکھوا کر آؤگے، ساتھیوں کے سامنے حجر اسود کے بوسہ کو فخریہ بیان کرنے کے لئے مسلمانوں کو ستانا اور مسجد حرام کی بے حرمتی کرنا ''نیکی ضائع اور گناہ سر'' کے مصداق ہے۔ نیز سراسر حماقت اور مزاج شریعت کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خاص تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو تم قوی آدمی ہو، حجر اسود کے استلام کے وقت لوگوں سے مزاحمت نہ کرنا، اگر جگہ ہو تو بوسہ دینا ورنہ دور سے استلام کر لینا۔

سورج طلوع ہونیکے بعد اور ظہر سے آدھا گھنٹہ قبل مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ میں بھیڑ کم ہوتی ہے۔ اسی طرح عشاء کی نماز کے چار پانچ گھنٹہ بعد مکۃ المکرمہ میں اور

ایکا دگھنٹہ بعد مدینہ منورہ میں بھیڑ کم ھوتی ہے، ان اوقات میں طواف اور صلوٰۃ وسلام میں قدرے سکون رہتا ہے۔

اب تک آپ حجر اسود کی جانب منھ کر کے کھڑے تھے، اب داہنی طرف جس طرف بیت اللہ کا دروازہ ہے گھوم کر طواف شروع کریں، بیت اللہ سے آپ چاہیں جتنے دور ھوں، چاہے زمزم کا کنواں بھی بیچ میں پڑتا ہو آپکا طواف ھو جائیگا، اسلئے زیادہ قریب آنیکی فکر کئے بغیر بسہولت جہاں سے طواف ھو سکے طواف کرتے رہیں۔

بیت اللہ کی شمال میں، بیت اللہ سے متصل کچھ زمین کا حصہ قد آدم دیوار سے گھرا ہوا ہے، اس کو حطیم کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا تو سب نے اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے، لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل "قدیم" بیت اللہ میں سے تقریبا چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی گئی۔ اسی چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اس حصہ کو بھی طواف میں شامل کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر طواف صحیح نہ ہوگا۔

حطیم میں نماز پڑھنے کا موقع ملے تو ضرور پڑھ لینا چاہیے، حطیم میں نماز پڑھنا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔

اللہ تعالی کے فضل وکرم سے حجاج کرام کی تعداد میں ہر سال اضافہ ھوتا رہتا ہے، اسلئے حج کے تین چار دن قبل اور حج کے بعد طواف زیارت میں مطاف میں انتہائی بھیڑ رہتی ہے، اس بھیڑ کے مد نظر حکومت سعودیہ نے مسجد حرام کے پورے صحن کو مطاف میں شامل کر لیا ہے۔ اس اضافہ شدہ مطاف میں طواف کرنے کا وہی ثواب ہے جو قدیم مطاف میں طواف کرنے کا ہے۔ ہاں اگر بھیڑ کم ہو تو قدیم

مطاف میں طواف کرنیکی کوشش کرنا چاہیئے۔

مطاف نیز اوپر کا پورا منزلہ سفید کیمیاوی پتھروں سے بچھا ہوا ہے، ان پتھروں کی خصوصیت یہ ہے کہ گرمی چاہے کتنی ہی سخت ہو اور سورج آگ برسا رہا ہو یہ پتھر گرمی سے بالکل متأثر نہیں ہوتے یا بہت کم متأثر ہوتے ہیں، ورنہ مکہ مکرمہ میں ایسی گرمی پڑتی ہے کہ دوپہر کے وقت تو پاؤں رکھتے ہی چھالے پڑ جائیں مگر یہ پتھر اللہ اکبر، برائے نام گرم ہوتے ہیں یا ہوتے ہی نہیں، سخت دھوپ میں لوگ اطمینان سے طواف بھی کرتے رہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے رہتے ہیں۔

حق تعالی حکومت سعودیہ کو ایسا لاثانی نظم کرنے پر بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔

آمین

مرد پہلے تین چکروں میں رمل کرے اور مابقیہ چار چکر اپنی اصلی رفتار سے پورے کریں۔

رمل یہ ہے کہ جھپٹ کر تیزی کے ساتھ چلے، زور سے قدم اٹھائے۔ قدم نزدیک نزدیک رکھتے ہوئے مونڈھوں کو پہلوانوں کی طرح خوب ہلاتا ہوا چلے۔

یہ رمل نبی کریم ﷺ کی سنت ہے مگر صرف مردوں کے لئے ہے عورتیں رمل نہ کریں۔

اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل موقوف کر دے اور طواف پورا کرے۔ سارے طواف (یعنی ساتوں چکروں میں) رمل کرنا مکروہ ہے لیکن کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین جب حج

کے ارادہ سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکوں نے (آپ کے آنے سے پہلے باہم) یہ چرچا کیا کہ اب ہمارے پاس ایک ایسا گروہ آنے والا ہے، جس کو یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار ''ملیریا'' نے کمزور کر دیا ہے۔ اس بات کی اطلاع پا کر نبی ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ تین شوطوں ''چکروں'' میں رمل کریں۔ تا کہ مشرکین مکہ کا وہ گمان غلط ثابت ھو اور انہیں عملاً اپنی قوت کا پیغام دیا جا سکے۔

اب آپ کا طواف شروع ہو چکا ہے، آپکو بیت اللہ کے گرد گھوم کر سات چکر پورے کرنے ہیں، ہر چکر حجر اسود والے کونے سے شروع ھوگا اور وہیں آ کر پورا ہوگا، ہر چکر پورا ھونے پر آپکو :

بِسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، وَ لِلّٰهِ الْحَمْد

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، پڑھ کر اگر قریب ہو تو حجر اسود کو بوسہ دینا ہے، اور اگر حجر اسود دور ہو اور قریب جانا ممکن نہ ھو تو کندھوں تک ہتھیلیاں اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو بوسہ دینا ہے، ہر چکر پورا ھونے پر بوسہ کا عمل پورا کر کے اگلے چکر کے لئے داہنی طرف چلنا شروع کر دیں، اسطرح جب سات چکر پورے کر کے ساتویں چکر کے اختتام پر حجر اسود کو بوسہ دینگے تو یہ اس طواف کا آٹھواں بوسہ ھوگا، ایک بوسہ وہ جو طواف شروع کرتے وقت لیا تھا اور سات بوسے، سات چکروں کے اسطرح مجموعی آٹھ بوسے ہونگے۔

اھم مسئلہ : یوں تو بیت اللہ شریف کو دیکھنا ایک عبادت ہے لیکن طواف میں چلنے کی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرنا محرّماتِ طواف میں سے ہے یعنی عملاً حرام اور منع ہے صرف حجر اسود کے استقبال کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔

اسی طرح دوران طواف بیت اللہ کی طرف پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے زمرہ میں آتا ہے، دوران طواف کعبہ شریف کے غلاف کو لپٹنے اور مقام ابراھیم کی زیارت کرنے سے طواف میں خلل کے ساتھ ساتھ کعبہ کی طرف سینہ اور پیٹھ ہو جاتی ہے اس سے بچنا چاہئے۔

طواف کے دوران اپنی نگاہ کو چلنے کی جگہ کے علاوہ اِدھر اُدھر نہ گذاریں جیسا کہ نماز کی حالت میں سجدہ کی جگہ سے آگے نظر نہیں گذارنا چاہئے۔

احتیاط سے کام لینے کے باوجود اگر کعبۃ اللہ کی طرف پیٹھ یا سینہ ہو جائے تو طواف کے اتنے حصہ کا اعادہ (لوٹانا) واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ پورا چکر دوبارہ کرلے۔

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ دوران طواف حجر اسود کے علاوہ کعبہ شریف کی کسی بھی دیوار یا کونے کو بوسہ دینا منع ہے۔

طواف کے دوران جب رکن یمانی پر پہونچیں تو اس کو دونوں ہاتھ یا صرف دائیں ہاتھ سے چھو لینا سنت ہے، اس کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے، ہاں مگر اس بات کا خیال رکھیں کہ سینہ بیت اللہ کی طرف مڑنے نہ پائے کیونکہ دوران طواف سینہ بیت اللہ کی طرف موڑنا منع ہے، اگر رکن یمانی پر ہاتھ لگانے کا موقع نہ ملے تو بغیر ہاتھ لگائے گذر جائیں وہاں ہاتھ لگانے کی غرض سے بھیڑ کرنا ممنوع ہے۔

آپ دیکھینگے کہ بہت سارے حضرات رکن یمانی کو بھی حجر اسود کی طرح چوم رہے ہیں یا وہاں تکبیر کہہ رہے ہیں، آپ انہیں دیکھ کر ایسا ہرگز نہ کریں۔

ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ کتابوں میں طواف کی مخصوص دعائیں لکھی ھوتی ہیں، جن لوگوں کو وہ دعائیں یاد نہ ہوں، یا اب یاد کرنے کا موقع نہ ہو تو

گھبرانیکی ضرورت نہیں ، کیونکہ دوران طواف کوئی مخصوص دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے،اگر دعائیں یاد نہ ھوں تو صرف :

سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لاَاِلٰهَ اِلا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرْ

ترجمہ: اللہ تعالی کی ذات جملہ عیوب ونقائص سے پاک ہے،ساری تعریفوں کی مستحق ذات ایک اللہ کی ہے، اللہ تعالی کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، کا ورد استحضار قلب کے ساتھ کرتے رہیں۔

طواف کے ساتوں چکروں میں یہی کلمات پڑھتے رہیں اور ہر چکر میں جب رکن یمانی پر پہونچیں تو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں :

﴿ رَبَّنَـا اٰتِـنَـا فِـي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی ،اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اگر یہ مختصر دعا بھی یاد نہ کر سکیں تو اپنی مادری زبان میں اللہ تعالی سے جو مانگنا چاہیں مانگتے رہیں، اگر کچھ بھی پڑھے بغیر، خاموشی کے ساتھ بیت اللہ کے گرد سات چکر لگاؤ گے تو بھی آپکا طواف ھو جائیگا۔

مگر جن حضرات کے ہاتھ میں حج بیت اللہ جانے سے پہلے یہ کتاب آجائے ان حضرات کو مؤلف کتاب ''فلاحی'' کی جانب سے مخلصانہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کم از کم مذکورہ ذیل دو دعائیں ضرور یاد فرمالیں۔

(۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لا اِلٰهَ اِلاّ اللّٰهُ، وَ اللّٰهُ

اَکْبَرْ، وَ لا حَوْلَ وَ لا قُوَّةَ اِلاّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم میں نیکی کرنے یا گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔ بے شک اللہ بہت بلند شان والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

(۲) ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

ساتوں چکروں میں حجر اسود سے رکن یمانی کے درمیان پہلے نمبر کی دعا اور رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان دوسرے نمبر کی دعا پڑھتے رہیں۔ ہر دو دعائیں اگر اسکی جگہ آنے سے پہلے پوری ہو جائیں تو اسی دعا کو مکرر پڑھتا رہے، کوئی اور دعا یاد ہو تو وہ بھی پڑھی جاسکتی ہے اور یاد نہ ہو تو اپنی مادری زبان میں من کی مرادیں مانگیں۔

طواف کی دعائیں

پہلے چکّر کی دعا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرْ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

اَللّٰھُمَّ اِیْمَاناً بِکَ وَ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَ وَفَاءً بِعَھْدِکَ وَ اِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ وَ الْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ وَ الْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَ النَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور (گناہوں سے بچنے کی) طاقت اور (عبادت کی طرف راغب ہونے کی) قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بزرگی اور عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام نازل ہو اللہ کے رسول ﷺ پر۔
اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیرے احکام کو مانتے ہوئے اور تجھ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے حبیب محمد ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے (میں طواف شروع کرتا ہوں) اے اللہ! میں تجھ سے ہر گناہ کی معافی، ہر بلا سے سلامتی، دنیا و آخرت میں نجات کے ساتھ جنت کی نعمتوں کی طلب اور جہنم کی آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔"

ہدایت : یہ دعا رکن یمانی پر پہونچنے سے پہلے پہلے ختم کردیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا الخ والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۲) دوسرے چکر کی دعا :

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَ الْحَرَمَ حَرَمُکَ وَ الْاَمْنَ اَمْنُکَ وَ الْعَبْدَ عَبْدُکَ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ وَ ھٰذَا مَقَامُ

الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّار، فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَ بَشَرَتَنا عَلَى النَّارِ، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَ زَيِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ كَرِّهْ اِلَيْنا الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ وَ اجْعَلْنَا مِنَ الرّٰشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

ترجمہ : اے اللہ! بیشک یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور ''یہاں کا'' امن وامان تیرا ہی دیا ہوا ہے اور ہر بندہ تیرا ہی بندہ ہے اور میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں اور تیرے ہی بندے کا بیٹا ہوں اور یہ دوزخ کی آگ سے تیری پناہ میں آنے والوں کی جگہ ہے، سوتو ہمارے گوشت اور کھال کو دوزخ پر حرام کردے۔ اے اللہ! ایمان کو ہمارے لئے سب سے محبوب چیز بنادے، اسے ہمارے دلوں کی زینت اور رونق بنادے اور ہمارے دلوں میں کفر، بدکاری اور نافرمانی سے سخت نفرت پیدا کردے، اور ہمیں ہدایت پانے والوں میں شامل کرلے۔ اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچانا اس دن جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریگا۔ اے اللہ! مجھے بغیر حساب کے جنت عطا فرمانا۔''

ہدایت : یہ دعا رکنِ یمانی پر پہونچنے سے پہلے پہلے ختم کردیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان '' رَبَّنَا اٰتِنَا فی الدنیا الخ'' والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۳) تیسرے چکّر کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَ الشِّرْکِ وَ الشِّقَاقِ وَ النِّفَاقِ وَ سُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَ سُوْءِ الْمَنْظَرِ وَ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَ الْاَهْلِ وَ الْوَلَدِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَ الْجَنَّةَ وَ اَعُوْذُ

بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ.

ترجمہ : اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے احکام میں شک کرنے سے اور تیری ذات وصفات میں شرک سے، اور اختلاف ونفاق سے اور بُرے اخلاق سے، مجھے سامان زندگی کی اور بال بچوں کی تباہ حالی اور بربادی سے بچا۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری رضامندی کی اور جنت کی بھیک مانگتا ہوں، اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے غضب سے اور دوزخ کی آگ سے۔ اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کی ہر مصیبت سے۔''

ہدایت: یہ دعا رکنِ یمانی پر پہونچنے سے پہلے پہلے ختم کردیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان '' رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدنیا الخ'' والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۴) چوتھے چکّر کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَ سَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّ عَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ، يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ. اَخْرِجْنِيْ يَآ اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَ عَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ الْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.

رَبِّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَ بَارِکْ لِيْ فِيْمَآ اَعْطَيْتَنِيْ وَ اخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَآئِبَةٍ لِّيْ مِنْکَ بِخَيْرٍ.

ترجمہ: اے اللہ! میرے اس حج کو مقبول بنا دے، میری کوشش کو کامیاب اور

گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بنا اور میرے نیک اعمال قبول فرما اور بے نقصان تجارت عطا فرما۔ اے دلوں کے حال کو جاننے والے، اے اللہ مجھے گناہ کے اندھیروں سے ایمان وعمل صالح کی روشنی نصیب فرما اور ہر گناہ سے بچنے اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے، جنت سے بہرہ ور ہونے اور دوزخ سے نجات پانے کا راستہ دکھا۔ اور اے میرے پروردگار! تو نے مجھے جو کچھ رزق دیا ہے اس پر قناعت کرنے کی توفیق عطا فرما، اور جو نعمتیں مجھے عطا فرمائی ہیں ان میں برکت عنایت فرما۔ ہر نقصان کا اپنے کرم سے مجھے نعم البدل عطا فرما۔"

ہدایت: یہ دعا رکنِ یمانی پر پہونچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدنیا الخ" والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۵) پانچویں چکّر کی دعا :

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ وَ لَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَ اسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم شَرْبَةً ھَنِیْئَةً مَّرِیْئَةً لَّا اَظْمَأُ بَعْدَھَآ اَبَدًا.

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم .

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَ نَعِیْمَھَا وَ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ.

ترجمہ: اے اللہ! جس روز سوائے تیرے عرش کے سایہ کے کہیں سایہ نہ ہوگا اور

تیری ذات پاک کے سوا کوئی باقی نہ رہیگا، مجھے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دینا اور اپنے نبی ﷺ کے حوض کوثر سے مجھے ایسا خوشگوار اور خوش ذائقہ گھونٹ پلانا کہ اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔ اے اللہ! میں تجھ سے وہ سب بھلائیاں مانگتا ہوں جنہیں تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے تجھ سے طلب کیا اور ان تمام برائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں جن سے تیرے نبی سیدنا محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور ایسے قول یا فعل یا عمل کی توفیق کا جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور میں دوزخ کی آگ سے اور ہر ایسے قول یا فعل یا عمل سے جو مجھے دوزخ سے قریب کر دے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

ہدایت: یہ دعا رکن یمانی پر پہونچنے سے پہلے پہلے ختم کر دیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیا الخ" والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۶) چھٹے چکر کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرًا فِیْمَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکَ وَ حُقُوْقًا کَثِیْرًا فِیْمَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَلْقِکَ، اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَکَ مِنْھَا فَاغْفِرْہُ وَ مَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْہُ عَنِّیْ وَ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ بِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَ بِفَضْلِکَ عَنْ مَنْ سِوَاکَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ.

اَللّٰھُمَّ اِنَّ بَیْتَکَ عَظِیْمٌ وَّ وَجْھَکَ کَرِیْمٌ وَّ اَنْتَ یَا اَللّٰہُ حَلِیْمٌ کَرِیْمٌ عَظِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

ترجمہ: اے اللہ مجھ پر تیرے بہت سے حقوق ہیں جو صرف میرے اور تیرے ہی

درمیان ہیں اور بہت سے ایسے حقوق ہیں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں۔اے اللہ! ان میں سے جن کا تعلق صرف تیری ذات سے ہو ان کی مجھے معافی دے اور جن حقوق کا تعلق تیری مخلوق سے ہو، ان کی معافی کا تو ذمہ دار بن جا۔اے اللہ! مجھے حلال رزق عطا فرما کہ حرام سے بچتا رہوں اور فرمابرداری کی توفیق دے تاکہ نافرمانی نہ کروں۔اور اپنے فضل وکرم سے مجھے دوسروں کا محتاج اور دست نگر نہ بنا۔اے بے انتہا بخشش والے، اے اللہ! بے شک تیرا گھر بڑی عظمت والا ہے اور تیری ذات بڑی عزت والی ہے اور تو اے اللہ! بڑا باوقار ہے، بڑا کرم والا اور بڑی عظمت والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، سو میری خطاؤں کو بھی معاف فرمادے۔''

ہدایت: یہ دعا رکنِ یمانی پر پہونچنے سے پہلے پہلے ختم کردیں، اس لئے کہ رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان '' رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدنیا الخ'' والی دعا پڑھی جائیگی۔

(۷) ساتویں چکّر کی دعا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلاً وَّ یَقِیْنًا صَادِقًا وَّ رِزْقًا وَاسِعًا وَّ قَلْبًا خَاشِعًا وَّ لِسَانًا ذَاکِرًا وَّ رِزْقًا حَلَالاً طَیِّبًا وَّ تَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّ تَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَ رَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَاحَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَ الْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَ الْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَ النَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ، رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ.

ترجمہ : اے اللہ! میں تجھ سے ایمان کامل اور یقین صادق کا طالب ہوں۔تجھ

سے ڈرنے والا دل، تجھے یاد کرنے والی زبان اور رزق میں کشادگی و پاک کمائی کا طلب گار ہوں۔ سچے دل سے توبہ اور مرنے سے قبل توبہ کی توفیق نصیب فرما۔ موت کے وقت آسانی اور مرنے کے بعد تیری رحمت و مغفرت کا امیدوار ہوں۔ حساب کے وقت معافی اور جنت کی کامیابی اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے بڑی عظمت والے، اے بخشش والے، یہ سب تیری ہی رحمت سے حاصل ہوگا۔ میرے مالک میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے اپنے مقبول بندوں میں شامل فرما۔

دوگانۂ طواف :

طواف کے سات چکّر پورے ہونے پر آپکو طواف کی دو رکعت نماز ادا کرنا ہے، مگر اس سے پہلے ایک مسئلہ سمجھ لینا ضروری ہے، وہ یہ ھے کہ اگر طواف کے چکّر بجائے سات کے زائد آٹھ یا نو ہو جائیں تو طواف ھو جائیگا، کوئی حرج نہیں ہے مگر بجائے سات کے چھ چکّر لگائے تو طواف نہیں ہوا، ادھورا ہے، اسکو پورا کرنا ضروری ہے، اسلئے طواف کے چکّر شمار کرنیکا کوئی انتظام کریں یا خوب اھتمام سے یاد رکھیں۔

حج بیت اللہ کے جملہ ارکان میں توجہ اور اھتمام نہایت ضروری ہے، اگر ہر عمل یکسوئی، اھتمام اور توجہ سے کرتے رہے تو ادائیگی حج میں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور اگر معمولی غفلت، سستی یا بے توجہی کی تو حج کے بہت سارے مسائل کی خلاف ورزی کر کے آپ اپنے اوپر کئی صدقات و جنایات واجب کر لینگے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ جس طرح نماز بے وضو نہیں ہوتی اسی طرح طواف بھی بے وضو نہیں ھوتا، اس لیۓ طواف شروع کرنے سے پہلے وضو کر لے اور طواف پورا ہونے تک باوضو رہیں اگر طواف کے پہلے چار چکروں میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے نئے

سرے سے طواف شروع کریں، اور اگر چار چکروں کے بعد وضوتوٹے تو وضو کے بعد اختیار ہے چاہے نئے سرے سے طواف کرے چاہے جہاں سے چھوڑا تھا وہاں سے پورا کرے۔

پیشاب پاخانہ کا تقاضہ ہو ایسی حالت میں تقاضے کو دبا کر طواف کرنا مکروہ ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مصلّی ''نماز پڑھنے والے'' کے سامنے سے گذرنا بہت بڑا گناہ ہے، جس کی صراحت کتب حدیث وفقہ میں موجود ہے، لیکن نمازی کے سامنے سے گذرنے کی ممانعت کے مسئلہ میں مسجد حرام داخل نہیں ہے، مسجد حرام اور مطاف میں نمازی کے سامنے سے گذرنا بلا کراہت جائز ہے، لہذا نمازی کے سامنے سے طواف کرنے والے کا یا کسی اور آدمی کا گذرنا ممنوع نہ ہوگا۔ (ایضاح المناسک، ۱۲۵)

اگر کوئی طواف کرنے والا کسی نمازی کے سامنے سے طواف کی حالت میں گذرے تو ایسی حالت میں نہ طواف کرنے والے پر گناہ ہوگا اور نہ مطاف میں نماز پڑھنے والے پر۔ لیکن حنفی مسلک میں طواف کرنے والوں کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے نمازی کے سامنے سے گزرنے میں دوقول ہیں، ایک قول میں نمازی کے مقامِ سجدہ کے آگے سے گزر سکتے ہیں، دوسرے قول میں دوصف کی دوری سے گزر سکتے ہیں، دو صف کے معنی ہیں ایک نمازی کی صف اور ایک اس سے آگے کی صف۔ مسجد نبوی ﷺ اور دیگر بڑی مساجد کا بھی یہی حکم ہے۔ اب جبکہ زائرین کا ہجوم حد سے زیادہ ہوگیا ہے اور مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ دونوں ہی کا یہ حال ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرے بغیر چارۂ کار نہیں، اس لئے بحالت مجبوری پہلے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔

ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور یہ نماز مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا مستحب اور افضل ہے اس کے بعد اس کے قریب، اس کے بعد کعبہ کے اندر،

اس کے بعد حطیم میں، میزاب رحمت (پرنالہ بیت اللہ) کے نیچے، اس کے بعد باقی حطیم میں، اس کے بعد بیت اللہ کے قریب مقام جبرئیل میں (بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ایک جگہ ہے، جہاں جبرئیل علیہ السلام نے اوقاتِ نمازِ پنجگانہ کی تعلیم کے لئے دو دن تک پانچوں نمازوں میں حضور اکرم ﷺ کی امامت کی تھی) اس کے بعد مسجد حرام میں، اس کے بعد حرم میں، ان مقامات کے علاوہ پڑھنا اور تاخیر کرنا بُرا اور مکروہ ہے۔ اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں یہ نماز نہ پڑھی تو بھی اس کو ادا کرنا واجب ہے، ذمہ سے ساقط نہ ہوگی، تمام عمر میں کبھی بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی دوگانہ طواف پڑھنا بھول کر دوسرا طواف شروع کردے تو اگر ایک چکر پوار کرنے سے پہلے یاد آجائے تو طواف چھوڑ کر نماز پڑھ لے اور اگر ایک چکر پورا کرنے کے بعد یاد آیا ہے تو طواف نہ چھوڑے۔ دوسرا طواف پورا کرنے کے بعد دونوں طوافوں کی دو دو رکعت نماز پڑھ لے۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد طواف کی دو رکعت واجب پڑھنے کے لئے مقام ابراھیم پر پہونچیں۔

مقام ابراہیم جنت کا قیمتی پتھر ہے، جسے خانۂ کعبہ کے دروازے کے سامنے پیتل، تانبا، اور شیشہ کی بنی ہوئی ایک قُبّہ نما جالی میں محفوظ کردیا گیا ہے، اس بہشتی پتھر پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانۂ کعبہ کی تعمیر فرماتے تھے اور یہ پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لے کر حسب ضرورت خود بخود اونچا نیچا ہوتا تھا، اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان پڑے ہوئے ہیں جو بالکل عیاں ہیں۔

طواف سے فارغ ہوکر آپ مقامِ ابراہیم کی طرف آئیں اور وہاں پہونچ کر یہ آیت پڑھیں :

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

تم مقام ابراہیم کے پاس اپنا مصلی بناؤ

اگر سہولت سے مقامِ ابراہیم کے پیچھے اس طرح جگہ مل جائے کہ تمہارے اور بیت اللہ کے بیچ میں مقام ابراہیم ہو تو وہاں، ورنہ آس پاس جہاں بھی جگہ مل جائے وہیں طواف کی دو رکعتیں پڑھیئے۔ (مقام ابراہیم کو بوسہ دینا یا چھونا منع ہے اس سے اپنے آپکو بچایئے۔)

پہلی رکعت میں " قل یا ایھا الکافرون " اور دوسری میں سورۃ فاتحہ کے بعد "قل ھو اللہ احد" پڑھیے۔ (یہ دونوں سورتیں اصولی طور پر توحید کا اعلان اور شرک کی تردید کرتی ہیں۔) اگر دوسری سورتیں پڑھی جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ طواف کی دو رکعتوں کا پڑھنا واجب ہے۔

طواف کرتے وقت مردوں نے جو اضطباع کیا تھا وہ ختم کر دیں، یعنی داہنی بغل کے نیچے سے چادر نکال کر داہنے کندھے پر ڈال دے، طواف کی دوگانہ کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کے دوران بھی داہنا کندھا احرام کی چادر سے ڈھانکے رکھیں، ہاں مگر سر ابھی بھی کھلا رکھیں، نماز سے فارغ ہو کر رو رو کر انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعائیں مانگیں۔

نماز اور دعا سے فارغ ہو کر اگر ممکن ہو تو مُلتزم پر جائیں (حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب بیت اللہ کی دیوار کا جو حصہ ہے وہ ملتزم کہلاتا ہے۔ ملتزم کا ترجمہ ہے چمٹنے کی جگہ۔) یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے اس سے رسول اللہ ﷺ اس طرح لپٹ جاتے تھے جس طرح بچہ ماں کے سینہ سے لپٹ جاتا ہے۔ اگر موقع ملے تو اس سے لپٹ جایئے۔

ملتزم سے لپٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سر سے اوپر سیدھے اٹھا کر دیوار

پر بچھا دو، پیٹ اور سینہ بھی دیوار سے چمٹا دو اور کبھی داہنا رخسار اور کبھی بایاں رخسار دیوار سے لگاتے رہو، بالکل اسی طرح جس طرح رونے والے چھوٹے بچے کو اسکی ماں گود میں اٹھاتی ہے تو وہ بچہ باری باری اپنا داہنا، بایاں رخسار ماں کے سینے سے لگاتا ہے، کبھی کبھی کعبۃ اللہ کے غلاف کو پکڑ کر بھی انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ دعا کیجیے، کیونکہ یہ جگہیں اور موقعے ایسے ہیں جو زندگی میں بار بار نہیں آتے۔

جو بھی دل میں آئے مانگیے اور جس زبان میں جی چاہے مانگیے، اور یہ سمجھ کر مانگیے کہ ربّ کریم کے آستانہ پر پہنچ گیا ہوں اور اس کی چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں اور وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے اور میری آہ وزاری سُن رہا ہے۔

اس موقع پر جہنم سے نجات اور بلا حساب وکتاب جنت میں داخلہ کی دعا ضرور کیجیے

آپنے ایسے بھی گناہ کئے ہونگے جو صرف آپکے اور آپکے رب کے درمیان مخفی ہونگے، تیسرا کوئی نہیں جانتا ہوگا، اور ایسے بھی گناہ کئے ہونگے جو صرف آپکا پروردگار ہی جانتا ہوگا، ان تمام گناہوں پر ندامت کے ساتھ استغفار کیجیے، اور آپکی ایسی آرزوئیں اور تمنائیں بھی ہونگی جو سالوں سے دل کے کسی کونے میں مخفی ہونگی، وہ مرادیں بھی آج مانگ لیجیے، داتا نے آج دینے کا اعلان کر رکھا ہے، تمہارے مانگنے میں دیر ہوگی وہاں سے ملنے میں دیر نہیں ہوگی۔

اپنے لیئے، اپنی اولاد کے لئے، اپنے والدین کے لیئے، دوسرے اعزہ واقارب کے لئے، اپنے دوستوں کے لیئے اور یاد رہے تو احقر اقبال فلاحی کے لئے، مترجم کے لیئے اور رسول اللہ ﷺ کی پوری امت کے لئے مانگیے اور دنیا وآخرت کی ہر ضرورت اور ہر نعمت مانگیے۔

گڑگڑاتے ہوئے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھی ضرور دعا کیجیے، اگر

ملتزم سے چمٹنے کا موقع نہ مل سکے تو حرم میں کہیں سے بھی ملتزم کی جانب منہ کر کے اسپر نظریں جما کر دعا کر لیجئے۔

زمزم کا پانی پینا

ملتزم پر دعا کر کے زم زم شریف پر آیئے اور قبلہ رو ہو کر بسم اللہ پڑھ کے تین سانس میں خوب ڈٹ کر آبِ زم زم پیجئے

آبِ زم زم اگر گھر پر یا حرم شریف سے باہر پینے کو ملے تو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح پی سکتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق کرنے والی نشانی یہ ہے کہ منافق لوگ پیٹ بھر کے آبِ زم زم نہیں پیتے۔

پس اللہ تعالی جس شخص کو عمرہ اور حج کی توفیق عطا فرمائے اس کو چاہئے کہ اس مبارک پانی کو خوب پیٹ بھر کر پئے اور جتنے دن مکہ مکرمہ رہے اس کو کثرت سے پیتا رہے۔

زم زم پی کر چند قدم چلتے ہی آپ محسوس کریں گے کہ زم زم ہضم ہو گیا، یہ زم زم کی خصوصیت ہے۔

زم زم پی کر الحمد للہ کہہ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا، وَ رِزْقًا وَاسِعًا، وَ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ.

ترجمہ:- اے اللہ! مجھے علم نافع نصیب فرما اور وسعت اور فراخی کے ساتھ روزی عطا

فرما، اور ہر بیماری سے شفا دے۔

اِس پانی میں تین باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو دُنیا کے کسی بھی پانی میں نہیں پائی جاتی (۱) پیاس بجھاتا ہے (۲) غذا کا کام دیتا ہے (۳) سوائے موت کے ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

خَیْرُ مَاءٍ عَلٰی وَجْهِ الارْضِ، مَاءُ زَمْزَمْ، فِیْهِ طَعْامُ طعمٍ وَ شِفَاءُ سَقْمٍ.

ترجمہ: روئے زمین پر بہترین پانی زم زم ہے، جس میں کھانے کی طرح غذائیت ''بھی'' ہے اور مرض کے لئے شفا بھی ہے۔ (طبرانی کبیر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَاءُ زَمْزَمْ لِمَا شُرِبَ لَه (ابن ماجہ)

ترجمہ: آبِ زم زم اس کے لئے ہے جس کے لئے اس کو پیا جائے۔ یعنی پینے والا جس نیت سے بھی پیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی وہ نیت پوری فرماتے ہیں۔

زم زم کا پانی پیتے وقت یہ دعا بھی کریں اے اللہ! میں اس کو اپنی قیامت کے روز کی پیاس بجھانے کے لئے پیتا ہوں۔

اس پانی کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ شبِ معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سواری کے لیے آسمان سے براق لائے اور قلبِ اطہر رکھنے کے لئے جنت سے طشت لائے، لیکن اس کی دُھلائی کے لئے جنت سے پانی لانے کے بجائے آبِ زم زم کا استعمال فرمایا۔

علماء کرام اس سے استشہاد فرماتے ہیں کہ زمزم سے بہتر اور کوئی پانی نہیں،

اگر ھوتا تو آنحضور ﷺ کے قلب اطہر کو دھونے کے لئے اس پانی کو استعمال کیا جاتا۔

زم زم کے کنویں کی تھوری سی تاریخ بھی جان لیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ و السلام چونکہ اللہ تعالی کے جلیل القدر نبی اور پیغمبر تھے۔ اس لئے ان کو مختلف آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا اس میں سے ایک یہ تھی کہ شیر خوار فرزند حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنھا کو فاران کے بیابان میں چھوڑ آنے کا حکم ملا، (حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں رہتے تھے) یہ کوئی معمولی امتحان نہیں تھا۔ سخت ترین آزمائش تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑھاپے اور ضعیفی کی تمناؤں کے مرکز، شب و روز کی دُعاؤں کے ثمر اور گھر کے چشم و چراغ حضرت اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو حکمِ الٰہی کی تعمیل میں ایک بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑ آتے ہیں اور پیچھے مُڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہیں فرماتے کہ مبادا شفقتِ پدری جوش میں آجائے اور کوئی لغزش ہو جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور شیر خوار حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر چلے، اور جہاں آج خانۂ کعبہ ہے اس جگہ زم زم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ پر چھوڑ گئے۔ وہ جگہ ویران اور غیر آباد تھی دُور دُور تک پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجور بھی ان کے پاس چھوڑ دیں۔ اور پھر منہ پھیر کر روانہ ہو گئے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ان کے پیچھے یہ کہتی ہوئی چلیں۔ ''آپ ہم کو ایسی وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں، جہاں نہ آدم ہے نہ آدم زاد، نہ مُونس ہے نہ غم خوار!'' حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنھا برابر یہی دُہرائے جا رہی تھیں، مگر حضرت

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش چلے جا رہے تھے۔

آخر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا۔ ''کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟'' تب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ''ہاں! یہ اللہ کے حکم سے ہے۔''

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو کہنے لگیں۔ ''اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو بلاشبہ وہ ہم کو ضائع اور برباد نہیں کرے گا۔''

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتے چلتے جب ایک ٹیلے پر ایسی جگہ پہنچے کہ اہل وعیال نگاہ سے اُوجھل ہو گئے تو اُس جانب جہاں آج کعبہ ہے رُخ کیا اور ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیٓ اِلَیْھِمْ وَ ارْزُقْھُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ.﴾

ترجمہ: پروردگار! میں نے ایک بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے قریب لا بسایا ہے، پروردگار! یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہٰذا تو لوگوں کو ان کا مشتاق بنا، اور انہیں کھانے کو پھل دے، شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔ (سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۳۷)

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا چند روز تک مشکیزہ سے پانی اور تھیلی سے کھجوریں کھاتی اور شیر خوار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہیں، لیکن وہ وقت بھی آ گیا کہ نہ پانی رہا نہ کھجوریں۔ اب وہ سخت پریشان ہوئیں، چونکہ وہ خود بھوکی پیاسی رہتی تھیں، اس لئے دُودھ بھی نہ اُترتا تھا اور بچہ بھی بھوکا پیاسا رہتا تھا۔

جب حالت دِگرگوں ہونے لگی اور بچہ بے تاب ہونے لگا تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پانی کی تلاش میں نکلیں۔ بچے کو ایک جگہ چھوڑ کر بے تابانہ ایک پہاڑی کی طرف گئیں، یہ مروہ پہاڑی تھی، چونکہ بچہ کو تنہا چھوڑ کر آئی تھیں، اس لئے بار بار مُڑ کر دیکھتیں کہ بچہ محفوظ ہے یا نہیں؟ جب دونوں پہاڑیوں کے درمیان وادی میں اُتریں اور بچہ نظر نہیں آیا تو وادی بھاگ کر طے کی۔ مروہ پہاڑی پر بھی پانی کے کوئی آثار نہ تھے۔ وہ پلٹیں اور صفا کی طرف بھاگیں۔ اس طرح اُنہوں نے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کے سات چکّر، پانی کی تلاش میں لگائے اور ہر مرتبہ وادی سے دوڑ کر گذریں۔ اس دوران وہ اللہ سے دُعا بھی کرتی جاتی تھیں کہ پانی مل جائے۔

ساتویں مرتبہ جب وہ مَروہ پر پہونچی تو کانوں میں ایک آواز آئی، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا چونکیں، اور دل میں کہنے لگیں کہ کوئی پُکار رہا ہے، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے باآواز بلند جواب دیا۔ "اگر تم مدد کر سکتے ہو تو سامنے آؤ۔ تمہاری آواز سُنی گئی ہے۔"

دیکھا تو سامنے جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پیر اس جگہ مارا جہاں آج زم زم ہے۔ اس جگہ سے میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو پانی کے چاروں طرف باڑ بنانے لگیں، مگر پانی برابر اُبلتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے، اگر وہ باڑ نہ بناتی تو وہ پانی ایک بڑی نہر کی شکل اختیار کر لیتا۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے خود پانی پیا اور اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلایا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ ''یہ مقام بیت اللہ ہے۔ جس کی تعمیر اس بچہ (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) اور اس کے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اور اللہ اس گھر کے متعلقین کو ضائع نہیں کرتا۔''

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اپنے بچے کو لیکر وہیں مقیم تھیں کہ قبیلۂ بنی جرہم بھی وہاں آ کر آباد ہو گیا پھر اسی قبیلہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی ہو گئی۔

زمزم کا چشمہ آج بھی ابل رہا ہے، اسکے اطراف ایک کنواں بنا ہوا ہے، اس ایک کنویں سے ہزاروں سال سے لاکھوں حجاج کرام پانی پی رہے ہیں مگر اللہ کی قدرت کہ یہ کنواں ہمیشہ پانی سے بھرا ہی رہتا ہے۔

یہ بابرکت چشمہ اب حرم شریف کے صحن میں آ گیا ہے۔ ۱۳۹۹ھ میں مطاف کی توسیع کی وجہ سے اوپر سے پاٹ کر مسجد کے چاروں طرف پائپ لائن سے زم زم شریف پہنچا دیا گیا ہے، جس سے حجاج کرام کو بڑا آرام ہو گیا ہے اور مقام ابراہیم کے پیچھے سیڑیاں بنا کر ۱۴۰۲ھ سے زیارت کرنے والوں کے لئے اور پینے والوں کے لئے زم زم کا نیچے کا حصہ کھول دیا گیا ہے جہاں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ انتظام کر دیا گیا ہے۔

زمزم کے کنویں کو ثواب کی نیت سے دیکھنا عبادت ہے، جس طرح بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

حرمین شریفین میں جگہ جگہ واٹر کُلر رکھے ہوئے ہونگے، جسکے دونوں طرف گلاس رکھے ہوئے ہوتے ہیں، داہنے ''سیدھے'' ہاتھ کے خانہ میں جسپر عربی میں کاسات نظیفة (صاف، غیر مستعمل گلاس) لکھا ہوا ہوگا وہاں سے ایک گلاس اٹھا

کر ضرورت کی بقدر پانی نکالئے اور سنت طریقہ پر اطمینان سے پانی پی کر بائیں
"الٹے" ہاتھ کے خانہ میں جسپر عربی زبان میں کاسات مستعملة (استعمال شدہ
گلاس) لکھا ھوا ھوگا، آپکا استعمال کردہ گلاس ڈال دیجئے، حرمین شریفین کے خدام
تھوڑی تھوڑی دیر میں استعمال شدہ گلاس لے جاتے ہیں اور اسکی جگہ نئے غیر مستعمل
گلاس رکھ جاتے ہیں، ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ ان کلروں میں ٹھنڈا پانی رہتا
ہے مگر جو لوگ ٹھنڈا پانی نہیں پیتے یا جن حضرات کو مرض کی وجہ سے ٹھنڈا پانی پینا
تکلیف دہ ہو وہ حضرات ان کلروں کی لائن میں اس واٹر کلر کے پاس جائیں جسپر
عربی زبان میں سقیا زمزم غیر مبرد (زمزم کا سادا پانی) لکھا ھوا ہو، اسمیں سادا
پانی ہوگا، ٹھنڈا پانی نہ پینے والے ایسے کلروں کا پانی استعمال کریں۔

حکومت سعودیہ کے ایسے بے مثال انتظام پر بار بار مبارک باد، حق تعالی
انہیں اپنی شایان شان بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین

کپڑے یا کوئی اور ناپاک چیز زمزم کے پانی سے نہ دھوئی جائے، غسل
جنابت بھی زمزم کے پانی سے نہ کیا جائے، اگرچہ درمختار اور ردالمحتار سے معلوم ھوتا
ہے کہ زمزم سے حدث کو دور کرنا، حدث چاہے اصغر ہو (جسکو دور کرنے کے لئے
وضو کیا جاتا ہے) چاہے اکبر ہو (جسکو دور کرنے کے لئے غسل کیا جاتا ہے) جائز
ہے۔ البتہ زمزم کے پانی سے ناپاکی دور کرنا مکروہ ہے۔

زمزم کا پانی تبرکاً اپنے ملک اور وطن لے جانا اور لوگوں کو پلانا مستحب ہے،
بیماروں کو پلانا بھی جائز ہے اور زمزم کے پانی سے کوئی چیز پکانا بھی درست ہے۔

آبِ زم زم سے کفن دھونا :

اکثر حجاج کرام برکت کی نیت سے کفن کے کپڑے آبِ زم زم سے دھوتے

ہیں اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے، بلکہ باعث خیر و برکت ہے۔(ایضاح المناسک ۱۳۹)

یہ نہ بھولیے کہ آپ نے احمد آباد، بمبئی یا مقامی ایرپورٹ سے جو احرام باندھا تھا وہ صرف عمرہ کا احرام تھا اور ابھی تک جتنے اعمال کیے وہ عمرہ ہی کے سلسلے کے تھے، عمرہ میں احرام کے بعد تین ہی کام کرنے ہوتے ہیں (۱) طواف (۲) صفا مروہ کے درمیان سعی (۳) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا، ان میں سے ایک یعنی طواف کے عمل سے آپ فارغ ہو گئے، اب آپکو سعی کرنا ہے، جو صفا مروہ کے درمیان ہوتی ہے۔

صفا مروہ کے درمیان سعی

صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ پر سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں، حج اور عمرہ کرنے والے پر سعی کرنا واجب ہے۔

آپ کو اگلے صفحات میں بتایا جا چکا ہے کہ صفا - مروہ وہ تاریخی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے اور آخری چکر میں زم زم کا مشہور چشمہ نمودار ہوا تھا۔

مسجد حرام کی جدید تعمیر کے بعد وہاں کا جغرافیہ اور نقشہ بالکل بدل گیا ہے۔ صفا، مروہ جو دو پہاڑیاں تھیں اور اُن کے درمیان ایک طویل بارونق بازار تھا، حجاج صفا مروہ کی سعی اُسی بازار کی سڑک پر کیا کرتے تھے، اب وہ سب گویا مسجد حرام میں شامل ہو گیا ہے۔

حکومت سعودیہ نے صفا - مروہ کے بیچ کی طویل و عریض جگہ کو سنگ مرمر بچھا کر ایرکنڈیشنڈ کر دیا ہے، نیز بھیڑ کے زمانے میں حجاج کرام اطمینان سے سعی کر سکیں اس لئے اس کو دو منزلہ بھی کر دیا ہے، اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دوسرے منزلہ پر چلے جائیں اور اطمینان سے سعی کریں۔

اوپر جانیکے لئے صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں کی جانب برقی ''الیکٹریکل'' سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں، درمیان میں سادہ سیڑھیاں بھی ہیں۔

سعی شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے استلام کے بارے میں عام طور سے لوگ غفلت کرتے ہیں، یہ بڑی غلطی ہے، جس طرح طواف حجر اسود کے استلام سے شروع ہوتا ہے اسی طرح سعی بھی حجر اسود کے استلام سے شروع کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

اب آپ کو سعی کرنا ہے اسلئے حجر اسود کا استلام کرلیں یا دور سے اسکی جانب ہتھیلیاں اٹھا کر ہتھیلیوں کو چوم کر باب الصفا کی جانب بڑھیں۔

حجر اسود کی نشانی والی کالی پٹی کی سیدھ میں چلیں، اسی جانب صفا پہاڑی کا مقام ہے اور وہاں عربی وانگلش میں ''الصفا'' کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ وہاں سے تھوڑا آگے بڑھنے کے بعد پہاڑ کی علامت شروع ہوجاتی ہے۔

صفا پہاڑی پر اوپر کی جانب ایک دفتر بنا ہوا ہے جہاں سے بوڑھے، اپاہج اور معذورین کو کرسی پر بیٹھکر طواف وسعی کرنے کے لئے پہیوں والی کرسیاں ملتی ہیں، ایک پاسپورٹ جمع کرنے پر ایک کرسی دیتے ہیں اور وہ کرسی استعمال کرکے واپس جمع کرنے پر پاسپورٹ واپس دے دیتے ہیں۔ آپکو اگر کرسی کی ضرورت ہو تو اپنا پاسپورٹ جمع کرکے کرسی حاصل کریں اور اپنے معذور کو اطمینان سے طواف اور سعی کروا کر بحفاظت کرسی جمع کرکے اپنا پاسپورٹ واپس لے لیں۔ اگر کرسی کے ساتھ کرسی چلانے والے آدمی کی بھی ضرورت ہو تو وہاں بہت سارے حضرات اپنی اپنی کرسیاں لیکر بیٹھے نظر آئینگے، آپ ان میں سے کسی ایک کو اجرت طے کرکے لے جائیں اور طواف وسعی کے بعد طے کردہ اجرت ادا فرمادیں، واضح رہیکہ چلانے

والے آدمی کے ساتھ کرسی حاصل کرنے میں پاسپورٹ جمع کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی۔

سعی کے لئے صفا کے قریب پہنچ کر اوپر چڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ، اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

ترجمہ: ابتدا کرتا ہوں میں اس سے جس سے ابتدا کی ہے اللہ تعالیٰ نے، یقیناً صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

نئی تعمیر کے بعد صفا کی بلندی کے اول حصہ پر چڑھنا جہاں سے بیت اللہ نظر آ جائے کافی ہے، بعض لوگ بالکل دیوار تک چڑھ جاتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ اگر اول حصہ پر چڑھے بغیر بیت اللہ نظر آئے تب بھی اول حصہ تک تو چڑھنا ہی چاہیے۔

کوہِ صفا پر چڑھیں تو دل میں سعی کی نیت کریں اور زبان سے اس طرح پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ، فَیَسِّرْهُ لِی وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّی.

ترجمہ: اے اللہ! میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرنا چاہتا ہوں، محض تیری ذات بزرگ کی رضا کے لئے، پس میرے لئے سعی کرنا آسان کردے، اور میری جانب سے قبول فرمالے۔"

صفا اور مروہ پر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں جیسے دعا میں اٹھائے جاتے ہیں۔ نماز کی تکبیرِ تحریمہ کی طرح ہاتھ نہ اٹھائیں، بہت سے ناواقف عوام کانوں تک تین مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور بیت اللہ شریف کی طرف ہاتھ سے

اشارہ بھی کرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسا نہ کریں۔
اس کے بعد اللہ تعالی کی حمد اور ثنا بیان کریں اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں :

لاَاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لاشَرِيْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ، وَ لَهُ الْحَمْدُ، وَ هُوَ عَلٰى کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ:- نہیں ہے کوئی معبود، مگر اللہ، وہ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور تیسرا کلمہ پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لاَاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، وَ لاحَوْلَ، وَ لاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

ترجمہ: پاک ہے اللہ تعالی ساری تعریفوں کی مستحق ذات اللہ تعالی ہی کی ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بڑی شان والا اور عظمت والا ہے۔

اسکے بعد اس مبارک اور مقدس جگہ پہونچانے پر اللہ تعالی کی شکر گذاری بجا لائیں اور اطمینان سے جو چاہیں دعا مانگیں، یہ بھی دعا قبول ہونے کی جگہ ہے، اسلئے اپنے لئے، اپنے اعزہ واقارب کے لئے، امت مسلمہ اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے دعا مانگیں، تقریبا پچیس ایات پڑھنے کی مقدار کھڑے رہکر اپنی رفتار سے ذکر کرتے ہوئے، دعا مانگتے ھوئے مروہ پہاڑی کی طرف چلیں۔

حکومت سعودیہ نے صفا مروہ کے بیچ آنے جانے کے راستے الگ الگ کر دئے ہیں اور معذورین کی کرسیاں چلنے کے لئے بھی بیچ میں آمد ورفت کے الگ الگ راستے بنا دئے ہیں۔

عذر کی وجہ سے سواری پر سعی کرنا جائز ہے، مگر سعی میں نیابت جائز نہیں ہے۔

(غنیۃ، ص ۱۰۷)

بلا عذر اگر سواری پر سعی کریگا تو گنہگار ہوگا اور جرمانہ میں ایک دم دینا بھی لازم ہوگا۔ (بدائع ج ۲، ص ۱۳۴)

صفا مروہ کے بیچ سعی کرتے ہوئے بھی دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں کہ یا اللہ یہ سعی تیرے نیک اور پاکیزہ بندے حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ و السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی مقدس یادگار ہے، آپ انہیں مبارک ہستیوں کی طرح مجھے اور میری اولاد کو بھی دین کے خاطر چلنے اور محنت و مشقت اٹھانے کی توفیق عنایت فرمایئے اور یہ دعا پڑھتے رہیں :

رَبِّ اغْفِرْ ، وَ ارْحَمْ ، اَنْتَ الاعزُّ الاکْرَمْ

ترجمہ : اے میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے اور رحم فرما، تو زبردست بزرگی والا ہے

دوسری دعائیں بھی جو یاد ہوں پڑھتے رہیں، صفا مروہ کے درمیان جب وہ جگہ آنے لگے جہاں دیوار میں سبز رنگ کے ستون لگائے ہوئے ہیں جسکو "میلین اخضرین" کہتے ہیں، ان پر ایام حج میں سبز رنگ کی ٹیوب لائٹ بھی ۲۴ گھنٹے جلتی رہتی ہیں۔ وہ جب بقدر چھ ہاتھ کے دوری پر ہو تو درمیانی چال سے دوڑنا شروع کریں اور دوسرے سبز ستونوں کے بعد بھی چھ ہاتھ تک دوڑے، پھر اپنی چال چلنے لگیں۔ خیال رہے کہ بہت تیز دوڑنا مسنون نہیں ہے، بلکہ متوسط طریقہ سے اتنے دوڑیں کہ رمل سے زیادہ اور بہت تیز دوڑنے سے کم رفتار ہو۔ بعض لوگ تمام سعی میں جھپٹ کر چلتے ہیں اور بعض سبز ستونوں کے درمیان بہت تیزی سے دوڑتے

ہیں، یہ دونوں باتیں غلط اور بُری ہیں، لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔ ان سبز ستونوں کے درمیان دوڑنا صرف مردوں کے لئے ہے عورتیں نہ دوڑیں۔

میلین اخضرین کا حصہ دوڑ کر پورا کر لینے کے بعد مرد قدرے آہستہ چلیں تاکہ جو عورتیں آپکے ساتھ سعی میں شامل تھیں اور آپکے میلین اخضرین کے درمیان دوڑنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہیں وہ آپ سے مل جائیں، آگے مروہ پہاڑی آئیگی، اسپر بھی اتنا اونچا چڑھیں کہ اگر درمیان میں عمارتیں نہ ہوں تو بیت اللہ نظر آجائے، (واضح رہے کہ اب وہاں تعمیرات ہوجانیکی وجہ سے کعبۃ اللہ نظر نہیں آتا)۔ مروہ پر چڑھ کر بھی بیت اللہ کی جانب رخ کر کے کھڑے ہوکر جسطرح صفا پہاڑی پر ذکر و شکر اور دعائیں کی تھیں اسی طرح یہاں بھی کریں، اب آپکا ایک چکر مکمل ہوگیا، اسکے بعد مروہ سے اتر کر صفا کی طرف چلیں اور جب میلین اخضرین پر پہونچیں تو پہلے چکر کی طرح متوسط انداز میں دوسرے سبز ستونوں کے آنے تک دوڑیں، اسکے بعد اپنی اصلی رفتار سے صفا پہاڑی پر پہونچکر پہلے ہی کی طرح ذکر و شکر اور دعائیں کریں۔ یہ آپکا دوسرا چکر ختم ہوا، بس اسی طرح آپکو سات چکر مکمل کرنے ہیں۔ ساتواں چکر مروہ پہاڑی پر ختم ہوگا۔ سعی کی ابتدا صفا پہاڑی سے ہوگی اور انتہا مروہ پہاڑی پر۔

آپ کو اس راستہ پر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کے مسلمان ایک لباس میں ملبوس، ایک ترانہ بلند کرتے ہوئے اور ایک ہی عشق و سرمستی کی کیفیت میں آتے جاتے نظر آئیں گے، کبھی تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے، اللہ کے سامنے کھلا سر جھکائے ہوئے چلے جارہے ہیں، ان میں امیر بھی ہیں، غریب بھی، سُرخ و

سفید شامی ومغربی بھی ہیں اور سیاہ فام حبشی وتکرونی بھی، مرد بھی ہیں، عورتیں بھی، لیکن کسی کو کسی کے دیکھنے اور کسی کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں، بعض اوقات ایسے مجمعِ عشاق کو دیکھکر قلب پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور بے اختیار ان عشاق کے پاؤں پڑنے اور ان کی بلائیں لینے کا جی چاہتا ہے۔ اسلام کی محبت جوش مارتی ہے، وطن وقوم کی حدبندیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور دینی وحدت کا احساس ابھرنے لگتا ہے۔

ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ممکن ہے آپ سعی کے سات چکر یاد رکھنے میں غلطی کر جائیں اسلئے سات دانوں کی ایک تسبیح اپنے ہاتھ میں رکھ لینا بہتر ہے، ہر چکر پر ایک دانہ ہٹاتے رہیں، اسطرح بآسانی گنتی یاد رھیگی اور کوئی پریشانی بھی نہ ہوگی۔

اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہوجائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی چھوڑ کر نماز میں شریک ہوجانا چاہیئے اور نماز کے بعد باقی پھیرے پورے کرلیں، اسی طرح اگر کوئی اور عذر پیش آجائے تو باقی پھیرے پھر پورے کرسکتے ہیں۔

سعی کے درمیان اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں ہے، اگر وضو کرکے آئیں تو ازسرِنو سعی دھرانے کی بھی ضرورت نہیں ہے صرف بقیہ چکر پورے کرلیں خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔

سعی بین الصفا والمروہ کے بعد دو رکعت شکرانہ کی نماز:۔

سعی کے سات پھیرے ہوجانے پر آپ کی سعی مکمل ہوگئی، اب آپ مطاف میں آکر کسی بھی جگہ دو رکعت نماز پڑھیں، شرط یہ ہے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ یہ دو رکعت

شکرانہ کی نماز ادا کرنا مستحب ہے، صلوۃِ طواف کی طرح واجب نہیں ہے، بلکہ صرف مستحب ہے۔ (مستفاد ایضاح الطحاوی، ج،۲،ص،۴۵۸)

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا اسکے بعد آپ سر کے بال منڈ وادیجیئے یا کتر وادیجیئے۔ (صفایا مروہ پہاڑی پر نفل پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے اس لئے وہاں نفل نہ پڑھیں)

سر کا حلق

آپنے عمرہ کے تمام اعمال ادا کر لئے اب آپ کو مسجد سے باہر نکل کر سر کا حلق یا قصر (منڈ وانا یا کتر وانا) کرنا ہے۔

حلق یا قصر حدود حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دم لازم ہوگا۔

یہاں ایک بات یاد رکھ لو، کچھ لوگ مروہ پہاڑی پر قینچی لئے کھڑے رہتے ہیں اور بہت سے لوگ ان سے چند بال کٹوا لیتے ہیں، حنفی مسلک کے مطابق اس طرح کرنے سے آدمی احرام سے حلال نہیں ہوتا، یہ بھی خیال رکھو کہ جب گھر سے خدا کی رضا کے لئے نکل گئے، لباس بدل دیا، ہیئت بدل دی پھر اس عمل میں کونسا حرج لازم آتا ہے؟ آخری وقت میں اپنے آپکو ایک افضل ترین عمل سے محروم کیوں کرتے ہو؟ عمرہ تو بکثرت کر لیتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دلوں میں شریعت سے زیادہ بالوں کی محبت بسی ہوئی ہے، بہتر تو یہی ہے کہ استرے سے اپنے تمام بال صاف کرا لئے جائیں جس کو حلق کہتے ہیں اور اگر حلق نہ کرائیں تو قصر کرا لیں لیکن بغیر مجبوری حلق کی فضیلت سے محروم نہ رہیں۔ اگر قصر کرائیں تو تمام بالوں کو یا چوتھائی سر کے تمام بالوں کو لمبائی میں انگلی کے ایک پور کے برابر کاٹ لیں، احتیاطاً ایک پور سے کچھ زیادہ ہی کاٹ لیں۔ جس مرد کے سر کے بال انگلی کے پور سے کم

ہوں اس کے لئے حلق کرانا واجب ہے، اس کے بغیر وہ احرام سے حلال نہیں ہوگا۔

متعدد بار عمرہ کرنے والوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ پہلی دفعہ حلق کرالیں اور دوسری دفعہ جبکہ سر پر بال نہ ہوں صرف استرا پھیرلیں اس طرح ہر بار حلق کا ثواب ملتا رہیگا۔

جب کسی مُحرم مرد یا عورت پر صرف حلق یا قصر کروانا باقی ہو یعنی حلق اور قصر سے پہلے جو کام کرنے تھے وہ پورے کر چکے ہوں ایسے مُحرم مرد و عورت اپنے بال خود بھی حلق کر سکتے ہیں اور اپنے جیسے کسی دوسرے مُحرم مرد و عورت سے بھی حلق یا قصر کرا سکتے ہیں اور وہ اس دوسرے مُحرم کا بھی حلق یا قصر کر سکتے ہیں۔ مستحب یہ ہے کہ حلق یا قصر کراتے وقت تکبیر کہے اور دعا مانگے۔

عورت کے لئے پورے سر کے بال انگلی کے پور کے برابر کٹوانا سنت ہے، چاہے خود کاٹے چاہے کسی مَحرم (جسکے ساتھ نکاح جائز نہیں) یا شوہر سے کٹوائے، عورتوں کا غیر محرم کے ہاتھوں بال کٹوانا جائز نہیں ہے۔

الحمد للہ بال منڈوانے یا کتروانے سے آپ کا عمرہ پورا ہوگیا اور آپکا احرام بھی ختم ہوگیا۔ اب احرام کی کوئی پابندی آپ پر نہیں رہی، نہایئے، دھویئے، سلے کپڑے پہنئے، خوشبو لگایئے، اب آپ کے لئے وہ سب چیزیں جائز ہوگئیں جو احرام کی وجہ سے ناجائز ہوگئیں تھیں۔

عمرہ کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے، ہر صاحب استطاعت پر عمر بھر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے، بعض فقہاء نے واجب بھی لکھا ہے۔

ایام حج میں عمرہ :

ایام حج یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک پورے سال میں یہ پانچ

دن ایسے ہیں کہ جن میں عمرہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے۔ان پانچ دن کو چھوڑ کر پورے سال جب چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں،ان پانچ دنوں میں عمرہ کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان ایام کو اللہ تعالی نے مناسکِ حج ادا کرنے کے لئے خاص فرمادیا ہے، لہذا اگر کوئی ان ایام میں عمرہ کرنے میں لگ جائیگا تو مناسک حج صحیح طریقہ پر ادا نہیں کرسکیگا،اس لئے ان ایام میں عمرہ کرنا گناہ ہے۔

متمتع کا اشہر حج میں بار بار عمرہ کرنا :

جو شخص تمتع کرتا ہے اس کا حج سے پہلے اشہر حج یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے عشرۂ اول میں بار بار عمرہ کرنا کیسا ہے؟ تو راجح اور صحیح قول کے مطابق حج سے قبل مذکورہ ایام میں بار بار عمرہ کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ متمتع ارکان عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جب دوسرا عمرہ ادا کریگا تو تمتع باطل ہو جائیگا ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ جب دوسرا عمرہ کریگا تو اس دوسرے عمرہ کے ذریعہ متمتع ہو جائیگا اور جب تیسرا عمرہ ادا کریگا تو اس تیسرے عمرہ کے ذریعہ ممتمع ہوگا علی ھذا القیاس جتنے عمرے کریگا ان میں سے آخر والے عمرہ کے ذریعہ متمتع ہو جائیگا۔

اب انشاءاللہ حج کا احرام آپ آٹھویں ذی الحجہ کو باندھینگے،اس وقت تک آپ مکہ معظّمہ میں بغیر احرام کے رہیں گے،اس مدت کے ہر منٹ اور ہر سکنڈ کو غنیمت سمجھیں، فضول اور لایعنی مشاغل میں وقت کا کوئی حصہ ضائع نہ کریں۔مکہ معظّمہ کے قیام میں جہاں تک ہو سکے مسجد حرام ہی میں زیادہ وقت گذاریں، کیا معلوم پھر عمر بھر یہ سعادت میسر آئے یا نہ آئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے ایک ساعت کے لئے مکہ مکرمہ کی گرمی کو برداشت کیا اس سے جہنم کی آگ سو سال دور ہو جائے گی۔ (البحر العمیق)

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک دن بیمار رہا تو اس کے لئے مکہ کے علاوہ دوسری جگہ کی ساٹھ سال کی عبادت کے برابر صالح عمل لکھا جائیگا۔
(البحر العمیق)

اس لئے خوب طواف کرو۔ حاجی کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں آنے والا ہر شخص خدا کا مہمان ہے، ایسے کریم میزبان کی لازوال نعمتوں اور رحمتوں کی طلب میں ہر مہمان کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس کے در اقدس پر حاضری دیتا رہے اور یہ حاضری طواف ہے۔

باہر کے رہنے والوں کے لئے نفل طواف نفل نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں کے لئے حج کے زمانہ میں نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی آپ ہوں ہر جگہ نماز، روزہ اور تلاوت وغیرہ کر سکتے ہیں لیکن طواف کی سعادت صرف خانۂ کعبہ ہی میں میسر آ سکتی ہے چنانچہ اس نعمت کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھئے اور مکہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ طواف کیجئے۔

دھوپ کی شدت اور بارش کی کثرت کے وقت طواف کی فضیلت بڑھ جاتی ہے، جاننے والے حضرات اسی فضیلت کو پانے کے لئے ایسی ساعات کے انتظار میں رہتے ہیں۔

بعض لوگ ہر نماز کے بعد طواف کرتے ہیں اور بعض حضرات مجمع میں طواف کرنے کو پسند فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں بھی قبول ہو جائیں، رحمتِ الٰہی کسی ایک کی طرف متوجہ ہو اور ہم کو بھی نہال کر جائے۔

"و للناس فی ما یعشقون مذاهب"

پسند اپنی اپنی، آپ بھی اپنے پسندیدہ اوقات میں طواف کا اہتمام کیجئے، کلام اللہ کی تلاوت کا بھی اہتمام کیجئے، ایام حج آنے سے پہلے پہلے حرم شریف میں بیٹھکر کم از کم ایک مرتبہ قرآن ختم کیجئے۔

دوسری بات جسکا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ کہ تمہاری یہاں کی حاضری آقائے نامدار، سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے طفیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عظیم احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی نیت سے طواف کرو اور اس پورے طواف میں کوئی دعا پڑھنے کے بجائے صرف درود شریف پڑھو۔ ساتھ ہی ساتھ ہمت سے کام لیکر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دوسرے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ثواب کے لئے بھی کچھ طواف کرلو۔

مرحومین کے لئے، محسنین کے لئے، رشتہ داروں کے لئے بھی طواف کرتے رہو اور ایام حج آنے تک فارغ وقت سے خوب فائدہ اٹھاؤ، یہ بات یاد رکھیکہ ہر طواف کے بعد طواف کی دوگانہ ادا کرنا واجب ہے اسلئے ایک طواف مکمل کرنے کے بعد پہلے اس طواف کی دوگانہ ادا کریں پھر دوسرا طواف شروع کریں، ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو اپنا طواف جاری رکھیں اور مکروہ وقت نکلنے کے بعد سب کی طرف سے دو دو رکعت نماز ادا فرمالیں۔

(فجر کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہوکر اونچے آنے تک، زوال کے وقت اور عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے) اگر آپ نے عصر کی نماز کے بعد طواف کرنا شروع کیا تو چونکہ عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اسلئے جتنے طواف کرنا چاہیں کرتے رہیں اور مغرب کی نماز

کے بعد ان تمام طوافوں کی طرف سے دو دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔

حجاز مقدس میں عصر کی نماز حنفی وقت سے بہت پہلے پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں رہکر کبھی بھی عصر کی نماز مسجد میں باجماعت نہیں پڑھ سکیں گے لہذا اگر چہ آپ حنفی ہیں، پھر بھی وہاں کے امام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لیا کریں۔ کیونکہ حنفیہ کے بڑے بڑے علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کا قول مشہور یہ ہے کہ دو مثل ہونے سے قبل عصر کی نماز نہ پڑھی جائے، لیکن حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے قول ثانی کے مطابق عصر کی نماز دو مثل سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔ اور رأس الفقہاء حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ نے اہل حجاز کی طرح عصر کی نماز دو مثل سے پہلے ایک مثل مکمل ہونے کے بعد پڑھنے کو اہل ہند کے لئے بھی راجح قرار دیا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۲۹۹) اور علامہ علاؤالدین حصکفیؒ نے درمختار میں حضرت امام طحاوی ؒ اور غررالاذکار اور برھان اور فیض کے حوالہ سے ایک مثل کے قول کو راجح، معمول بہ اور مفتٰی بہ نقل فرمایا ہے۔ نیز حضرت امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ، امام زفرؒ، امام طحاویؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ سب کا مسلک عصر کی نماز ایک مثل کے بعد دو مثل سے قبل پڑھنے کا ہے۔ (درمختار کراچی ج ۱، ص۔۳۵۹) لہذا حجاز مقدس میں حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کے قول ثانی اور حضرت گنگوہیؒ کے فتوی اور ان تمام ائمۂ مجتہدین کے مسلک کے مطابق عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھ لینا چاہئے اور حرمین شریفین کی جماعت کی فضیلت سے اپنے آپکو ہرگز محروم نہیں کرنا چاہئے، نیز فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی جاتی ہے اس میں بھی بلا تأمل شرکت کر لینی چاہئے۔ (ایضاح المناسک، ۱۲۸)

حرمین شریفین کے قیام میں ہر نماز حرم شریف میں امام حرم کے پیچھے ہی ادا کریں۔ مسجد حرام کی ایک نماز، ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور رمضان المبارک میں ستر لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ اور مسجد نبوی کی نماز ایک روایت کے مطابق پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور رمضان المبارک میں پینتیس لاکھ نمازوں کے برابر ہو جاتی ہے اس لئے حرمین کی نمازوں کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

سیر وتفریح میں کہیں مسجد حرام کی نماز چھوٹ نہ جائے، کیونکہ مسجد حرام میں ایک دن کی جماعت سے ادا کی ھوئی پانچ نمازیں ایک کروڑ پینتیس لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اسلئے کہ مسجد حرام کی ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور جماعت سے ادا کرنے کی وجہ سے ستائیس گنا بڑھ جاتا ہے اس لحاظ سے جماعت سے ادا کی ھوئی ایک نماز ستائیس لاکھ نمازوں کے برابر اور پانچ نمازیں ایک کروڑ پینتیس لاکھ نمازوں کے برابر ھو جاتی ہیں۔

سال کے اگر تین سو ساٹھ دن بھی مانے جائیں تو سال بھر کی ایک ہزار آٹھ سو اور سو برس کی ایک لاکھ اسّی ہزار اور ہزار برس کی اٹھارہ لاکھ نمازیں ہوتی ہیں تو اگر کسی کی عمر حضرت نوح علیہ السلام کے برابر بھی ہو تو مسجد حرام کی صرف ایک نماز اس کی تمام عمر کی نمازوں سے افضل ہو گی۔

مذکورہ ثواب کی زیادتی صرف فرض نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے، نوافل کا ثواب اتنا نہیں۔ نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اسی طرح یہ ثواب صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کو لئے نہیں، ان کے لئے اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

مسجد حرام میں خاص ان مقامات پر نماز پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے

جہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ وہ مقامات حسب ذیل ہیں:

(۱) خانۂ کعبہ کے اندر (۲) مقام ابراہیم کے پیچھے (۳) مطاف میں حجر اسود کے مقابل (۴) رکن عراقی کے قریب جو حطیم اور دروازہ کے درمیان واقع ہے۔ (۵) کعبہ کے دروازے کے پاس بیت اللہ کے سامنے جسکو مقام جبرئیل کہتے ہیں (۶) بیت اللہ کے دروازے کے نزدیک (۷) حطیم میں خصوصا میزابِ رحمت کے نیچے (۸) رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (۹) رکن غربی کے نزدیک اس طرح کہ باب العمرہ اس کے پیچھے ہو (۱۰) مصلی آدم علیہ السلام رکن یمانی کی جانب۔

عورتوں کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنیکا انشاء اللہ تعالی اتنا ہی ثواب ملے کا جتنا مردوں کو مسجد حرام میں پڑھنے کا ملتا ہے اور اگر عورتیں بھی مسجد حرام میں نماز ادا کرنا چاہیں تو وہیں نماز پڑھنیکا اهتمام کریں جہاں صرف عورتیں نماز پڑھتی ہوں۔

مسجد حرام میں نمازوں میں عورتوں سے اختلاط کا بہت اندیشہ رہتا ہے، خیال رکھیں کہ آپ کی بغل میں کوئی عورت کھڑی نہ ہوجائے ورنہ آپکی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ایک عورت کی وجہ سے تین آدمیوں کی نماز خراب ہوجاتی ہے (۱) عورت کے دائیں (۲) عورت کے بائیں (۳) عورت کے پیچھے والے، کل تین مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ (ایضاح المناسک)

یہ بات بھی یاد رہے کہ جن مردوں کی نماز فاسد ہوتی ہے ان میں اجنبی ہو، عورتوں کا محرم ہو، عورتوں کے شوہر سب داخل ہیں، ان سب کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

حج کے موقع پر خاص طور پر مسجد حرام میں بہت زیادہ بدعنوانیاں ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے مردوں کی نمازیں فاسد ہوجاتی ہیں البتہ مسجد نبوی میں

عورتوں کا انتظام الگ ہوتا ہے، نیز پورے سعودی عرب میں ہر مسجد میں عورتوں کے لئے الگ حصہ بنا ہوا ہوتا ہے، جہاں عورتیں امام کی اقتدا میں نماز ادا کرتی ہیں، مگر عورتوں کا مردوں سے بالکل اختلاط نہیں ہوتا۔ عورتوں کے آنے جانے کے لئے راستہ بھی بالکل الگ ہوتا ہے۔ مردوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ عورتیں کدھر سے آتی ہیں اور کدھر جاتی ہیں۔ صرف مسجد حرام میں طواف کی ضرورت کی وجہ سے حکومت قابو نہیں کرسکتی ہے۔

نوٹ : بیت اللہ کی مسجد میں کعبۃ اللہ کے چاروں طرف نماز پڑھنی جائز ہے لیکن بیت اللہ کا سامنے ہونا ضروری ہے اگر بیت اللہ سامنے نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ بیت اللہ سے فاصلہ پر بیت اللہ کی سیدھ کافی ہوجاتی ہے مگر قریب ہونے کی صورت میں ذرا سے فرق سے بھی بعض وقت استقبال نہیں رہتا، اگر قریب کھڑے ہونے کی صورت میں عین قبلہ کا استقبال نہ ہوتا ہو تو نماز نہ ہوگی۔ نماز میں صرف حطیم کا استقبال کافی نہیں ہے بلکہ کعبہ کا استقبال ضروری ہے، چاہے حطیم بیچ میں آجائے۔ یعنی نمازی کا رخ کعبہ مشرفہ کی طرف اس طرح رہے کہ اگر نمازی کے چہرے سے سیدھی لکیر کھینچی جائے تو بیت اللہ کے کسی حصہ سے گذر کر آگے چلی جائے، اسی علامت کیلئے پوری مسجد حرام میں پتھر کی لکیریں ترتیب سے لگائی گئی ہیں۔

اگر عورتوں کی صف آگے اور مردوں کی صف پیچھے ہو تو مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

نفل نمازیں خوب پڑھیں، ذکر و تلاوت کے لئے اس سے بہتر کون جگہ ہوسکتی ہے؟ اگر کسی وقت فارغ بیٹھنا بھی ہو تو محبت اور عظمت کے ساتھ بیت اللہ شریف کو بار بار دیکھیں، رب العالمین کی یہ وہ تجلی گاہ ہے جس کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ اللہ تعالی بیت اللہ پر روزانہ ۱۲۰ رحمتیں نازل فرماتے ہے جن میں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے ہیں چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے ہیں اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔

حدیث کی رو سے جو آدمی بیت اللہ کا طواف بھی کرتا ہے، پھر مسجد حرام میں نماز بھی ادا کرتا ہے اور پھر بیٹھ کر کعبۃ اللہ کی زیارت بھی کرتا ہے وہ ان تمام یعنی ایک سو بیس رحمتوں کا مستحق ہوگا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم رکھنے نہیں پاتا اس سے پہلے اللہ تعالی اسکی ایک خطا معاف فرما دیتے ہیں ایک نیکی نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ کے پچاس طواف کرے تو وہ ''صغیرہ'' گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہو۔ (ترمذی شریف)

علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ مسلسل پچاس طواف کرنا ضروری نہیں، بلکہ ایک ایک دو دو کر کے پوری زندگی میں بھی پچاس کا عدد پورا کر لینے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، انشاء اللہ تعالی۔

کثرت سے عمرہ کرنا مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے مگر بمقابلہ زیادہ عمرہ کرنے کے کثرت سے طواف کرنا افضل ہے۔

کعبۃ اللہ کی عظمت اور رفعت کا اندازہ بس اسی سے کیجیے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اس کا طواف

کرتے تھے اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا آپ کو حکم تھا اور اب قیامت تک کے لئے وہی اور صرف وہی خدا پرستوں کے لیے واحد قبلہ ہے۔

حج بیت اللہ

آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا اور منی کی جانب روانگی :

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ترویہ کے معنی پانی پلانا ہے۔ چونکہ اس دن لوگ اونٹنیوں کو پانی پلایا کرتے تھے اس مناسبت سے اس تاریخ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ (صحیح بخاری اردو، جلد،۱)

جن مبارک دنوں کی عبادت کے لئے اللہ تعالی نے آپ کو بلایا تھا آگاہ ہو جاؤ وہ دن آ گئے، یاد رکھنا یہی دن آپکے مقدس سفر کی جان ہیں۔

آٹھ ذی الحجہ سے حج کے ارکان شروع ھو جاتے ہیں، آٹھویں ذی الحجہ کا سورج طلوع ھونیکے بعد احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ سے منی کے لئے روانہ ھونا ہے۔

منی جانے سے پہلے معلّم کی بس کا نمبر اور منی میں آپ کا خیمہ نمبر کیا ہے؟ وغیرہ باتیں اچھی طرح معلوم کر لیں اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔

حج کا احرام آپ اگر چہ آٹھویں ذی الحجہ سے پہلے بھی باندھ سکتے ہیں لیکن سہولت اسی میں ہے کہ آٹھویں کی صبح کو ہی باندھیں۔

حرم میں رہنے والے بھی آج ہی احرام باندھینگے۔

آجکل معلمین حضرات ٹرانسپورٹ کی پریشانی، بھیڑ اور انتظامی سہولت کے پیش نظر عموما آٹھویں کی رات میں عشاء کے بعد کبھی بھی مکۃ مکرمہ سے منی لے جاتے ہیں، اگر اسطرح مجبوری ہو تو رات سے منی چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احمد آباد، بمبئی یا اپنے مقامی ایرپورٹ پر احرام باندھنے سے پہلے آپنے جس طرح غسل کیا تھا اس طرح غسل کیجیے، کسی وجہ سے غسل نہ ہو سکے تو صرف وضو کر کے احرام کی ایک چادر باندھ لیجیے اور ایک چادر اوڑھ لیجیے، اس معاملہ میں حج اور عمرہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

حج کا احرام حدودِ حرم میں کسی بھی جگہ سے باندھا جا سکتا ہے، اپنی قیام گاہ پر بھی باندھ سکتے ہیں۔

احرام باندھ کر مسجد حرام جائیں، اور بسہولت ہو سکے تو طواف تحیہ کریں (واضح رہے کہ یہ طواف فرض یا واجب نہیں ہے، اور اس طواف میں رمل اور اضطباع بھی نہیں ہے۔

اگر آپکے ساتھ کمزور، ضعیف، اور عورتیں ہیں اور دسویں ذی الحجہ "یوم النحر" میں صفا مروہ کی سعی کرنے میں زیادہ ازدہام کے خیال سے پہلے ہی یعنی ۸، ذی الحجہ کو سعی کر لینا چاہتے ہیں تو اس کی بھی اجازت ہے، ایسی صورت میں احرام کے بعد ایک نفل طواف کریں اور اس طواف میں مرد احرام کی چادر داہیں بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دیں اور شروع کے تین چکروں میں بازو اور کندھے ہلاتے ہوئے تیز تیز چلیں۔ پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھ کر صفا مروہ کی [illegible] کریں مگر سر نہ منڈوائیں، اس کے بعد منیٰ روانہ ہو جائیں، پھر یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) کو صرف طواف زیارت کرنا کافی ہوگا، سعی کی ضرورت نہ رہیگی

ہاں مگر جو لوگ مضبوط اور جوان ہیں انہیں طواف زیارت میں کیا جانے والا رمل اور سعی پیشگی نہیں کرنا چاہئے، ایسے حضرات دسویں کے طواف زیارت ہی میں سعی وغیرہ کریں۔

نفل طواف کر کے سر ڈھانک کر دو رکعت واجب الطّواف پڑھیں۔ اگر بھیڑ ہو یا کسی عذر کی وجہ سے نفل طواف کرنیکا ارادہ نہ ہو تو مکروہ وقت کی نگرانی کر کے اول دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھیں، اسکے بعد دو رکعت سنت احرام کی نیت سے پڑھیں، اسکے بعد سر کھول کے احرام کی نیت اسطرح کریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّی

ترجمہ: یا اللہ میں آپکی رضا حاصل کرنے کے لئے حج کی نیت کر رہا ہوں آپ میرے لئے حج کی ادائیگی آسان فرما دیجئے اور میری جانب سے قبول فرمائیے۔

نیت کر کے حسب ذیل تلبیہ پڑھیں :

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

لَبَّیْکَ لا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ

لا شَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں میرے مولی آپکے حضور میں حاضر ہوں،

میں حاضر ہوں آپکا کوئی شریک نہیں، میں آپکے حضور حاضر ہوں،

ساری حمد و ستائش کے آپ ہی سزاوار ہیں، اور ساری نعمتیں آپ ہی کی ہیں اور ساری کائنات میں فرمانروائی بھی آپ ہی کی ہے،

آپکا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

عمرہ اور حج میں جہاں جہاں تلبیہ پڑھنیکا ذکر ہے وہاں وہاں ایک مرتبہ پڑھنا تو ضروری ہے اور تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔

تلبیہ پڑھتے وقت دل میں یہ خیال جمائیں کہ ہزاروں سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج کے لئے پکارا تھا، ہم اس پکار کا جواب دے رہے ہیں، ہمارا مالک وہ سن رہا ہے اور ہماری ظاہری حالت اور باطنی کیفیت کو دیکھ رہا ہے۔

تلبیہ کے بعد جو جی چاہے دُعا کیجیے، لیکن اس موقع پر خصوصیت سے آپ کو یہ دعا کرنی ہے:

اے اللہ! میں تیرے حکم کی تعمیل میں اور تیری رضا کے لئے اپنا ملک اور گھر بار چھوڑ کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں، اور حج کا احرام باندھا ہے، تو اپنی خاص مدد و توفیق سے صحیح طریقہ پر میرا حج ادا کرا دے، اور اپنے خاص کرم سے اس کو قبول فرما اور حج کی خاص برکتوں سے سرفراز فرما، میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں، اور دوزخ سے اور تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور عافیت نصیب فرما اور میری ساری خطائیں معاف فرما۔

بس نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کے آپ محرم ہو گئے اور احرام کی وہ ساری پابندیاں آپ پر عائد ہو گئیں جو عمرہ کے احرام کے وقت تھیں۔ اب آپ دسویں تاریخ کو قربانی کر کے جب سر منڈوائینگے یا بال ترشوائیں گے آپکا احرام ختم ہوگا۔ البتہ طواف زیارت نہ کرنے تک عورت سے صحبت کی پابندی باقی رہیگی۔

اب آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ذوق وشوق اور اللہ کی عظمت اور محبت کے اظہار کے ساتھ کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیئے۔

عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے پر تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوا تھا اور حج کے اس احرام کے بعد دسویں تاریخ کو جب آپ جمرۂ عقبہ کی رمی کے لئے پہلی

کنکری مارنا شروع کریں گے اس وقت تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوگا۔

منیٰ کے لئے روانگی

آٹھویں تاریخ کو آپ نے حج کا احرام باندھ لیا، اب آج ہی آپکو منیٰ جانا ہے، منیٰ مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے تین میل دور ہے، پیدل جانا بھی کچھ مشکل نہیں ہے، ہمت ہو تو چل کر بھی جا سکتے ہیں ورنہ معلم کی بس سے ہی جانا بہتر ہے، مگر یہ یاد رکھیں کہ اب مکہ معظمہ آپکی واپسی بارھویں یا تیرھویں ذی الحجہ کو ہوگی اس لئے چار پانچ دن گذارنے کا ضروری سامان بھی اپنے ساتھ لے لیجئے، منیٰ میں اچھا خاصا بازار ہوتا ہے، کھانے پینے کی وہ سب چیزیں وہاں مل جاتی ہیں جو مکہ معظمہ کے بازاروں میں ملتی ہیں اس لئے ایسی چیزیں باندھ کے لے جانے کی ضرورت نہیں۔

اپنی ساری رقم ساتھ لئے پھرنا کسی طرح مناسب نہیں، رقم کو اپنی رہائش گاہ پر الماری یا بکس میں مقفل اور محفوظ کر کے رکھنا چاہیے، یہ ممکن نہ ہو تو کسی بینک یا معتبر آدمی کے پاس جمع کروا کر حسب ضرورت لیتے رہیں، یا معلم کے دفتر میں جمع کر کے جمع کی رسید حاصل کرلیں۔

اپنی ساری رقم ساتھ میں رکھنا خطرہ سے خالی نہیں، ممکن ہے چوری کے ارادہ سے آنے والے حضرات کا آپ شکار ہو جائیں اور وطن سے دور سفر کی حالت میں تہی دستی سے سابقہ ہو اور مقروض ہو کر وطن واپس لوٹنا پڑے، اس لئے رقم کے معاملے میں ہر جگہ خوب احتیاط سے کام لیں۔

منیٰ روانگی کے وقت معلم کی جانب سے آپکو ایک کارڈ دیا جائیگا، جس میں معلم کا نام، نمبر وغیرہ لکھا ہوا ہوگا اور یہ بات بھی لکھی ہوگی کہ منیٰ میں آپ کو کس نمبر

کے خیمہ میں رہنا ہے، یہ کارڈ آپ کیلئے بہت ہی اہم ہوگا اس لئے اسکی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

ایک کارآمد نکتہ :

منیٰ جاتے وقت، اسی طرح منیٰ سے عرفات جاتے وقت، وہاں سے مزدلفہ اور پھر وہاں سے منیٰ روانہ ہوتے وقت آپ یہ خیال کرتے رہیں کہ میرا مولا اب مجھے وہاں حاضری دینے کا حکم دے رہا ہے، ہر روانگی کے وقت یہی خیال جما کر روانہ ہوا کریں، اگر دل کا یہ خیال آپ کو نصیب ہوگیا تو انشاء اللہ اس چلت پھرت اور دوڑ بھاگ میں آپ کو بڑی لذت محسوس ہوگی اور روزانہ کی بھاگ دوڑ میں آپ کو عجیب مزہ آئیگا۔

منیٰ کے لئے سویرے ہی چل دیجئے تاکہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے آپ وہاں پہونچ جائیں۔

وہاں پہونچکر آپ کے معلم نے جس خیمہ میں آپکے ٹھیرنے کا انتظام کیا ہے وہاں آرام فرمائیں۔

افراد کی کثرت سے حدودِ منیٰ تنگ ہوجائے تو قیام کہاں کیا جائے ؟

اگر حج کرنے والے اس قدر بڑھ جائیں کہ حدودِ منیٰ میں قیام کے لئے جگہ باقی نہ رہے تو کیا ایسی صورت میں حدودِ منیٰ سے متصل منیٰ سے باہر قیام درست ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا اس سے مبیت منیٰ ''منیٰ میں رات گذارنے'' کی سنت ادا ہوجائیگی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیام منیٰ کے لئے حدودِ منیٰ منصوص ہے، اسلئے اس حدود سے باہر قیام کرنے سے قیام منیٰ کی سنت ادا نہیں ہوگی، اس لئے اگر حدودِ منیٰ میں جگہ نہ ملے تو قیامِ منیٰ اور مبیت منیٰ ترک کردینا بلا کراہت جائز ہوجائیگا۔ نہ اس پر کوئی گناہ

ہوگا اور نہ ہی کوئی جرمانہ لازم ہوگا۔ اور ایسی تنگی کی صورت میں کہیں بھی رات گذارنا بلا کراہت جائز ہوجائیگا۔

منیٰ میں اب ہزاروں خیمے فائر پروف ''آگ سے محفوظ'' اور عمدہ قسم کے بنا دیئے گئے ہیں، جن میں ایر کولر ''ٹھنڈی ہوا پھینکنے والے پنکھے'' کا بھی انتظام ہوتا ہے، مگر یاد رہے کہ یہ سب خیمے ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں اس لئے حجاج کرام اپنے خیمے اچھی طرح پہچان لیں اور خیمے سے زیادہ دور نہ جائیں ورنہ گم ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ میں رکھیں۔

اگر آپ کسی ضرورت سے یا رمی جمار کے لئے اپنے خیمے سے باہر جارہے ہیں تو بآسانی اپنے خیمے تک واپس لوٹنے کا طریقہ جان لینا نہایت ضروری ہے، حکومت سعودیہ نے منیٰ میں بے شمار راستے بنا دیئے ہیں، اور ہر راستہ کی دونوں جانب بے شمار صدر دروازے بنائے ہیں اور ہر صدر دروازہ کے اوپر اونچے اونچے ستون بنا رکھے ہیں، یہ ستون بہت دور سے نظر آتے ہیں اور ان ستونوں پر نمبرات لگا رکھے ہیں، یہی ستون منیٰ میں آپکے رہبر ہیں اور ان پر لکھے ہوئے نمبرات سے آپ بآسانی اپنے خیمے تک پہونچ سکتے ہیں۔

مثلاً آپکے خیمہ کا نمبر (B-11) بی ۱۱ ہے، اگر صرف اس نمبر سے اپنا خیمہ تلاش کرینگے تو تلاش کرنا انتہائی مشکل ہوگا، کیونکہ بی ۱۱ نمبرات کے بے شمار خیمے ہونگے، اسلئے آپ آپکے خیمہ کے آگے بنے ہوئے صدر دروازے کا نمبر یاد رکھیں اور پہلے اس نمبر پر پہونچیں، وہاں پہونچ کر اندر داخل ہوجائیں اب آپکے لئے اپنا خیمہ تلاش کرنا نہایت آسان ہوگا۔

مزید تفصیل کے لئے اسطرح سمجھیں کہ آپکے خیمے کے سامنے بنے ہوئے

صدر دروازے پر اگر 41/6 نمبر پڑا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکا خیمہ 41 نمبر کے روڈ پر چھ نمبر کے صدر دروازے میں واقع ہے۔ پہلے ستونوں کی مدد سے 41 نمبر کا روڈ تلاش کریں پھر اس روڈ پر بنے ہوئے 6 نمبر کا صدر دروازہ ڈھونڈیں اور اسمیں داخل ہوکر آپکا خیمہ B-11 نمبر تلاش کریں، انشاء اللہ تعالی اس طرح آپکو اپنا خیمہ آسانی سے مل جائیگا۔

ذیل کے نقشہ کی مدد سے مزید سمجھیں:

1	41/1	41/2	41/3	41/4	41/5
2	25/1	25/2	25/3	25/4	25/5
3	19/1	19/2	19/3	19/4	19/5
4	7/1	7/2	7/3	7/4	7/5
5	31/1	31/2	31/3	31/4	31/5

ایک نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 41 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے
نمبرات 4-3-2-1 اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے نمبر ہیں۔
دو نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 25 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے
نمبرات -4-3-2-1 اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے نمبر ہیں۔
تین نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 19 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے
نمبرات اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔
چار نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 7 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے نمبرات
اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔
پانچ نمبر کی لائن کا مطلب یہ ہے کہ یہ روڈ نمبر 31 ہے اور اسکے ساتھ لگے ہوئے

نمبرات اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔

اس نقشہ کو سمجھنے کے بعد آپ بآسانی اپنی خیمے تک پہونچ جائینگے اور منی میں آپکو ملنے والے احباب کو اپنا مکمل پتہ بھی دے سکینگے مثلاً آپ اس طرح بتائینگے کہ ہمارا خیمہ 41/4 میں B-11 نمبر کا ہے، اگر وہ آدمی اس ترتیب سے واقف ہوگا تو بلا پریشانی آپ تک پہونچ جائیگا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منی میں کیے جانے والے اعمال :

آج منی میں کوئی خاص عمل آپ کو نہیں کرنا ہے، بس ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹، ذی الحجہ کی فجر کی نماز منی میں ادا کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے بھی پانچوں نمازیں منی میں ادا فرمائی تھیں اسلئے آج کا دن اور آج کی رات (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) منی میں گزارنا ہی یہاں کا ایک عمل ہے۔ نمازوں کے وقت میں نمازیں پڑھیے، ذکر و تلاوت کیجیے، دعائیں کیجیے اور دوسروں کو بھی ان اعمال خیر کی ترغیب دیجیے۔ تبلیغ اور دعوت کا کام کرنے والے اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ مل کر اس سعادتِ عظمٰی میں بھی ضرور حصہ لیجیے۔ اور اس وقت کو یاد کیجیے جب منی کے اسی میدان میں رسول اللہ ﷺ اللہ کا پیغام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھرا کرتے تھے اور انہیں اللہ تعالی اور اس کے دین کی طرف کو بلایا کرتے تھے۔

یہ عبادتوں کے دن ہیں، عبادتوں کی راتیں ہیں لوگ اپنے مالک کو یاد کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ منی وہ جگہ ہے جہاں صدیوں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے

ارادے سے منیٰ لائے تھے اور انہیں سر کے بل لٹا دیا تھا۔

یا اللہ، عشق ابراہیمی کا ایک ذرّہ ہمیں بھی عنایت کیجئے۔ آمین

حج کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

نویں ذی الحجہ کو عرفات کے لئے روانگی :

نویں ذی الحجہ کی صبح سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات جانا ہے، عرفات منیٰ سے تقریباً چھ میل کی دوری پر واقع ہے، اللہ کے بہت سے بندے یہ راستہ پیدل طے کرتے ہیں، بلکہ اس کا حق تو یہ ہے کہ سر کے بل طے کیا جائے، لیکن اگر آپ کو اپنے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ پیدل جانے میں اتنے تھک جائیں گے کہ ذکر و دعا میں جو نشاط و خوشدلی رہنی چاہئے نہ رہیگی تو آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ آپ سواری سے جائیں، سواری سے آپ چند منٹ میں عرفات پہونچ جائیں گے۔

دیکھئے تلبیہ سے کبھی غفلت نہ ہو، راستہ میں تلبیہ پڑھتے چلیں۔

آج مغفرت کا دن ہے، آج یوم عرفہ ہے جو حج کا رکنِ اعظم ہے، مسئلہ کی رُو سے میدان عرفات میں ۹، ذی الحجہ کی دوپہر سے ۱۰، ذی الحجہ کی صبح صادق تک کچھ دیر کا قیام حج کا رکن اعظم ہے، جس کے بغیر حج ادا نہیں ہوتا۔

زوال کے بعد وقوف عرفہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے اسلیئے زوال کے بعد عرفات میں رہنا ضروری ہے۔ ممکن ہو تو زوال سے پہلے غسل فرمالیں تاکہ نشاط آجائے، ہاں مگر یاد رہے کہ غسل میں صابون کا استعمال کرنا اور بدن کا میل اتارنا منع ہے کیونکہ آپ حالت احرام میں ہیں، اگر غسل کے پانی کا انتظام نہ ہو یا عذر کی وجہ سے غسل نہ کر سکتے ہوں تو صرف وضو فرمالیں۔

فجر کی نماز کے بعد سے قافلے عرفات پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں، یہاں

انسانوں کا ایک سمندر نظر آئیگا، جس میں آپ بھی شامل ہیں۔ اس سمندر کی موجیں ایک دوسرے کے ساتھ لہراتی آگے چلی جارہی ہیں، اب نہ قومیت کی پروا، نہ زبان کا خیال، نہ رنگ کی پروا، نہ نسل کا خیال، سب ایک دوسرے سے کندھے ملائے عرفات کی جانب چلے جارہے ہیں۔ یہ سب اللہ کے بندے ہیں، سب اللہ کے مہمان ہیں، ان سب کو اللہ نے بلایا ہے، یہ سب اللہ کی پکار پر یہاں آئے ہیں۔

انسانوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر ظہر سے پہلے پہلے میدانِ عرفات پہنچ جائے گا۔ میدان عرفات میں پہنچ کر جبل رحمت پر نظر پڑتی ہے، یہی وہ پہاڑ ہے، جس کے قریب سرکارِ دو عالم ﷺ نے آخری حج کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں سے خطاب فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کو خطبۂ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع

خطبۂ حجۃ الوداع بنی نوع انسان کے لئے ایک لازوال، جامع منشور اور لائحۂ عمل ہے۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر یہ عظیم خطبہ اصولِ اخلاقیات اور ضوابطِ حسنِ معاشرت و مملکت کا ایسا فکر انگیز، دلآویز اور جامع دستور العمل ہے کہ جسمیں چودہ صدیاں گذرنے کے بعد بھی کسی جہت سے کوئی ترمیم و اضافہ ممکن نہ ہوسکا اور نہ ہی آئندہ اس کا امکان ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے فرمائے ہوئے یہ الفاظ واقعی حرف آخر ثابت ہوئے جو مستقل اور دائمی انسانی منشور کی حیثیت سے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ نے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کی تفصیل

بیان کی ہے، اس میں ۹، ذی الحجہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے قصوی ناقہ (قصوی نام کی اونٹنی) پر کجاواہ کسنے کا حکم دیا چنانچہ اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر وادیٔ عرفات کے درمیان آئے اور اونٹنی کی پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا:

لوگو تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔) بالکل اُسی طرح جس طرح آج یوم عرفہ کے اس دن میں ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں مکہ مکرمہ نامی اس مقدس شہر میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کرلو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی

اب زمانۂ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائیگا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون یعنی ربیعہ ابن الحارث بن عبد المطلب کے خون کے ختم اور معاف کئے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنی سعد کے ایک گھرانے میں ''رضیع'' دودھ پی رہے تھے ان کو قبیلہ ہذیل نے قتل کر دیا تھا (ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اس خون کا بدلہ نہیں لیا جائیگا)

اور زمانۂ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات (جو کسی کے کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنے سود کا مطالبہ نہیں کریگا) اور اس باب میں بھی، میں سب سے پہلے اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں (اب وہ

کسی سے اپنے سود کا مطالبہ نہیں کریں گے) اور سارے سودی مطالبات آج سے ختم کر دئے جاتے ہیں۔

اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے اُن کے ساتھ تمہارے لئے تمتع حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس آدمی کو اس کا موقع نہ دیں۔ لیکن اگر وہ ایسی غلطی کر بیٹھیں اور تم (تنبیہ اور آئندہ سد باب کے لئے انہیں کچھ سزا دینا مناسب سمجھو) تو خفیف سی سزا دے سکتے ہو۔ اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ تم اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پہننے کا بہتر بندوبست کرو۔

اور میں تمہارے لئے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہونگے۔ وہ ہے "کتاب اللہ"۔

اور قیامت کے دن اللہ تعالی کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہونچائے یا نہیں) تو بتاؤ کیا جواب دو گے؟ -- حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالی کا پیغام اور اس کے احکام ہم تک پہونچا دئے۔ اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت اور خیر خواہی میں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس پر آپ نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھا کر لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

یعنی اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے میری تبلیغ کا اقرار کرتے ہیں۔
(صحیح مسلم-معارف الحدیث)

عرفات وہ عظیم الشان میدان ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کا جدائی کے بعد ملاپ اور تعارف ہوا تھا۔ یہی تعارف عرفات کی وجہ تسمیہ بتائی جاتی ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے، تو ۹، ذی الحجہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو ایک پہاڑی پر لے گئے، ٹھیک اسی وقت ماں حضرت حوا علیہا السلام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی تلاش میں وہاں آپہونچی، وہیں دونوں کی ملاقات اور تعارف ہوا اسی تعارف کی وجہ سے اس کو عرفات اور اطراف کے میدان کو میدان عرفات کہا جاتا ہے۔

۹، ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد تکبیرات تشریق شروع ہو جاتی ہیں، منیٰ اور عرفات دونوں جگہ فرض نمازوں کے بعد ایک بار بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھیں:

اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر، لَااِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر وَ لِلّٰہِ الْحَمْد.

اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے قابل) نہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں، اللہ سب سے بڑے ہیں، اور جملہ تعریفات کی مستحق ذات ایک اللہ ہی کی ہے۔

تکبیر تشریق:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا جارہا تھا اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام مینڈھا لیکر تشریف لارہے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذبح میں عجلت محسوس کرتے ہوئے فرمایا، اللہ اکبر اللہ اکبر۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانی قربانی کو دیکھا تو فرمایا، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا، اللہ اکبر وللہ الحمد۔ (شامی کراچی، ج۲-ص،۱۷۸)

۹، ذی الحجہ کی فجر سے ۱۰، ذی الحجہ تک فرض نماز کے بعد پہلے تکبیر تشریق اور پھر تلبیہ پڑھیں، چونکہ تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے اس لئے باقی ایام میں (یعنی ۱۳، ذی الحجہ کی عصر تک) صرف تکبیر تشریق پڑھیں۔

ایام تشریق میں نماز کے بعد اگر اول تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہو جائیگی۔

۹، ذی الحجہ کو فجر کی نماز اسفار میں یعنی خوب اجالے میں پڑھیں اور جب سورج نکل آئے تو عرفات کو روانہ ہو جائیں۔

۹، ذی الحجہ کے سورج نکلنے سے پہلے عرفات جانا خلاف سنت ہے۔

میدان عرفات کا آج عجیب وغریب منظر ہے، انسانوں کا ایک جنگل، جنگل میں منگل، لاکھوں انسان دو بے سلی چادروں میں ملبوس، شاہ وگدا ایک لباس میں، جہاں تک نظر کام کرتی ہے خیمے اور شامیانے ہی نظر آتے ہیں، جو بھی نظر آتا ہے دو سفید چادروں میں، معلوم ہوتا ہے آج فرشتوں نے اللہ کی یہ زمین بسا رکھی ہے، سفید براق لباس، نورانی صورتیں، ذکر سے زبانیں تر ہیں اور لبیک لبیک کی صدائیں مسلسل گونجتی ہوئی پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں۔

عرفات میں کثرت حجاج کو دیکھ کر محشر کے دن کا تصور کریں اور اپنی دینی حالت درست کرنے کی فکر میں لگ جائیں۔ اللہ تعالی کے لطف وکرم سے قوی امید

رکھیں کہ جب اس نے دنیا میں اپنے مکان کی زیارت نصیب فرمائی اور وقوف عرفہ کی سعادت بخشی، تو آخرت میں بھی اپنے دیدار سے محروم نہیں فرمائینگے، ہر مقام پر اس یقین کے ساتھ دعا مانگیں کی اللہ تعالیٰ سُننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

عرفات پہونچ کر اپنے خیمے میں قیام کیجئے، اور زوال سے پہلے کھانا، پینا وغیرہ ضروریات سے فارغ ہو جائیے۔

عرفات کا میدان ایک عظیم الشان لق و دق میدان ہے، اس کی حدود پر چاروں طرف نشانات لگوادیے گئے ہیں، تا کہ وقوف میدانِ عرفات سے باہر نہ ہو۔ عرفات میں جس طرف سے داخل ہوتے ہیں وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کی ہوئی ایک مسجد ہے، یہی مسجد نمرہ کہلاتی ہے۔

یہ میدان عرفات کی وسیع و عریض مسجد ہے، جس میں اسّی نوّے ہزار آدمی ایک ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں، یہ مسجد دو منزلہ ہے۔ حجاز مقدس میں تین مسجدیں بہت بڑی ہیں۔ (۱) مسجد حرام (۲) مسجد نبوی ﷺ (۳) مسجد نمرہ۔ (ایضاح المناسک، ۲۴۵)

میدانِ عرفات میں زوال سے قبل توبہ و استغفار میں مصروف رہیں۔ مسئلے کی رو سے آپ کو ظہر اور عصر کی نماز عرفات میں ادا کرنی ہے۔ زوال کا وقت گذرتے ہی مسجد نمرہ کے امام صاحب ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھاتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عرفات میں امام کے پیچھے تو ظہر اور عصر ملانے کے قائل ہیں، البتہ تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں ملانے کے قائل نہیں ہیں۔

جو حضرات مسجدِ نمرہ کے بہت قریب ہوں وہ ہی مسجد نمرہ جانے کی کوشش کریں۔ اور جو حضرات دور ہوں وہ مسجد نمرہ جانے کی کوشش نہ کریں، کیونکہ عرفات

کا میدان دور تک پھیلا ہوا ہے اور ایک ہی شکل کے لاتعداد خیمے ہونے کے سبب اکثر حضرات اپنے خیمے میں واپس پہونچنے کے بجائے بھٹک جاتے ہیں اور بہت تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اس لئے اپنے خیمے میں جماعت سے نماز پڑھ لینا ہی بہتر ہے، اذان ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے خیموں میں جمع ہوکر اپنے اپنے امام کے پیچھے ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے ہیں۔

فی زمانناً بہتر یہی ہے کہ اپنے اپنے خیمے میں روزانہ کی طرح ظہر اور عصر کی نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے۔

اگر وقوف عرفہ جمعہ کے دن ہو تو عرفات کے میدان میں شہر نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے وہاں ظہر ادا کریں۔

زمین کے تھوڑے سے حصہ میں ۳۰ لاکھ انسانوں کا ایک شہر آباد ہو گیا ہے، ایک ایسا شہر جس کے ہر فرد کا لباس ایک، جس کے ہر فرد کے لب پر نام ایک، اور جس کے ہر فرد کے دل میں آرزو بھی ایک کہ یا اللہ میری توبہ قبول کر لے۔ اور میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔ یہ دنیا بھر سے آنے والے انسانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہے جو ہر سال ہوتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہیگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

وقوفِ عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوالِ آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر وقوف میں مصروف ہو جائیں۔

سایہ کے بجائے دھوپ میں وقوف کرنا بہتر ہے، ہاں اگر کسی ضرر یا بیماری کا اندیشہ ہو تو سایہ میں اور خیمہ میں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے۔

ہو سکے تو قبلہ رُخ کھڑے ہو کر پورا وقت یعنی مغرب تک وقوف کیجئے۔ اگر

پورا وقت کھڑے رہنا مشکل ہو تو جتنی دیر کھڑے رہنے کی طاقت ہو، کھڑے رہیے۔ ضرورت ہو تو وقوف کے وقت بیٹھنا بلکہ لیٹنا بھی جائز ہے۔

عرفات کے یہ چند گھنٹے (ظہر سے غروب آفتاب تک) سارے حج کا نچوڑ ہیں، خدا کے لئے اس کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع نہ کریں، یہاں کا خاص الخاص وظیفہ دعا اور استغفار ہے لیکن ہم جیسے عوام کے لئے دیر تک دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ صرف دعا میں مشغول رہنا اور اس میں توجہ الی اللہ کا قائم رہنا مشکل ہے اس لئے اپنے ذوق کے مطابق ذکر و تسبیح، تکبیر و تہلیل اور تلاوت کا بھی شغل رکھیئے اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے تلبیہ بھی کہتے رہیے۔

جب دھوپ ہلکی پڑ جائے تو تلبیہ پڑھتے ہوئے جبل رحمت کی طرف جائیے (جبل رحمت میدان عرفات ہی میں وہ جگہ ہے جہاں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے وقوف فرمایا تھا) یہاں بھی دل کھول کر اپنے رب سے دعائیں کیجئے۔

حج میں جانے والے جن بندے/ بندیوں کی نظر سے یہ اوراق گزریں ان سب سے اس عاجز **محمد اقبال فلاحی** اور مترجم غفرلہما کی عاجزانہ التجا ہے کہ انکے لئے بھی موت تک دین وایمان پر ثابت قدم رہنے، دین کی جد و جہد سے وابستہ رہنے اور مرنے کے بعد مغفرت و جنت کے حصول کی دعا فرمائیں، آپ کا بڑا احسان ہوگا۔

''وقت پر بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے''

یہ وقت اور یہ مقام دعاؤں، مناجاتوں اور توبہ و استغفار کی قبولیت کا ہے، ایسا مبارک وقت زندگی میں بار بار نہیں آتا، اور میدانِ عرفات جیسی مقدس جگہ بھی

کہیں نہیں مل سکتی، پتہ نہیں زندگی میں دوبارہ اس بارگاہِ رحمت میں حاضری کا موقع نصیب ہوتا ہے یا نہیں، اسلئے ہر دعا دل سے مانگیں اور خوب رودھو کر مانگیں۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لاکھوں اور کڑوروں انسان اس مقدّس فریضۂ حج کو ادا کرنے کی تمنا کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنی زندگی میں یہاں پہونچ نہ سکے۔

اسی لئے ''گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں'' والی نصیحت یاد رکھکر ان اوقات کو خوب وصول کیجئے، اور ضائع ہونے سے بچایئے۔

مطاف، مقام ابراہیم، ملتزم، رکن یمانی، حطیم، زم زم شریف، بیت اللہ شریف، صفا، مروہ، مسعیٰ یعنی ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کی وہ جگہ جہاں سعی کی جاتی ہے، پھر عرفات، مزدلفہ، اور منی میں جمرۂ اولی اور جمرۂ وسطی کے قریب، یہ سب دعاؤں کی قبولیت کے خاص الخاص مقامات ہیں، جہاں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد ﷺ اور ان کے علاوہ اللہ ہی جانتا ہے کہ اسکے کتنے پیغمبروں، نبیوں اور ولیوں نے اپنے اپنے ذوق اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق کیسے کیسے الحاح اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالی سے دعائیں مانگی ہیں اور کیسے تڑپتے ہوئے دل سے اس کو یاد کیا ہے۔

آپ بھی انشاء اللہ ان مقامات پر پہونچیں گے اور اللہ تعالی سے دعائیں کریں گے، اس لئے ان مقامات کی دعاؤں سے متعلق احقر کا ایک مشورہ قبول کیجئے کہ ان جگہوں پر جہاں آپ اور دعائیں کریں، ایک دعا یہ بھی ضرور کیجئے:

اے اللہ تیرے برگزیدہ اور مقبول بندوں نے اس مقام پر تجھ سے جو جو دعائیں کی ہیں اور جن جن چیزوں کا تجھ سے سوال کیا ہے، اے میرے نہایت رحیم و

کریم پروردگار! میں اپنی نااہلیت، نالائقی اور سیاہ کاری کے اقرار کے ساتھ تیری شانِ کرم کے بھروسہ پر اُن سب چیزوں کا اسی جگہ تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور جن جن چیزوں سے انہوں نے اس مقام پر تجھ سے پناہ مانگی ہے ان سب چیزوں سے اس جگہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اے اللہ اس خاص مقام کے انوارات و برکات سے مجھے محروم نہ فرما، اور یہاں حاضر ہونے والے اپنے اچھے بندوں کو آپ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے، یا جو کچھ عطا فرمانے والے ہیں، مجھے بھی اس میں شریک فرمادیجیے اور اس کا کوئی حصہ مجھے بھی نصیب فرمادیجیے، آپکے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔

اگر یاد رہے تو احقر محمد اقبال فلاحی اور مترجم عفی عنہما کو بھی اپنی دعاؤں میں ضرور شریک فرمالیں۔

وقوف عرفات کی دعائیں

یہ دعائیں قرآن پاک کی آیتوں اور ماثور و مقبول دُعاؤں کا اُردو ترجمہ ہے جو یہاں اس لئے دیا جاتا ہے تا کہ ہر شخص سمجھ کر اور دل لگا کر پڑھے۔ زبانوں کو پیدا کرنے والا پروردگار آپ کی زبان کو بھی جانتا اور سمجھتا ہے، انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ اس کو پڑھیں۔ دل اور آنکھیں بھی دعا میں زبان کا ساتھ دیتی رہیں۔

اے میرے اللہ! تو نے ہمیں دُعا کرنے کا حکم دیا ہے اور ہماری دُعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، تو نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ ''مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

اس لئے اے ہمارے اللہ! ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرما، ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما۔ اور اپنے رحم و کرم سے ہمارے تمام کاموں میں آسانیاں پیدا فرما۔

اے اللہ! میں اس مبارک سفر میں اور اس مبارک میدانِ عرفات میں آپ سے آپکی دائمی خوشنودی اور رضامندی کے ساتھ ہر قسم کی آسانی اور سہولت کا طلب گار ہوں، آپ ہی ہمارے رفیق و مددگار ہیں، آپ ہی ہمارے بال بچوں اور گھر والوں کے محافظ و نگہبان ہیں۔ اس سفر کی ہر کوشش کو قبول فرما کر ہر کام میں نیک نیتی عطا فرمایئے، میں اس میدانِ عرفات میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ آپ کے سوا میرا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ آپکے خاص بندے، اور برحق رسُول اور پیغمبر ہیں۔

اے دُنیا و آخرت کے مالک! اے بے پناہ رحمت و بخشش والے! مجھ پر آپکی بے شمار نعمتیں ہیں جن میں کی کسی بھی نعمت پر آپ کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکا ہوں، اے رحم و کرم والے آقا، مجھے فقر و تنگدستی سے ذلیل نہ فرما، قرض کی بدنامی سے بچا۔ اور جو نعمتیں آپ نے مجھے دی ہیں وہ مجھ سے واپس نہ لیجیئے۔ صحت و عافیت کی زندگی عطا فرما، اپنی تمام نعمتوں پر آپکو یاد کرنے، آپکا شکریہ ادا کرنے اور عبادت کا حق ادا کرنے میں میری مدد فرمایئے، ہر قسم کے شر، فساد اور اس زمانہ کے فتنوں سے میری اور تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمایئے، آپ ہی اپنے بندوں پر رحم فرماتے ہیں۔

اے ہمارے اللہ! ہماری نماز، ہمارا حج، ہماری زکوۃ، ہمارے روزے، ہماری قربانی، ہماری زندگی اور موت صرف آپ ہی کے لئے ہے، میں آپ سے آپکی

رضا، رحمت، اور خوشنودی کا طلب گار ہوں، یہ سب کچھ میری عاجزانہ کوشش ہے اور آپ ہی پر میرا بھروسہ ہے۔

اے میرے اللہ! میں اس وقت آپکی پاک سرزمین اور رحمت کے زیرِ سایہ ہوں، یہ وقت آپکی رحمت، ومغفرت اور بخشش کا ہے، توبہ کرنے، گناہ معاف کرانے اور آپکے کرم واحسان کی امید کا ہے، ہماری دعاؤں کے سننے اور قبول کرنے کا یہ خاص مقام ہے۔ ہر شخص اپنی دعائیں آپکے دربار میں پیش کررہا ہے اور آپ ہی اپنی رحمت سے ان کو قبول کرنے والے ہیں، اس میدانِ عرفات میں (جو آپکی تجلّیات اور برکتوں کے ظہور کا خاص دن اور مقام ہے) میری اس حاضری کو میری عمر کی آخری حاضری نہ فرما، اور بار بار یہاں حاضری کی سعادت و نعمت نصیب فرما۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت نصیب فرمائیے، ہمارے ظاہر و باطن کی اصلاح فرمائیے، تاکہ ہم گمراہیوں سے دور رہیں، اور ہمیں تیرے اُن مقبول بندوں میں شامل فرما جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں۔ آپ پاک اور بے عیب ہیں، ہم آپکی نعمتوں کا شمار نہیں کرسکتے۔ ہم آپکی نعمتوں کے شکر کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ آپ ہی سب سے زیادہ رحیم و کریم ہیں اور ہر مانگنے والے کو مراد دینے والے ہیں۔ اے کریم آقا! ہمیں عافیت و سلامتی عطا فرمائیے، اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائیے۔ ہماری یہ زندگی آپکی امانت ہے۔ موت کے بعد ایمان کے ساتھ ایسی حالت میں آپکے سامنے حاضر ہوں کہ آپ ہم سے ہر طرح خوش اور راضی ہوں۔ آپکے سوا ہمارا کوئی مالک اور پالنے والا نہیں، اور آپکے سوا عبادت کے لائق بھی کوئی نہیں۔ اس مبارک کلمۂ توحید پر میری

زندگی ختم فرمانا :

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

آپ ہی آسمانوں اور زمینوں کے بنانے والے اور دنیا و آخرت میں ہمارے مالک و مددگار ہیں، اس دعا کو قبول فرما کر سچے مسلمانوں کی طرح میرا انجام بخیر فرمائیے اور آپکے نیک اور مقبول بندوں کی رفاقت حاصل فرمائیے، آپ نے ہر چیز کو اپنی رحمت میں لے رکھا ہے، آپ ہر چیز سے باخبر ہیں۔ آپکی بتائی ہوئی راہ پر ہمیشہ چلنے، گناہوں سے بچنے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آپ نے ہمیں جتنا علم دیا ہے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے، آپ ہی سب کچھ جاننے والے ہیں، میں آپ سے دین و دنیا کی ہر طرح کی خیر، ہر آفت سے سلامتی اور ہر مصیبت سے عافیت کا اُمیدوار ہوں۔ اپنے گناہوں کی معافی کے ساتھ آپکے غضب اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ! میرے سُننے، میرے سمجھنے اور دیکھنے کی قوت کو ہمیشہ قائم رکھ اور میرے دل کو اپنے نور سے بھر دے، مجھے مال و دولت کے شر اور اس کی برائیوں سے اپنی حفاظت میں رکھ، فقر اور تنگدستی کی ذلت اور برے انجام سے مجھے بچا۔ دل کی تاریکی، قبر کی سختی اور عذاب سے اپنی پناہ میں رکھ۔ آپکے سوا کوئی بچانے اور نجات دینے والا نہیں۔

اے اللہ! میری التجا ہے کہ ہر وقت آپکی عبادت، آپکی بندگی اور ہر حال میں آپکی تابعداری کا حق ادا کروں، قرآن پاک کی تلاوت کو میرے دل کی بہار،

میری آنکھوں کا نور اور میرے رنج وغم کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دیجئے

اے اللہ! آپ اپنے کسی بندے پر اس کی طاقت اور برداشت سے زیادہ بار نہیں ڈالتے۔ ہر ایک جو کچھ کرے گا، اس کا نتیجہ پائے گا اور اپنے کئے کو بھگتے گا۔ اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ فرمائیے۔ ہمیں ہر قسم کے کفر ونفاق، باہمی مخالفت، بداخلاقی، بدنیتی سے اپنے حفظ وامان میں رکھ۔ دل میں پیدا ہونے والے بُرے خیالات، اپنے کاموں کی اَبتری اور زندگی میں ہر بلا اور مصیبت سے آپکی پناہ مانگتا ہوں، آپ ہمیں اچانک اور بے خبری میں ہلاک نہ فرمائیے، ہمیں یکا یک اپنی پکڑ اور گرفت میں نہ لیجئے۔ ہم کو حق ادا کرنے، حق بات ماننے اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

اے اللہ! ایسے علم سے جو آخرت میں کام نہ آئے اور ایسے عمل سے جو آپکے یہاں قبول نہ ہو اور ایسے قلب سے جو آپکی یاد سے غافل رہے اور ایسی نفس پرستی سے جس کی حرص وہوس کسی طرح کم نہ ہو اور ایسی دُعا سے جو آپکے یہاں قبول نہ کی جائے میں آپکی پناہ مانگتا ہوں۔

اے اللہ! آپ پاک اور ہر طرح سے بے عیب ہیں، ہم آپکی عبادت، آپکی فرمانبرداری اور آپکی نعمتوں کی شکرگذاری نہیں کر سکتے۔ آپ اپنی محبت اور ایمان کو ہمارے دلوں کی زینت بنا دیجئے، ہمیں بداعمالی اور سرکشی سے بچائیے۔ دین ودنیا میں اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لئے جو کچھ آپنے مجھے دیا ہے، ان سب کے لئے آپکی رحمت اور پردہ پوشی کا طلب گار ہوں۔ مجھے اُس دن اپنے عذاب سے بچانا جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندگی دے کر اُٹھائیں گے۔

اے اللہ! آپ ہی ہماری تمام ضرورتوں اور کاموں کو پورا کرنے والے، دُنیاوآخرت میں ہمارامرتبہ بلند کرنے والے، ہماری دردبھری آواز کو سننے اور ہماری دُعاؤں کو قبول کرنے والے ہیں۔ اے سب کچھ جاننے والے، ہمارے ذلوں کو پاک کردیجیئے۔ ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائیے۔ ہمارے گھروالوں اورتمام مسلمان بھائیوں کومصائب، پریشانی اورآفات سے اپنے حفظ وامان میں رکھیئے۔ اے بیکسوں کی سننے والے! ہم سب کو پھیلنے والی بیماریوں، خاص طور سے لاعلاج بیماریوں، بلاؤں، قحط، گرانی اورامراض خبیثہ سے بچائیے اور ہر قسم کے کھلے ہوئے یاپوشیدہ گناہوں اور ناپسندیدہ کاموں سے ہماری حفاظت فرمائیے۔

اے اللہ! مسلمان اپنی بداعمالی، سرکشی اور گمراہیوں کی بدولت ہرجگہ مصیبت اورآزمائش میں مبتلا ہیں، اے پریشان حالوں کی دعاقبول کرنے والے! ہمارے گناہوں کی پاداش میں ہم پرایسے لوگوں کو غالب اور برسرِ اقتدار نہ فرما جوآپ سے نہ ڈریں اورہم پررحم نہ کریں۔

اے ہمارے اللہ! جوآپکی راہ میں سربکف ہیں، صبر وہمت سے آپکے دشمن کا مقابلہ کررہے ہیں، آپکا نام بلند کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، جو دین کی خدمت ومدد کررہے ہیں، اوروہ مسلمان جوآپکے دشمنوں کے مُلک میں بے کس اور بے بس ہیں، آپکے دشمنوں میں گِھرے ہوئے ہیں، بے یارومددگار اورمظلوم ہیں، اے زبردست قدرت والے اللہ! اپنی رحمت وکرم سے ان سب کی مددفرما۔ اسلام اورمسلمانوں کوعزت، قوت اور برتری عطافرما۔ دین کانام بلند فرما، جوآپکے دین کی سچی خدمت ومدد کرتے ہیں اُن کی تائید ومددفرما اور جو

مسلمان کو ذلیل کریں، اُن کو ذلّت وخواری میں مبتلا فرما۔ اے مدد چاہنے والوں کے زبردست مددگار، اے مظلوموں کی فریاد سننے والے! ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں نصرت وکامیابی عطا فرما۔ اے ہمارے اللہ! اے عزت وعظمت کے مالک! اے ہمیشہ قدرت واختیار رکھنے والے! اے حکم وارادے کو فوراً کرنے والے! ان کافروں اور مشرکوں پر لعنت اور اپنا غضب نازل فرما جو آپ سے ہمارا تعلق ختم کرنا چاہتے ہیں، آپکے چاہنے والوں اور آپکے ان بندوں کی خوں ریزی کرتے رہتے ہیں، جو حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں، اے دلوں کے مالک آپ ہمارے دشمنوں کی مدد کرنے والوں میں جدائی اور اختلاف پیدا کردیجیئے اور دشمنوں کی ہر جماعت کے ٹکرے کردیجیئے۔

اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کے تمام دشمنوں پر اپنا وہ غضب وعذاب نازل فرمایئے جس سے کسی ظلم وستم کرنے والے کو کبھی پناہ نہ مل سکی۔ وہ ظالم جنہوں نے بے گناہ مسلمانوں کی خونریزی کی، ان کے مال ودولت پر قبضہ کیا، ان کی آبرو پر دست درازی کی، آپ ہی ہماری جانب سے ان دشمنوں کا مقابلہ کیجیے۔ ان کے شر وفساد سے، ان کی سازشوں سے، ان کے خطرناک ارادوں سے ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھیئے۔

اے اللہ! ہمیں، ہماری اولاد اور متعلقین کو ان بے حیائیوں اور بلاؤں سے جو ہمارے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں محفوظ فرمایئے، جن سے ہمارا ایمان کمزور اور بصیرت ختم ہوگئی ہے، اور جس سے ہم ہر قسم کے گناہ میں پھنستے چلے جارہے ہیں، یا اللہ ہماری حالت روز بروز اَبتر ہوتی جارہی ہے، ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ہماری دعاؤں کے لئے قبولیت کے دروازے کھول دے۔ آپ ہی ہر پریشان حال اور بے

قرار کی دعا کو قبول کرتے ہیں۔ اے بے پناہ قدرت وعظمت والے پروردگار! ہم کو دوسری قوموں کا لقمۂ تر نہ بنا، ہم کو کثرت تعداد کے باوجود خس وخاشاک کی طرح سیلاب بہا کر نہ لے جائے۔ ہمیں وہ ایمانی قوت عطا فرما جس سے ہمارے دشمنوں کے دلوں پر ہماری ہیبت اور رُعب قائم رہے۔ ہمارے دلوں میں کمزوری اور خوف پیدا نہ ہو، اور ہمارے دلوں پر دنیا کی مُحبت غالب نہ آئے۔

اے اللہ! رحمۃ للعالمین محمد الرسول اللہ ﷺ کے دین کی تائید وحفاظت فرمایئے۔ دین کی مدد کرنے والوں کی نصرت فرمایئے، اور جس نے اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی، توہین اور بے عزتی کی، آپ اسے ذلیل وخوار فرمایئے۔

اے اللہ! آپ جبار وقہار ہے، اپنا غضب، اپنا عذاب اور ہر قسم کی بلائیں اپنے دشمنوں پر نازل فرما، اُن کے دلوں میں خوف ودہشت پیدا فرما، ان کی شکل وصورت کو بگاڑ دے۔ آپ ہی ہمارے دکھ درد کوسن سکتے ہیں، آپ ہی سے ہم مدد کے طلب گار ہیں، آپکے سوا ہمارا کوئی معین ومددگار نہیں۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کی اِصلاح فرما دیجیئے، ہم میں باہمی محبّت و ہمدردی پیدا کردیجیئے اور آپس کے جھگڑوں، ایک دوسرے کی اذیت، بُغض و عداوت سے محفوظ فرمایئے۔ ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ محبّت کا تعلق اور بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہم آپکی بارگاہ میں، اس میدانِ رحمت میں اپنے گناہوں کی معافی کی امید لے کر آئے ہیں۔ ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ فرمایئے۔ آپ بڑے رحیم وکریم ہیں۔ ہمارے حال پر رحم وکرم فرمایئے۔ اور ہر قسم کے گناہ سے حفاظت فرمایئے، تاکہ ہم آپکے عذاب سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔

اے اللہ! ہمارے ملک اور ہمارے وطن ہندوستان کی بھی حفاظت فرمایئے، اسے اپنی امان میں رکھیئے، دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھیئے۔ اے ربّ العزّت! اگر کچھ لوگ ملک میں بدامنی، انتشار اور عصبیت پھیلانا چاہتے ہوں تو انہیں اپنے ناپاک ارادوں سے باز رکھیئے اور اُن کے دلوں میں ملک کی محبت، ملک کے استحکام اور بقا کے لئے کام کرنے کا جذبہ پیدا فرمایئے۔

اے اللہ! منفی انداز میں سوچنے والوں کو، مثبت انداز میں سوچنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ تخریبی ذہن رکھنے والوں کو تعمیری ذہن عطا فرمایئے۔ اے ہمارے پروردگار! ہندوستان کے ہر شہری کے دل کو تعصب، گروہ بندی اور فرقہ پرستی کے گھناونے خیالات سے پاک فرما دیجیئے، اور انہیں ہر طبقے کے لوگوں کے ساتھ محبت و آشتی اور امن وسکون کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہم سب کو حلال روزی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ رشوت، نفع خوری، ذخیرہ اندوزی، حرام اور ناجائز طریقوں سے کمانے کے رجحان کو مٹا دیجیئے، اور آپ نے کلام پاک کے ذریعہ جائز طریقوں سے کمانے کے جو اصول بتائے ہیں اور جن احکامات کی تلقین کی ہے، لوگوں کو ان پر کاربند فرمایئے اور ھمارے دلوں میں اپنا خوف پیدا فرمایئے۔

اے پاک پروردگار! ہماری سرزمین کو ہر برائی سے پاک فرمایئے، ہمارے ملک کو حقیقی معنی میں اسلام کا مضبوط قلعہ بنا دیجیئے اور ان لوگون کو ہمت، جرأت اور استقامت دیجیے، جو اس سرزمین پر اپنی بساط کے مطابق آپکے احکامات نافذ کرنے کی سعی اور کوشش کر رہے ہیں۔

اے اللہ! ان لوگوں کو کامیابی سے ہمکنار فرمایئے جو زندگی کے مختلف

شعبوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں اور انہیں اجرِ جمیل عطا فرمایئے۔ آمین یا رب العالمین۔

حضور ﷺ نے عرفات کے میدان میں اپنی امت کو نہیں بھلایا ہے اور رو رو کر مغرب تک امت کے لئے دعائیں مانگیں ہیں۔ ایسے محبوب آقا پر اگر عرفات میں دُرود نہیں بھیجتے تو پھر کامیابی کیسے ہوسکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی عمر بھر کی ان محنتوں کو بھی یاد کیجیئے، جو دین کے پھیلانے اور بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑنے کی راہ میں آپ نے فرمائیں۔ ہمارا ایمان، ہماری نماز، ہمارا حج اور ہمارا ہر دینی عمل اس محنت اور کاوش ہی کا نتیجہ ہے اس لئے آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں۔

۱۰۰ مرتبہ کلمہ چہارم ضرور پڑھیں۔ حضور ﷺ نے اور اُن سے پہلے جتنے انبیاء آئے ہیں سب نے اس کلمہ کو دعا کا درجہ دیا ہے۔

چوتھا کلمہ:

لَآ اِلٰـهَ اِلا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَآ شَرِيْكَ لَـهُ، لَـهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ، يُحْيِ و يُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کی سب تعریف ہے، وہی زندہ رکھتا ہے اور موت دیتا ہے، ہر قسم کی بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے بعد اس دنیا میں آپ کے ماں باپ آپ کے سب سے بڑے محسن ہیں انکے لئے بھی دعائیں کریں، اگر کسی کے والدین میں

سے کوئی ایک انتقال کر گیا ہو تو انکی مغفرت کے لئے دعائیں مانگیں۔ دوسرے مرحومین، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دینی بھائیوں کے لئے، نیز اپنے ملک کے لئے دعائیں کریں

ان دعاؤں کو مانگتے ہوئے نہایت عجز وانکساری سے کام لیں، ایسے ادب سے کھڑے رہیں جیسے آپ اللہ تعالی کے سامنے اس کے دربار میں کھڑے ہیں، ہاں، یہ اللہ ربُّ العزت کا دربار ہی تو ہے اور آپ اس کے آغوشِ رحمت میں کھڑے ہیں۔ خوب گریہ وزاری کریں، روئیں اور دل کھول کر روئیں، یہ قیمتی وقت اپنی ذات کو اللہ سے قریب لانے کا ہے۔

اپنی زبان میں مانگیں، زبانوں کو پیدا کرنے والے پروردگار آپکی زبان کو جانتا ہے، دعا کے وقت دل اور آنکھیں بھی زبان کا ساتھ دیں اور آنکھوں سے بہنے والے آنسوں دل پر جمے ہوئے گناہوں کے میل کچیل کو دور کرے۔ خوب رو رو کر مانگیں اور اپنی مرادیں حاصل کریں۔ جسطرح بچے رو رو کر ماں باپ سے اپنی فرمائش پوری کروالیتے ہیں، آپ بھی اپنی مرادیں پوری کروالیں۔ یاد رہے کہ آپکا رب آپکے ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ومہربان ہے۔

آفتاب غروب ہوا، آفتاب جہاں جہاں غروب ہوا سب جگہ مغرب کی نمازیں ہو رہی ہونگی، لیکن اس میدان میں جہاں اللہ کے بلائے ہوئے مہمان جمع ہیں، جنھوں نے آج ہی حج کا رکن اعظم ادا کیا ہے، وہ سب یہاں مغرب کی نماز چھوڑ رہے ہیں، لاکھوں میں سے کوئی نادان ہوگا جو مغرب کی نماز پڑھ رہا ہوگا۔ اللہ اکبر ! یہی شہنشاہی کی شان ہے، جہاں چاہا حکم دیدیا، جہاں چاہا روک دیا، اور یہی بندگی ہے، نماز سے بھی ذاتی تعلق نہیں، آقا کے حکم کی اطاعت مقصود ہے، آج حکم

ہے مغرب کی نماز عشاء کی نماز کے ساتھ مزدلفہ میں پڑھی جائے۔جنہوں نے کبھی ایک وقت کی بھی نماز نہیں چھوڑی وہ آج خوشی خوشی چھوڑ رہے ہیں،عرفات والوں کے لئے آج نماز کی جگہ مزدلفہ اور مغرب کی نماز کا وقت عشاء کا وقت ہے۔

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْد

اللہ تعالیٰ جو چاہیں کرتے ہیں اور جس کا چاہے حکم فرماتے ہیں۔

وقوف عرفات کے مکمل ہونے پر ہر حاجی کے چہرے پر خوشی کا اُجالا اور پاکیزگی کا نور پھیل جاتا ہے۔اب میدان عرفات سے کوچ کرنے کا حکم ہے،اب وہ شہر جو میدانِ عرفات میں آباد تھا،مزدلفہ کی جانب روانہ ہوگا۔

میدان عرفات سے غروب سے پہلے روانہ ہونے سے دم واجب ہو جاتا ہے،البتہ اگر غروب آفتاب سے پہلے پہلے میدان عرفات میں واپس آجائیں تو دم ساقط ہو جاتا ہے اور غروب کے بعد واپس عرفات آنے سے دم ساقط نہیں ہوتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادات میں لکھا ہے کہ عامی لوگ جمعہ کے دن وقوف عرفہ واقع ہونے والے حج کو ''حج اکبر'' کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں،قرآن مجید میں جو حج اکبر کا لفظ آیا ہے اس سے عمرہ کے مقابلہ میں مطلق حج مراد ہے،کیونکہ عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں حج کو ''حج اکبر'' کہا جاتا ہے،خواہ وہ جمعہ کے دن ہو یا اور کسی دن۔

مگر زمان ومکان کی شرافت اور نبی کریم ﷺ کے حج سے موافقت کی بناء پر اگر وقوف عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو تو اس کی فضیلت وشرافت اپنی جگہ مسلم ہے۔ (زبدہ/ج۔۱/ص،۱۶۵)

عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی

اب لاکھوں انسانوں کی یہ بستی یہاں سے تین میل دور منتقل ہو جائیگی، شہر کا اُجڑنا اور بسنا کھیل نہیں، ایک شور قیامت برپا ہو، ایک طوفان بے تمیزی قائم ہو، لیکن یہاں کچھ بھی نہیں، حکم لایا تھا حکم لے جارہا ہے۔ غلاموں کی طرح آئے غلاموں کی طرح جانا ہے۔ لیجئے خیمے اکھڑے، طنابیں ڈھیلی ہوئیں، شامیانے تہہ ہوئے، دیکھتے دیکھتے یہ جیتا جاگتا شہر لق ودق میدان بن گیا۔

عرفات اور مزدلفہ کے درمیان خدا کی شان نظر آتی ہے، موٹروں اور گاڑیوں کا ایک بڑا سیلاب، اتنا بڑا سیلاب زندگی بھر نہیں دیکھا، سب کو پہونچنے کی جلدی ہے مگر کوئی حادثہ نہیں۔

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اکثر اوقات پیدل جانے والے احباب سواری سے جانے والے حضرات سے پہلے مزدلفہ پہونچ جاتے ہیں، بعض مرتبہ تو سواریاں اتنی دیر سے پہونچاتی ہیں کہ رات گذر جاتی ہے اور مغرب عشاء پڑھنا اور وقوف مزدلفہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے، اگر آپ حکومت سعودیہ کی پیدل حضرات کے لئے منیٰ، مزدلفہ، عرفات جانے والی سرنگوں کا استعمال کریں تو سفر بہت ہی آسان اور مفید ہوگا اور سواریوں سے پہلے پہونچ کر سکون سے اپنے اعمال ادا کر لینگے، پیدل چلنے کی عادت والے حضرات ان سرنگوں کا ضرور استعمال فرمائیں، یہ سرنگ باب السلام کے سامنے بنی ہوئی ہے۔

طلوع فجر کے خطرہ سے مزدلفہ کے راستہ میں مغرب وعشاء :

اگر عرفات سے مزدلفہ پہونچنے میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ طلوع صبح

صادق سے قبل مزدلفہ پہونچنے کا امکان باقی نہیں رہا تو ایسی صورت میں طلوع صبح صادق سے اتنی دیر قبل مزدلفہ کے راستہ میں مغرب اور عشاء پڑھ لی جائے جتنے میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ ہوسکتے ہیں۔

لیجئے مزدلفہ پہونچ گئے، ایک میدان میں کئی لاکھ مسافر اترے ہوئے ہیں، آج کی رات مزدلفہ ہنستا ہوا معلوم ہوگا، کیا خیر و برکت کی رات ہے، جو وقت مل جائے غنیمت ہے۔

مزدلفہ کی اسی رات کے متعلق قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

ترجمہ: جب تم عرفات سے واپس ہوکر مزدلفہ آؤ تو یہاں مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔

بتلایا گیا ہے کہ مزدلفہ میں رات ٹھہرنے والے حجاج کے حق میں یہ رات شب قدر سے بھی افضل ہے اس لئے اس رات کی عظمت اور قدر و قیمت کو یاد رکھیے یہ رات جاگ کر گزاری جائے۔ عبادت، ذکر، استغفار، توبہ اور درود شریف میں مشغول رہیں، نفل پڑھیں۔ لیٹنا یا سونا منع نہیں ہے، مگر زندگی پڑی ہے سونے کے لئے، ایسی رات زندگی میں بار بار کب آنے والی ہے؟ اسلئے اس رات کو خوب وصول کریں۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عرفات کے دن بھر کے تھکے ہارے یہاں پہونچ کر نیند سے مغلوب ہوکر پڑ جاتے ہیں اور پوری رات سونے میں کٹ جاتی ہے۔ اس لئے اہتمام کریں کہ رحمت و برکت والی یہ رات نیند کی نذر نہ ہو جائے۔

اگر جسم پر تکان کا اثر زیادہ ہو اور طبیعت سونے کے لئے مضطر اور بے چین ہو اور مزدلفہ میں عشاء کے وقت سے پہلے پہنچ گئے ہوں تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو مغرب کی نماز نہ پڑھیں، جب عشاء کا وقت ہو جائے تو ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھیں۔ پہلے مغرب کی نماز ادا کی نیت سے پڑھیں اسکے بعد عشاء کی نماز کے لئے اذان و تکبیر نہ کہے اگر مسافر ہیں تو عشاء کی چار رکعت ورنہ دو رکعت پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل بھی نہ پڑھیں۔ عشاء کی نماز کے بعد مغرب کی اور عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھیں۔

مزدلفہ میں نمازِ مغرب و عشاء کو اکھٹا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں ہے، خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا، دونوں نمازوں کو اکھٹا پڑھی جائے، لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر کر کے نیز اس کے حضور میں دعا اور توبہ و استغفار میں مشغول رہ کر کچھ وقت شروع رات میں سو جائیں، پھر اُٹھ کر میدان عرفات کی طرح فجر تک ذکر و فکر، دعا و تسبیحات میں مشغول رہیں۔

صحیح روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں امت کے حق میں اللہ تعالی سے بہت کچھ مانگا تھا، اور سوا ایک چیز کے اور تمام چیزوں کے متعلق قبولیت کی خوشخبری سنا کر آپ ﷺ کو مطمئن کر دیا گیا تھا، لیکن مزدلفہ کی رات میں آپ ﷺ نے اپنے رب سے پورے الحاح و ابتہال کے ساتھ اس چیز کا پھر سوال کیا، تو یہاں اس کی قبولیت کی خوشخبری بھی سنا دی گئی، آپ ﷺ نہایت مسرور اور امت کیا نجام سے مطمئن ہو گئے، اور شیطان کو آپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی دعا کی

قبولیت پر سخت واویلا کر رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے۔

فجر کی نماز صبح صادق ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھیں۔ صبح صادق ہونے پر حکومت کی طرف سے گولہ چھوٹتا ہے۔ اندھیرے میں نماز پڑھنے سے صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر مزدلفہ میں وقوف واجب ہے اس پر بھی عمل ہو جائیگا۔

مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے، اگرچہ تھوڑی دیر ہو، مگر سنت یہ ہے کہ اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کریں اور جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت باقی رہے منیٰ کو چل دیں۔ مزدلفہ کے وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک رہتا ہے، اس وقوف کا بعض لوگ اہتمام نہیں کرتے، وقت سے پہلے وقوف کا اعتبار نہیں، اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، البتہ عورت ہجوم کی وجہ سے پہلے چلی جائے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا۔ ایسے ہی مریض، کمزور آدمی اور بچے پہلے چلے جائیں تو دم واجب نہ ہوگا۔

مزدلفہ سے منیٰ روانگی سے پہلے یاد رکھنا چاہیے کہ آپکو منیٰ جا کر شیطان کو کنکریاں مارنا ہے اس کا انتظام یہاں مزدلفہ سے کرنا ہے، کم از کم ستر کنکریاں دھو کر تھیلی میں رکھ لیں (دھونا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر ناپاکی کا شبہ ہو تو دھو لینا بہتر ہے) کنکریاں نہ زیادہ بڑی ہو، نہ زیادہ چھوٹی، چنے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر کنکریاں چن لیں، یاد رہے کہ اگر آپ مزدلفہ سے کنکریاں نہ لیں تو آگے کنکریاں ملنا مشکل ہوگا اور آپ پریشان ہونگے۔ اسلئے یہاں سے کنکریاں ضرور لے لیں۔

نجس جگہ سے کنکریاں لینا، اسی طرح ایک بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکرے کرنا مکروہ ہے اسی طرح جمرات کے نزدیک سے کنکریاں لینا بھی مکروہ ہے۔

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جن حضرات کی حج قبول ہو جاتی ہے انکی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں اور وہاں پڑے رہنے والی کنکریاں مردود ہوتی ہیں یعنی ان حضرات کی ہوتی ہیں جنکا حج قبول نہیں ہوا۔

کنکری کا جنسِ زمین سے ہونا شرط ہے خواہ پتھر ہو یا اور کچھ، جنس زمین کے علاوہ کسی اور چیز سے رمی کرنا جائز نہیں ہے (جیسے سونا، چاندی، لوہا، موتی اور لکڑی وغیرہ)

یہ بھی قدرت الٰہی کا ایک کرشمہ ہے کہ ہر سال لاکھوں حاجی یہاں سے کنکریاں اٹھاتے ہیں، ہر شخص کم وبیش انچاس (۴۹) کنکریاں تو اٹھاتا ہی ہے، احتیاطا ہر شخص دس پانچ زیادہ رکھ لیتا ہے۔ اگر بیس لاکھ حاجی ہوں تو کم از کم دس کروڑ کنکریاں ہر سال اٹھتی ہیں لیکن کوئی کنکریاں حاصل کرنے میں محروم نہیں ہوتا ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہاں کنکریاں پیدا ہو رہی ہوں۔

مزدلفہ سے روانگی کے وقت وادیٔ محسّر سے نہ گذریں، اگر اس وادی سے اتفاقاً گزرنا پڑے، تو دوڑ کر گزر جائیں۔ یہ وادیٔ محسر مزدلفہ سے خارج ہے۔ اس وادی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ اس کو آج کل وادی النار بھی کہتے ہیں۔ سعودی حکومت نے اس کے چاروں طرف خاردار تار لگا دیئے ہیں اور پیدل چلنے والے حاجیوں کو روکنے کے لئے ایک سنتری بھی کھڑا رہتا ہے۔

مزدلفہ میں فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد چند منٹ وقوف کریں اور حسب سابق ادب واحترام اور عجز وانکساری سے توبہ واستغفار کریں، سورج نکلنے سے چند منٹ پہلے وقوف کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے فجر کی نماز میں ہی وقوف کی نیت کر لی اور تسبیح وتہلیل وتکبیر کہہ لیا تب بھی یہ واجب ادا ہو جایگا۔

وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے۔

وقوف مزدلفہ میں بعض حجاج یہ غلطی کرتے ہیں کہ عرفات سے سیدھے منیٰ چلے جاتے ہیں اور بعض حاجی ایک دو گھنٹہ مزدلفہ میں رہ کر رات ہی کو منیٰ پہنچ جاتے ہیں۔

حالانکہ صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں رہنا ضروری ہے اور یہ واجبات حج میں سے ہے اور اسکے چھوٹنے پر دم واجب ہوتا ہے۔عورتیں اگر ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں ٹھہریں تو ان پر دم واجب نہیں ہوگا۔

صبح صادق معلوم کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ۷، یا ۸، ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کی فجر کی اذان کا وقت نوٹ کرلیں اور اس کے پانچ منٹ بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھیں۔ بعض لوگ جلدی میں فجر کے وقت سے پہلے ہی اذان دے دیتے ہیں یا معلم صاحب عجلت کی وجہ سے صبح صادق سے قبل ہی نماز پڑھا لیتے ہیں اور مزدلفہ سے منی روانہ ہو جاتے ہیں ان سے ہوشیار رہنا اور کسی کی اذان کا ہرگز اعتبار نہ کرنا، آپ اپنی گھڑی کے اعتبار سے صبح صادق ہونے پر فجر کی نماز پڑھیں اس کے بعد منی کے لئے روانہ ہوں۔شرعی عذر کے بغیر صبح صادق سے قبل مزدلفہ سے روانہ ہونے پر دم واجب ہوتا ہے۔

جب ۱۰، ذی الحجہ کا سورج طلوع ہو جاتا ہے اور صبح کا اجالا آسمان پر پھیلنے لگتا ہے تو انسانوں کا یہ سمندر ایک بار پھر منیٰ کی طرف کوچ کرتا ہے۔

مزدلفہ سے واپسی پر منی میں قیام اور رمیٔ جمار

ایک دن کا اجڑا منی اللہ کے حکم سے آج پھر آباد ہو گیا ہے۔آج دسویں ذی الحجہ ہے یعنی عید الاضحیٰ کا دن، آج روئے زمین پر جہاں جہاں مسلمان آباد

ہیں، وہاں یہیں کی یادگار کے طور پر عید کی نماز پڑھی جا رہی ہوگی، لیکن اللہ کی شان دیکھو کہ یہاں عید کی نماز نہیں ہے، کسی کو خیال بھی نہیں، منیٰ کی عید یہی ہے کہ رمی کی جائے، قربانی کی جائے، بال منڈوائے یا کتروائے جائیں، احرام کھول دیا جائے، طواف زیارت کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ حج کے مشاغل کی وجہ سے عید الاضحیٰ کی نماز حاجیوں سے معاف کر دی گئی۔ آج کا دن بہت مصروف دن ہے، ہر حاجی کو بہت سارے کام انجام دینے ہیں۔

۱۰ ذی الحجہ کو مزدلفہ سے منیٰ آ کر سب سے پہلے جمرۂ عقبیٰ کی رمی کرنا ہے۔

جمرہ کا نام آتے ہی پھر ایک بار ذہن صدیوں پیچھے چلا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے منیٰ کی طرف لے کر چلے تو شیطان نے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ جہاں ''جمرۂ عقبہ'' واقع ہے، وہاں آپ کو بہکانے کی کوشش کی، آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ شیطان ہے۔ آپ نے جنابِ باری میں دعا کی اور فرمانِ الٰہی کے مطابق سات کنکریاں شیطان کو ماریں اور وہ فرار ہو گیا۔ جب آگے بڑھا تو جہاں ''جمرۂ وُسطیٰ'' واقع ہے، اس جگہ شیطان نے پھر آپ کو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں اور وہ بھاگ گیا۔ تیسری مرتبہ اس نے پھر جہاں ''جمرۂ اولیٰ'' ہے آپ کا پیچھا کیا - اور پروردگار کی نافرمانی پر اُکسانے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہوں نے پھر اس پر سات کنکریاں ماریں، اور وہ راستہ سے پلٹ گیا۔

اس واقعہ کی یاد میں منیٰ میں تینوں جمروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، مقصد اس کا یہ ہے کہ کوئی حاجی حج ادا کرنے کے دوران یا بعد میں شیطان کے بہکانے میں نہ

آجائے۔ چنانچہ اسی واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

حکومت سعودیہ نے تینوں جگہوں پر بطور شیطان کی علامت کے تین ستون بنا رکھے ہیں، جن پر مختلف زبانوں میں بورڈ بھی لگا رکھا ہے، اردو میں بھی لکھا ہوا ہے، یہ بات بھی یاد رہے کہ جمرات خود شیطان نہیں ہیں بلکہ وہ مقامات ہیں جہاں شیطان نظر آیا تھا، اس لئے کنکریاں اسطرح ماریں کہ ستون کی جڑ میں یا ستون کی قریب جہاں کنکریاں جمع ہوتی ہیں وہاں جا کر گرے، جو کنکری ستون سے تین ہاتھ یا اس سے زیادہ دور جاگریگی وہ کنکری شمار نہیں کی جائیگی اور اسکی جگہ دوسری کنکری مارنا ضروری ہے، اگر دو بارہ نہیں ماری گئی تو دم واجب ہوگا۔

ہر جمرہ پر سات کنکریاں ماری جاتی ہیں، جن کو علیحدہ علیحدہ مارنا ضروری ہے اگر ایک سے زیادہ یا ساتوں ایک ہی دفعہ ماردیں تو ایک ہی شمار ہوگی، اگر چہ علیحدہ علیحدہ گری ہوں اور پوری کرنا ضروری ہوگا ورنہ دم واجب ہوگا۔

پہلا جمرہ مسجد خیف کے نزدیک ہے اس کو "جمرۂ اولیٰ" کہتے ہیں، تیسرا جمرہ منیٰ کے اخیر میں ہے اس کو "جمرۂ عقبہ" کہتے ہیں اور ایک جمرہ ان دو جمرات کے درمیان میں ہے اس کو "جمرۂ وسطیٰ" کہتے ہیں۔

دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ہے اس پر پہلی کنکری پھینکتے ہی تلبیہ پڑھنا موقوف ہوجاتا ہے لہذا اسکے بعد تلبیہ نہ پڑھیں۔

جمرۂ عقبہ کی رمی کا مسنون وقت آفتاب طلوع ہونے سے شروع ہو کر زوال تک ہے۔ مباح وقت بلا کراہت مغرب تک ہے اور کراہت کے ساتھ مغرب سے صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔

رمی کے لئے جمرہ سے قریب ہونا یا دور ہونا شرط نہیں ہے، جس جگہ سے رمی

کرے گا اسکی رمی ہو جائیگی، لیکن سنت یہ ہے کہ جمرہ سے پانچ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ پر کھڑے ہو کر رمی کرے اس سے کم فاصلہ سے رمی کرنا مکروہ ہے۔

کنکری کو جس طرح چاہے پکڑ کر رمی کرنا جائز ہے لیکن کنکری کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا کرے کہ بغل کھل جائے اور بغل کی سفیدی نظر آنے لگے۔

رمی کے ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے، جب کنکریاں مارے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ وَ رِضًی لِّلرَّحْمٰنِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ کنکری شیطان کو ذلیل کرنے اور اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے مارتا ہوں۔

واضح رہے کہ بڑھتے ہوئے ہجوم کے پیش نظر سعودی حکومت نے شارع جمرات ''جمرات کے پاس بنے ہوئے راستے'' کو کافی کشادہ کر دیا ہے، نیز سڑک کو اوپر نیچے ڈبل ''دومنزلہ'' بھی کر دیا ہے۔ اب ہر جمرہ پر اوپر سے بھی رمی ہو سکتی ہے۔

آپکو مشورہ دیا جاتا ہے کہ آپ کنکریاں اوپر ہی سے ماریں، اسی میں راحت ہے، کیونکہ نیچے ہر طرف سے بند جگہ ہے، اور اوپر کم از کم کھلی ہوا مل سکیگی۔ بیمار مرد، عورتیں اور بچے ہرگز ہرگز نیچے کے حصے میں نہ جائیں ورنہ پریشان ہونگے۔

دوسری بات قابلِ ذکر یہ کہ منیٰ میں رمی کے وقت ہجوم اور حاجیوں کا زبردست ریلا ہوتا ہے، اس لئے کنکریاں مارنے کے لئے حاجیوں کے ہجوم میں شامل ہونے سے پہلے کوئی جگہ بطور نشان طے کرلیں اور ساتھیوں کو بتادیں ساتھیوں

سے بچھڑ جانے کی صورت میں کنکریاں مار کر واپس یہیں آ کر ٹھیرنا ہے اور بچھڑ جانے والوں کا یہیں انتظار کرنا ہے۔ ایسا کرنے میں بہت راحت رہیگی اور کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہوگا۔

ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ کنکریاں مارتے وقت ہجوم میں کوئی چیز نیچے گر جائے تو ہرگز ہرگز اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔ اگر چپل پاؤں سے نکلتی محسوس ہو تو اس کو بھی بیٹھ کر ٹھیک کرنے کی غلطی نہ کریں۔ الغرض کسی بھی کام کے لئے نیچے جھکنے یا بیٹھنے کی غلطی ہرگز نہ کریں ورنہ کچل جانے کا خطرہ ہے۔

اسی لئے ہدایت کی جاتی ہے کہ جب رمی کرنے جائیں تو چپل گھڑی اور چشمہ اتار دیں اور احرام کی چادر مضبوط باندھ لیں۔

آج کل بھیڑ کی وجہ سے کچھ اموات بھی ہو جاتی ہیں، اسلئے علماء کرام نے غروب آفتاب تک رمی کی گنجائش والے مسئلہ پر عمل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ جبکہ عورتیں، بیمار اور کمزور حضرات مغرب کے بعد رمی فرمالیں، تاکہ اپنے آپکو ہلاکت میں مبتلا کرنے سے بچایا جاسکے۔

آج پہلے دن یعنی ۱۰، ذی الحجہ کو صرف بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنی ہیں اور دوسرے اور تیسرے دن یعنی ۱۱، اور ۱۲، ذی الحجہ کو تینوں جمروں پر رمی کرنا ہے۔

عاجز، کمزور، مریض کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت :

ایسے مریض، کمزور، بوڑھے اور اپاہج وغیرہ کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات تک پہونچکر رمی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے، رمی کرنے والا نائب بوقت رمی ان کی طرف سے رمی کرنے کی نیت کریگا۔ البتہ اپنی رمی پہلے کرلے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے کرے۔

معذورین کی طرف سے رمی کرنے کے بعد عذر زائل ہو جائے تو وقت کے اندر دوبارہ از خود رمی کرنا ان پر لازم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی جرمانہ لازم ہے۔

قربانی

اللہ تعالیٰ نے آپکو حج تمتع کی نعمت سے سرفراز فرمایا اسکے شکرانے کے طور پر قربانی کرنا واجب ہے۔رمی کے بعد پہلے قربانی کیجئے پھر حلق یا قصر کروا کر احرام کھول دیجئے۔

حاجی کی قربانی حدودِ حرم میں کرنا واجب :

حاجیوں کی قربانی حدودِ حرم کے اندر ہونا واجب ہے، لہذا اگر حدودِ حرم سے باہر حل میں یا وطن واپس آکر کریں گے تو ترک واجب کی وجہ سے اس قربانی کے علاوہ ایک اور قربانی بطور جرمانہ واجب ہوگی۔

اس قربانی کے احکام عید الاضحیٰ کی قربانی جیسے ہیں، جو جانور عید الاضحیٰ کی قربانی میں جائز ہے یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ، گائے، بھینس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں یہاں بھی شریک ہوسکتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنی اور پوری امت کی طرف سے قربانی کی تھی، اس لئے اُمت کو بھی چاہئے کہ اپنی قربانی کے ساتھ حضور ﷺ کی طرف سے بھی ایک قربانی کریں، جن حضرات کے پاس مالی گنجائش ہو وہ اس کا خاص خیال رکھیں، بلکہ ہر شخص کو چاہئے کہ گنجائش پیدا کرے۔

حاجی کے لئے دو قربانیاں ہیں، ایک قربانی وہ ہے جسے دم شکرانہ "حج کی قربانی" کہتے ہیں دوسری قربانی عید الاضحیٰ کی قربانی ہے، جو ہر سال واجب ہے، اس کے متعلق حاجی کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ مسافر ہو، یعنی ۸، ذی الحجہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں

اس کا قیام پندرہ دن یا زیادہ نہیں رہا تو اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی مسافر ہونے کی وجہ سے واجب نہیں ہے، البتہ اگر پھر بھی کریگا تو مستحب اور ثواب ہے۔اور اگر مقیم وصاحب نصاب ہے تو اس پر مالداری کی قربانی کرنا بھی واجب ہے۔عید الاضحیٰ یعنی بقرعید کی قربانی وطن میں بھی کرائی جاسکتی ہے۔اس کے لئے حج پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے گھر والوں کو ہدایت کر سکتے ہیں کہ میری بقرعید کی قربانی جیسے ہر سال ہوتی ہے اس سال بھی کرا دینا۔

یہ مسئلہ بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر آپ اوپر بتائیکے مطابق یعنی مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی وجہ سے مقیم ہو چکے ہیں تو آپکو مکہ مکرمہ، منی، مزدلفہ وغیرہ مقامات پر نمازیں پوری پڑھنا ہے، چاہے اکیلے پڑھیں چاہے امام کے پیچھے، اس لئے کہ آپ مقیم ہو چکے ہیں اور مقیم کے لئے نمازوں کا قصر جائز نہیں ہے۔

جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرنا ہے اور اسکے بعد سر کا حلق یا قصر کرنا ہے، مگر قربانی اور حلق یا قصر دسویں تاریخ ہی کو کرنا ضروری نہیں ہے۔اگر بھیڑ کی وجہ سے دسویں کو قربانی کرنا مشکل ہو تو اپنے آپکو آج ہی قربانی کرنے کے لئے تکلیف میں ڈالنا ضروری نہیں ہے۔گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو بھی یہ اعمال کئے جاسکتے ہیں، ہاں مگر جب تک قربانی نہ کر لی جائے بالوں کا حلق نہیں کروا سکتے اور جب تک حلق یا قصر نہ کروالیا جائے احرام سے حلال نہیں ہو سکتے۔عموماً پریشانی اس لئے ہوتی ہے کہ لوگوں کو احرام کھولنے کی جلدی ہوتی ہے، بالخصوص کچھ لوگوں کو سلے ہوئے کپڑے پہنے دیکھکر احرام کھولنے کے لئے طبیعت بے چین ہو جاتی ہے، مگر ایسا نہ کریں، صبر وضبط سے کام لیں، آپ اللہ تعالیٰ کے مہمان بنکر یہاں حاضر ہوئے ہیں، ایکا دن مزید احرام کی حالت میں گذر جائیگا تو کیا حرج ہے؟ ایسا عاشقانہ لباس پھر کب میسر ہوگا ؟ وہ لباس جو آپکو

موت اور کفن کی یاد دلاتا ہے، وہ لباس جو آپکو آخرت کی فکر دلاتا ہے !

مَنْحَر ''قربانی کی جگہ'' میں آپ لاکھوں ''بلا مبالغہ لاکھوں'' دنبے، مینڈھے، بھیڑیں، بکریاں، گائیں، اونٹ اور اونٹنیاں دیکھینگے، آپ اپنی پسند اور وسعت کے مطابق دیکھ کر خرید لیجیئے اور قربانی کیجیئے۔

قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے کچھ کھلانا پلانا چاہیئے۔ چھری تیز کر لی جائے مگر جانور کے سامنے چھری تیز کرنا منع ہے۔ ذبح کرنے سے پہلے جانور کے دونوں ہاتھ اور ایک پیر باندھ دیا جائے اور قبلہ رخ لٹا کر ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے :

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَ الاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن، اِنَّ صَلٰوتِی وَ نُسُکِی وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ العٰلَمِیْن، لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْن.

ترجمہ:- مجھے محض آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے خدا کی رضامندی مطلوب ہے، کہ جس کی عنایت سے میں توحید پر قائم ہوں اور مجھے مشرکوں سے بڑی نفرت ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری نماز، حج، قربانی، زندگی اور موت سب کچھ اس کے حکم کے مطابق اس کی ذات پر قربان کرتا ہوں، جو ساری مخلوق کی اکیلا خبر گیری کرتا ہے اور میں ہر وقت ہر طرح اس کا فرمانبردار غلام ہوں۔

یہاں تک پڑھکر گلے پر چھری رکھکر یہ الفاظ پڑھتے پڑھتے ذبح فرمائیں :

اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَ لَکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَر.

ذبح سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ ھٰذِہِ الْاُضْحِیَّۃَ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِکَ وَ اِسْمَاعِیْلَ ذَبِیْحِکَ وَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ وَ مُصْطَفٰکَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام

اگر دوسرے کی قربانی ہو تو دعا میں جہاں ''مِنّی'' آتا ہے اسکی جگہ ''من فلان بن فلان'' اسکا اور اسکے والد کا نام لیا جائے۔

ایک جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح نہ کیا جائے، خون گرنے کے لئے کھڈا کیا جائے، چھری داہنے ہاتھ سے پکڑی جائے، جانور کی آنکھیں بند کردی جائے اور ذبح سے فراغت کے بعد جب جانور ٹھنڈا ہو جائے تو اسکے ہاتھ پیر کھول دئے جائیں۔

قربانی سے فارغ ہو کر آپکو سر کے بال منڈوانے یا کتروانے ہیں (عورتوں کو صرف چوتھائی سر کے بال ایک انگل کی مقدار کتروانے ہیں) بال کٹانے کے لئے قبلہ رخ بیٹھ کر داہنی طرف سے شروع کرانا چاہیے اور سر کے بال منڈوانے یا کٹوانے کے بعد ہی لبیں اور ناخن وغیرہ دور کریں، اس سے پہلے کاٹنا منع ہے اگر کوئی کاٹے گا تو جزا واجب ہوگی، لیکن حضور ﷺ کی اقتداء میں ابھی ناخن، لبیں اور بغل کے بال دور نہ کریں یہی بہتر ہے۔ ۱۲ یا ۱۳، ذی الحجہ کو منی سے واپسی کے بعد کٹوانا چاہیے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ بال حرم کی حد ہی میں منڈوانے یا کتروانے ہیں۔

حج اور عمرہ میں حلق کروانا یا کتروانا واجب ہے، جیسے نماز پوری کرنے کا شرعی طریقہ سلام پھیرنا ہے ایسی ہی احرام سے نکلنے کے لئے بال منڈوانا یا کتروانا واجب ہے۔

اپنا سر منڈوانے سے قبل دوسرے کا سر مونڈنا :

حج یا عمرہ کا احرام کھولنے کے لئے سر کا منڈانا یا کتروانا لازم ہے، لہذا جب حج یا عمرہ کے سارے مناسک سے فارغ ہوجائے تو مفرد بالحج ہے تو یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد اپنا سر منڈانے سے قبل دوسرے حاجی کا سر مونڈنا بلا کراہت جائز ہے اور اگر حاجی متمتع یا قارن ہے تو قربانی سے فارغ ہونے کے بعد اپنا سر منڈانے سے قبل دوسرے حاجی کا سر منڈنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

حجامت کرانے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایام نحر میں یعنی دسویں سے بارہویں تک کرائے، خواہ دن میں ہو یا رات میں مگر حرم میں ہونا ضروری ہے۔ اگر مذکورہ وقت اور حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو احرام سے حلال تو ہوجائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔

فی زمانا اسلامی تہذیب وتمدن پر مغربی تہذیب وتمدن کو ترجیح دی جاتی ہے، لمبے لمبے بال جو عورتوں کی زینت تھے، یورپ کی اندھی تقلید میں بال کٹوانا عورتوں کی زینت ثابت ہوا، عورتیں تو ہیر سلون میں جاکر بال کٹوا دیتی ہیں اور مرد عورتوں کی طرح بال بڑھا کر عورتوں کی نقل کرنے کو فیشن سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈالنے والی یورپ کی تہذیب کو سمجھنے کے لئے عقل سلیم عطا فرمائے اور اسلامی تہذیب وتمدن سے وابستگی بھی عطا فرمائے۔ آمین

حج کے ارکان میں سر منڈانا یا کتروانا واجب قرار دیا گیا ہے، اسلئے ضروری ہے کہ ہم اس عمل میں ذرہ برابر کوتاہی اور غفلت نہ برتیں۔ جہاں ہم نے اللہ تعالی کو راضی کرنے، نفس کو مٹانے، غرور کو توڑنے اور مساکین سے مشابہت اختیار کرنے کے لئے احرام کی دو چادریں باندھی وہیں اللہ کی رضا کے خاطر احرام کھولنے سے

پہلے سر کے حلق یا قصر میں بھی کوتاہی نہ برتیں۔

درحقیقت حج بیت اللہ کے ہر ہر عمل میں سینکڑوں حکمتیں اور ہزاروں فوائد مخفی ہیں، حق تعالیٰ ہی اپنے احکامات کی حکمتیں جانتا ہے، دنیا کے عقلاء اور فلاسفر کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی۔ اسلئے بے چون و چرا اس پر عمل کرنا ہی ہمیں دنیا اور آخرت کی سرخ روئی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

حلق یا قصر سے فارغ ہوتے ہی آپ پر سے احرام کی پابندیاں ختم ہوگئیں اور آپکا احرام کھل گیا، اب آپ سلے ہوئے کپڑے پہن سکتے ہیں، خوشبو لگا سکتے ہیں اور احرام کی حالت میں ممنوع جملہ امور انجام دے سکتے ہیں مگر ابھی بھی آپکا اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔

مزید اس طرح سمجھیں کہ حج بیت اللہ کے تین فرائض ہیں (۱) احرام باندھنا (۲) عرفات میں پہونچنا (۳) طواف زیارت کرنا، ان تینوں میں سے ایک اور دو نمبر پر تو آپ نے عمل کر لیا مگر ابھی تیسرا فرض یعنی طواف زیارت کی ادائیگی باقی ہے اور احرام کی تمام پابندیوں میں سے بھی صرف ایک پابندی بھی باقی ہے یعنی عورتوں سے ہم بستری کرنا، جب آپ مابقیہ ایک فرض یعنی طواف زیارت ادا کر لینگے تو احرام کی مابقیہ ایک پابندی یعنی عورتوں سے ہم بستری بھی حلال ہو جائیگی۔

طواف زیارت

رمی، قربانی اور حجامت کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اس کو طواف زیارت کہتے ہیں۔ طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں ہے اس لئے رمی، قربانی، اور حجامت سے پہلے یا بعد میں یا بیچ میں کرے تو جائز ہے، مگر خلاف سنت ہے، سنت

یہ ہے کہ حجامت کے بعد کرے۔

دسویں تاریخ کو اگر بآسانی ممکن ہو تو منٰی سے ایسے وقت چلیں کہ طواف زیارت اور سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ سکیں، بعض حضرات نے اسی کو مسنون کہا ہے اور بعض نے منی واپس آ کر منٰی میں ظہر پڑھنے کو مسنون بتایا ہے۔

لیکن آج کل مُزدلفہ سے منٰی آنے میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ پہلے جمرہ عقبہ کی رمی پھر ذبح پھر حلق سے فارغ ہو کر مسنون طریقہ پر طواف زیارت کا موقع ہاتھ سے جاتا رہتا ہے، اسلیئے مذکورہ بالا اعمال سے فراغت کے بعد جب بھی موقع ملے اسی وقت طواف زیارت کیلیئے مکہ آئیں، اور طواف زیارت کر کے واپس منی چلے جائیں۔

اس طواف کو طوافِ رکن، طواف افاضہ، طواف حج، طواف فرض اور طواف یوم النحر بھی کہتے ہیں۔

یہ طواف عام طور پر قربانی اور حجامت کے بعد سِلے ہوئے کپڑوں میں کیا جاتا ہے، بعض لوگ سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ سلے ہوئے کپڑوں میں طواف اور سعی کیسے کی جائے؟ تو خیال رہے کہ اسمیں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے، آپ طواف زیارت اور سعی سلے ہوئے کپڑوں میں بھی کر سکتے ہیں، طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل بھی ہوگا، ہاں اب اضطباع نہیں ہوگا، اس کا موقع ختم ہو گیا۔

اور اگر آپ قربانی اور حلق سے پہلے ہی طواف زیارت کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ابھی محرم (حالت احرام میں ہیں) اس لئے اب طواف زیارت میں رمل اور اضطباع دونوں کئے جائینگے۔

اگر آپ نے آٹھ ذی الحجہ کو احرام باندھنے کے بعد نفل طواف میں رمل، اضطباع اور سعی کرلی ہے تو اب دوبارہ سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اسکا خوب خیال رکھا جائے، اب آپکو بلا رمل، صرف طواف کرنا ہے، پھر طواف کی دوگانہ ادا کرکے سیدھے زمزم پر جانا ہے۔

یاد رہے کہ طواف زیارت حج کا رکن اور فرض ہے

طواف زیارت کا افضل وقت دسویں ذی الحجہ ہے اگر بارہویں تاریخ تک بارہویں کا آفتاب غروب ہونے سے پہلے پہلے کرلیا جائے تو بھی جائز ہے اور اگر بارہویں تاریخ گزر گئی اور طواف زیارت نہیں کیا تو تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا اور طواف کا فرض بھی باقی رہیگا۔ یہ طواف کسی بھی حالت میں ساقط نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی بدل دیا جاسکتا ہے، آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہتی ہے اور جب تک اس کو ادا نہیں کیا جائے گا بیوی سے متعلق پابندیاں برقرار رہینگی۔

محترم خواتین کو حیض وغیرہ حالتیں فطری طور پر پیش آتی ہیں۔ جن کی وجہ سے اُن کے لئے مسجد میں داخل ہونا، نماز پڑھنا، اور تلاوت قرآن ممنوع ہوجاتا ہے۔ اگر حج میں ایسی صورت پیش آجائے تو وہ حج کے تمام امور انجام دیتی رہیں، صرف طواف اس وقت تک نہ کریں جب تک پاک نہ ہوجائیں۔ اس تاخیر سے ان پر دم واجب نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی طرح کا گناہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کا آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کرکے مسجد جا کر پورا طواف یا چار پھیرے کرسکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت بھی نہ ملے تو کچھ بھی واجب نہ ہوگا۔

اسی طرح وہ عورت جو جانتی ہے کہ اسکو عنقریب حیض آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کرسکتی ہے لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا، پھر ایام نحر گذرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا اور اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

الحمدللہ دسویں ذی الحجہ کو آپ نے طواف زیارت کرلیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ دس ذی الحجہ کے سارے کام انجام پا گئے۔ اللہ تعالی کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے آپ کو زندگی کی اتنی بڑی خوشی عطا کی، اپنے گھر بلایا، اپنے در کو چھونے کا موقع دیا، میدان عرفات میں قیام کی سعادت عطا کی۔ اب آپ مکمل طور پر احرام کی پابندیوں سے فارغ ہوگئے۔

فارغ ہوکر آپ پھر منی چلے جایئے۔ طواف زیارت کے بعد دو رات اور دو دن منی میں قیام کرنا ہے۔

گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کو حج کی اصطلاح میں ''ایام رمی'' کہتے ہیں، اس لئے کہ ان دنوں میں رمی ہی اہم عبادت ہے، اسکے لئے منٰی میں قیام کرنا سنت مؤکدہ اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور منٰی سے باہر مکہ یا کسی اور جگہ رات گذارنا ممنوع ہے۔

آپکے باقی اوقات بھی غفلت اور فضولیات میں صرف نہیں ہونے چاہیے۔ یوں تو مومن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور قیامت میں ہم کو اپنی عمر کے ایک ایک منٹ کا حساب دینا ہے، لیکن خاص کر یہ سفر اور اس کے بھی خاص ایام، اللہ تعالی ایمانی فہم وفراست نصیب فرمائے اور بندہ ان دنوں کی قدر کرلے تو بلا مبالغہ ان دو چار دنوں میں لاکھوں برس کی کمائی ہوسکتی ہے۔ نمازیں اہتمام سے پڑھیے اور ذکر،

دعا اور توبہ استغفار سے اپنے اوقات کو معمور رکھیئے۔

رمی کی راتوں میں رات کو منٰی میں رہنا سنت ہے، منٰی کے علاوہ کسی اور جگہ رہنا مکروہ ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں ہو یا راستہ میں۔ رات کا اکثر حصہ بھی کسی دوسری جگہ گزارنا مکروہ ہے۔ لیکن طواف زیارت کی ادائیگی کے سلسلہ میں اگر مکہ مکرمہ یا راستہ میں زیادہ وقت لگ جائے تو مضائقہ نہیں۔

گیارہ ذی الحجہ کو تینوں جمروں کی رمی کرنا ہے۔ منٰی کی بڑی مسجد سے جس کا نام مسجدِ خیف ہے، زوال کے بعد ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ اس مسجد خیف میں یا اپنی قیام گاہ پر ادا کریں اور رمی کے لئے نکل جائیں۔ آج رمی کا وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہو کر غروبِ آفتاب تک ہے، غروب آفتاب کے بعد مردوں کے لئے رمی کرنا مکروہ ہے۔

راستہ میں سب سے پہلے جمرۂ اولی ''چھوٹا شیطان'' آئے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح کل جمرۂ عقبہ کی رمی کی تھی، اس پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ، رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَ رِضًى لِلرَّحْمَانِ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے۔ ''یہ کنکری)'' شیطان کو ذلیل کرنے اور اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے مارتا ہوں،

پڑھا جائے۔

☆ رمی کے بعد دائیں جانب ہٹ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کریں۔ توبہ، استغفار اور تسبیح و ذکر کے بعد درود شریف پڑھیں، اپنے لئے دعا مانگیں، اپنے دوست واحباب کے لئے بھی دعا مانگیں۔

اس کے بعد آگے چلیں جمرۂ وسطی ''درمیانی شیطان'' پر آئیں اور اسی طرح سات کنکریاں ماریں، جس طرح ''جمرۂ اولی'' پر ماری تھیں اور ذرا ہٹ کر قبلہ

رخ ہوکر دعا مانگیں اور اتنی دیر ہی ٹھہریں جتنی دیر ''جمرۂ اولی'' پر ٹھہرے تھے۔ اس کے بعد جمرۂ عقبیٰ ''بڑے شیطان'' پر آئیں۔ اسی طرح سات کنکریاں اس کو بھی ماریں، جس طرح پہلے ماری تھیں، مگر اس جمرہ پر ٹھہرنے یا دعا مانگنے کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اس کے بعد سیدھے اپنی قیام گاہ پر چلے جائیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔

اگر آپ نے ۱۰، ذی الحجہ کو قربانی اور طواف زیارت نہیں کیا تو آج ۱۱، ذی الحجہ کو بھی کر سکتے ہیں۔

۱۲، ذی الحجہ کو تینوں جمرات کو بالکل اسی ترتیب اور اسی طریقے سے رمی کرنا ہے جس طرح ۱۱، ذی الحجہ کو آپ کر چکے ہیں۔ آج بھی رمی کا وقت زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے اور جمرۂ عقبیٰ کی رمی کے بعد وہاں ٹھہرنا نہیں ہے۔

اگر آپ نے ۱۰، یا ۱۱، ذی الحجہ کو قربانی اور طواف زیارت نہیں کیا تو آج ۱۲ ذی الحجہ کو کر سکتے ہیں۔

تینوں دنوں کی رمی کا ترک کر دینا :

ایک دن کی رمی ترک کر دی ہے تو ایک دم اور دو دن کی رمی ترک کر دی ہے تب بھی ایک دم اور اگر ایام منیٰ کی تمام رمیوں کو ترک کر دیا ہے تب بھی سب کے بدلہ میں صرف ایک قربانی واجب ہوگی۔

بارہویں کی رمی کے بعد تیرہویں کی رمی کے لئے منیٰ میں مزید قیام کرنے کا آپ کو اختیار ہے۔ آپ چاہیں تو بارہویں کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ غروب آفتاب سے قبل آپ منیٰ سے نکل جائیں۔ لیکن اگر بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے آپ منیٰ سے نہ نکل سکے تو اب منیٰ سے جانا مکروہ ہے۔ آپ

کو چاہیے کہ اب رات منیٰ ہی میں گزاریں اور تیرہویں تاریخ کو رمی کر کے مکہ معظمہ جائیں اور اگر منیٰ میں تیرہویں کی صبح صادق بھی ہوگئی تو اس دن کی رمی آپ پر واجب ہوگئی، اب رمی کیے بغیر منیٰ سے مکہ مکرمہ جانا جائز نہیں ہے۔ اگر رمی کیے بغیر چلے گئے تو دم دینا پڑیگا۔ تیرہویں تاریخ کی رمی اصل میں واجب نہیں ہے بلکہ افضل ہے لیکن اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہو جائے تو اس دن کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی یاد رکھو کہ ہر جمرہ پر سات کنکر سے زیادہ قصداً مارنا مکروہ ہے، شک ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مارے تو حرج نہیں ہے۔

۱۲-ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کے درمیان منیٰ سے ایک بار پھر یہ قافلہ مکہ معظمہ کی جانب رواں دواں ہے۔ یہ لوگ اپنی خوش بختی پے نازاں اور اس بات پر شاداں ہیں کہ انہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق تقویٰ کے ساتھ اپنی زندگی کے یہ رات دن گزارے۔

اب حج کے تمام ارکان ادا ہو چکے ہیں، صرف طواف وداع کرنا باقی ہے اور حج کی نعمتِ عظمیٰ آپ کو حاصل ہو چکی ہے۔

مناسک حج ایک نظر میں

حج کا پہلا دن ۸، ذی الحجہ	احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لئے روانگی۔ منیٰ میں آج کے دن، ظہر، عصر، مغرب، عشاء پڑھنی ہے اور رات کا قیام منیٰ میں کرنا ہے۔

حج کا دوسرا دن ۹، ذی الحجہ	فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر کے عرفات کے لئے روانگی، ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے، زوال کے بعد وقوف، عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے، غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی، مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور ایک تکبیر کے ساتھ ادا کرنی ہیں۔ رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے۔
حج کا تیسرا دن ۱۰، ذی الحجہ	مزدلفہ میں فجر کی نماز اور وقوف کے بعد منیٰ کے لئے روانگی۔ پہلے بڑے شیطان کی رمی کرنا، پھر قربانی کرنا، پھر سر کے بال منڈوانا یا کتروانا، پھر طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جانا ہے۔
حج کا چوتھا دن ۱۱، ذی الحجہ	زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک میں رمی کرنا، پہلے چھوٹے شیطان کی رمی کرنا، پھر درمیانی شیطان کی، پھر بڑے شیطان کی۔ طواف زیارت اگر گذشتہ کل ۱۰، ذی الحجہ کو نہیں کیا تو آج کرلیں۔ رات کا قیام منیٰ میں کرنا ہے۔
حج کا پانچواں دن ۱۲، ذی الحجہ	زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک میں۔ پہلے چھوٹے شیطان کی رمی کرنا، پھر درمیانی شیطان کی پھر بڑے شیطان کی۔ ۱۰، یا ۱۱، ذی الحجہ کو اگر طواف زیارت نہ کیا ہو تو آج کرلیں۔ مغرب سے پہلے مکہ مکرمہ کے لئے روانگی۔

اگر آپ ۱۳، ذی الحجہ کو منیٰ میں ٹھہرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو ۱۳، تاریخ کو

زوال سے پہلے بھی تینوں جمرات کی رمی کرنے کی گنجائش ہے،اور اگر تیرہ ذی الحجہ کو منی میں ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو تو ۱۲، ذی الحجہ کو مغرب سے پہلے ہی منی سے نکل جانا ضروری ہے۔

مکہ مکرمہ سے وطن واپسی پر طواف وداع کرنا واجب ہے۔اب آپ جب تک مکہ مکرمہ میں ہیں نفل طواف کا خوب اہتمام فرمائیں۔حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ طواف کرتے رہیں، حرم کی حاضری، طوافوں کی کثرت، جماعت کی نمازوں کی پابندی، تلاوت کلام پاک، کعبۂ معظّمہ کو عظمت ومحبت کی نگاہ سے دیکھنا اور توبہ استغفار اور دعاؤں کا اہتمام کریں، زندگی کے اس سنہری موقع کو غنیمت جان کر اپنے آپکو عبادات میں خوب مشغول رکھیں اور سیر وتفریح اور بیجا وقت گذاری سے پرہیز کریں۔

حتی المقدور صدقہ خیرات بھی کرتے رہیں۔اہالی مکہ سے محبت کریں، انکی عزت واحترام کا خیال رکھیں اور انکے ساتھ بے ادبی اور گستاخی سے پیش آنے سے پرہیز فرمائیں، نیز اس بات کا خیال رکھیں کہ پیارے رسول ﷺ نے اہل مکہ اور اہل عرب سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے، اگر انکی طرف سے کوئی تکلیف دہ بات پیش آ بھی جائے تو محبوب خدا ﷺ کی محبت کے پیش نظر عفوودرگذر سے کام لیں، بہت ممکن ہے کہ محبت رسول ﷺ کے خاطر کیا گیا یہ عمل ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

اس کے علاوہ چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام فرمائیں، کیونکہ یہاں جیسے ایک عبادت کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اسی طرح گناہ سرزد ہوگیا تو اس کا وبال بھی بہت بڑا ہے۔

بازاروں کی سیر وتفریح، خرید وفروخت، غیر محرم عورتوں کو دیکھنے، لایعنی باتیں، غیبت اور فضول وقت گذاری سے اپنے آپکو خوب بچائیں۔

۱۲-ذی الحجہ کو آپ کے تمام کام پورے ہو جاتے ہیں، اب حج کے سلسلہ کا کوئی کام آپ کے ذمہ باقی نہیں رہتا، صرف آپ کو مکہ معظّمہ سے رخصت ہونے سے پہلے رخصتی کا ایک طواف کرنا ہے، جسکو طواف وداع کہا جاتا ہے، اس کے سوا آپ پر حج سے متعلق شریعت کا کوئی خاص مطالبہ باقی نہیں رہتا، آپ چاہیں تو آج ہی مکّہ معظّمہ سے روانہ ہو سکتے ہیں، لیکن نہ آپ کو جانیکی عجلت ہوگی نہ ہی اتنی جلدی آپ کی روانگی کا انتظام ہو سکے گا، اس لئے لامحالہ آپ کو ابھی مکہ معظّمہ میں ٹھہرنا ہوگا۔ ٹھہریئے اور پوری خوشدلی سے ایک ایک دن کو غنیمت اور اللہ کی نعمت سمجھ کر استعمال کیجئے۔

بعض لوگوں کو دیکھا کہ حج سے فارغ ہو کر گھر جانے کے لئے بے انتہا بیتاب اور بے قرار ہوتے ہیں اور جانے کا انتظام ہونے تک جتنے دن مکہ مکرمہ ٹھہرنا پڑتا ہے، ان دنوں کو مصیبت سمجھتے ہیں اور نہایت بددلی اور شکوہ شکایت کے ساتھ ان ایام کو گذارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہ بہت بُری علامت اور محرومی کی بات ہے۔

طواف وداع

حج کے بعد جب مکہ معظّمہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو طواف وداع یعنی رخصتی کا طواف کیا جاتا ہے، یہ طواف مکہ سے باہر رہنے والے ''آفاقی'' پر واجب ہے، خواہ اسنے حجِ افراد کیا ہو یا قران کیا ہو یا تمتع۔

اہل حرم اور میقات کی حدود میں رہنے والے پر نیز صرف عمرہ کرنے والے پر یہ

طواف واجب نہیں ہے۔

جس عورت کو حیض آ رہا ہو یا نفاس کی حالت میں ہو اور مکہ سے رخصت ہونے کے وقت تک پاک نہ ہو تو اس سے طوافِ وداع معاف ہو جاتا ہے، ایسی عورت کو چاہئے کہ حرم شریف کے دروازہ سے باہر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے اور حرم شریف میں داخل نہ ہو۔

اگر ایسی عورت مکّہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو واپس آ کر طوافِ وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہوئی تو واجب نہیں۔

طواف وداع میں رمل نہ کریں اور ساتوں چکر عام چال کے مطابق چل کر ہی پورے کریں۔اسی طرح اس طواف کے بعد سعی بھی نہیں ہے۔طواف کے دوران خانۂ کعبہ کی جدائی پر اظہار تاسف کریں اور اگر آپکی آنکھیں آنسوں کے چند قطرے ٹپکا دے تو کیا ہی کہنا! ورنہ رونے کی شکل تو ضرور بنایئے ،طواف کے بعد طواف کی دو رکعت نماز پڑھیں ،نماز کے بعد زم زم پر جائیں اور خوب سیر ہو کر زمزم پئیں اور اپنے سینہ اور جسم پر لگائیں۔ ہو سکے تو اس کے بعد خانۂ کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دیں اور ملتزم پر منھ رکھ کر خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتے ہوئے نہایت عاجزی سے دعا مانگیں کہ یا اللہ آپ بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنایئے اور بار بار اس کی زیارت نصیب فرمایئے اور اگر یہ میری زندگی کی آخری زیارت ہو تو اے ارحم الراحمین آپ میری مغفرت فرمایئے اور میرے لئے اپنی رحمت سے جنت کا فیصلہ فرمایئے۔ممکن ہو تو حجر اسود کو بھی بوسہ دیں۔

اگر اس موقع پر آپکی آنکھیں آنسو کے چند قطرے گرا دیں تو بڑی مبارک

بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا "ھھنا تُسْکَبُ العَبْرات" یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں یعنی اس جگہ انسان کو رونا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے سامنے تشریف لائے پھر دونوں ہونٹ اس پر رکھ دیئے (اور) دیر تک روتے رہے، آپ نے جب التفات فرمایا اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی تو دیکھا وہ بھی رو رہے ہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (الترغیب و الترھیب ۲/۱۹۵)

بیت اللہ کی جدائی پر افسوس اور ندامت کا اظہار کیجئے، مسجد حرام سے الٹے پیر نکلنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، تاہم علماء کرام اور بزرگانِ دین نے کعبۃ اللہ کی عظمت کے خاطر ایسا کرنا بہتر بتایا ہے۔

مسجد حرام اور بیت اللہ کے آداب اور حقوق کے بارے میں اس عرصہ میں آپ سے جو کوتاہیاں ہوئیں اُن کی معافی مانگتے ہوئے مسجد حرام سے نکلیے اور حسب قاعدہ بایاں پاؤں پہلے نکالیے (باب الوداع یا کسی بھی دروازے سے) مسجد حرام سے باہر نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِی وَ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

اگر طواف زیارت کے بعد کسی نے کوئی نفل طواف کر لیا ہو اور رخصتی کا طواف یعنی "طواف وداع" کیے بغیر ہی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو جائے تو وہ نفل طواف

ہی طواف وداع کے قائم مقام ہو جائیگا، تاہم اصل یہی ہے کہ روانگی کے دن بلکہ زیادہ اچھا یہ ہے کہ خاص روانگی کے وقت ہی الوداع اور روانگی کی نیت سے آخری طواف کیا جائے۔

جو شخص بلا طواف وداع مکہ مکرمہ سے چلدیا ہو اگر وہ میقات سے باہر نہ نکلا ہو تو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف وداع کرنا واجب ہے، احرام کی ضرورت نہیں ہے اور اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے چاہے تو دم بھیجد ے اور دم بھیجنا ہی بہتر ہے، اس لئے کہ اس میں مساکین کا فائدہ ہے اور چاہے تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کے ارکان ادا کرے اس کے بعد طواف وداع کرے پھر رخصت ہو، اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں لیکن بلا وجہ ایسا کرنا بُرا ہے۔

میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے بلا احرام آنا منع ہے۔

اخیر میں شیخ المشائخ قطبِ دوران حضرت شبلی قدس سرہ کے ایک مرید حج کرکے آئے تو شیخ نے ان سے چند سوالات کئے تھے پھر مرید کو حج کے ہر عمل کی اصل روح سمجھائی تھی شیخ اور مرید کے درمیاں جاری شدہ دلچسپ اور روحانیت سے بھرا ہوا مکالمہ قلم بند کرکے ''حج تمتع'' کا بیان ختم کرتا ہوں۔

یہ مکالمہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل حج میں صاحب اتحاف السادۃ المتقین کے حوالے سے نقل کیا ہے، ہم اسے فضائل حج سے نقل کررہے ہیں:

حضرت شبلی قدس سرہ اور انکے ایک مرید کا

ایمان افروز مکالمہ

(۱)

شیخ	تم نے حج کا ارادہ اور عزم کیا تھا ؟
مرید	جی پختہ قصد حج کیا تھا۔
شیخ	اس کے ساتھ ان تمام ارادوں کو یکدم چھوڑنے کا عہد کرلیا تھا جو پیدا ہونے کے بعد سے آج تک حج کی شان کے خلاف کیئے تھے؟
مرید	یہ عہد تو نہیں کیا تھا۔
شیخ	پھر تم نے حج کا عہد ہی نہیں کیا۔

(۲)

شیخ	اچھا احرام کے وقت بدن کے کپڑے نکال دیے تھے؟
مرید	جی بالکل نکال دیئے تھے۔
شیخ	اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جدا کردیا تھا؟
مرید	نہیں ایسا تو نہیں ہوا تھا۔
شیخ	پھر تم نے کپڑے کیا نکالے؟ یعنی صرف کپڑے نکالنے سے کیا فائدہ؟

(۳)

شیخ	اچھا احرام کے وقت وضواور غسل سے طہارت حاصل کی تھی ؟
مرید	جی ہاں بالکل پاک صاف ہوگیا تھا۔
شیخ	اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزش سے پاکی حاصل ہوگئی تھی ؟
مرید	یہ تو نہ ہوئی تھی ۔
شیخ	پھر پاکی ہی کیا حاصل ہوئی ؟

(۴)

شیخ	لبیک پڑھی تھی ؟
مرید	جی لبیک پڑھی تھی ۔
شیخ	اللہ جل شانہ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا ؟
مرید	مجھے تو کوئی جواب نہ ملا۔
شیخ	پھر تم نے لبیک کیا کہی ؟

(۵)

شیخ	اچھا حرم پاک میں داخل ہوئے تھے ؟
مرید	جی ہاں داخل ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت ہر حرام کو ترک کرنے کا عزم کرلیا تھا ؟
مرید	یہ تو میں نے نہیں کیا تھا۔
شیخ	پھر تم حرم میں داخل ہی نہیں ہوئے ۔

(۶)

شیخ	اچھا مکہ مکرمہ کی زیارت کی تھی ؟
مرید	جی زیارت کی تھی۔
شیخ	اس وقت دوسرے عالم کی زیارت ہوئی تھی ؟
مرید	نہیں اس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی۔
شیخ	تب تم نے مکہ مکرمہ کی زیارت نہیں کی۔

(۷)

شیخ	اچھا مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے ؟
مرید	جی ہاں داخل ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت حق تعالی کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا تھا ؟
مرید	مجھے تو محسوس نہیں ہوا۔
شیخ	تب تو مسجد میں بھی داخلہ نصیب نہیں ہوا۔

(۸)

شیخ	اچھا کعبہ شریف کی زیارت کی تھی ؟
مرید	جی ہاں زیارت کی تھی۔
شیخ	وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا تھا ؟
مرید	مجھے تو نظر نہیں آئی۔
شیخ	پھر تم نے کعبہ شریف کو نہیں دیکھا۔

(۹)

شیخ	اچھا طواف میں رمل کیا تھا ؟
مرید	کیا تھا۔
شیخ	اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو ؟
مرید	نہیں میں نے ایسا نہیں محسوس کیا۔
شیخ	تم نے پھر رمل ہی نہیں کیا۔

(۱۰)

شیخ	اچھا حجر اسود پر ہاتھ رکھکر بوسہ دیا تھا ؟
مرید	جی ایسا کیا تھا۔
شیخ	(خوف زدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور فرمایا) تیرا ناس ہو، خبر بھی ہے کہ جو حجر اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ تعالی سے مصافحہ کرتا ہے، اور جس سے حق تعالی مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے، تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے ؟
مرید	مجھ پر تو امن کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔
شیخ	تو پھر تم نے حجر اسود پر ہاتھ رکھا ہی نہیں۔

(۱۱)

شیخ	اچھا مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھی تھی ؟

مرید	جی پڑھی تھی۔
شیخ	اس وقت تو اللہ جل جلالہ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر پہونچا تھا، کیا اس رتبہ کا حق ادا کیا تھا، اور جس مقصد سے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کردیا ؟
مرید	میں نے تو کچھ نہیں کیا۔
شیخ	پھر تو نے مقام ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی۔

(۱۲)

شیخ	اچھا صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے صفا پر چڑھے تھے ؟
مرید	جی ہاں چڑھا تھا۔
شیخ	وہاں کیا کیا ؟
مرید	سات مرتبہ تکبیر کہی، اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی
شیخ	کیا تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی ؟ اور انکی تکبیر کا تم کو احساس ہوا تھا ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	تب تم نے تکبیر کہی ہی نہیں۔

(۱۳)

شیخ	اچھا صفا سے نیچے اترے تھے ؟
مرید	جی اترا تھا۔

شیخ	اس وقت ہر قسم کی علت دور ہو کر تم میں صفائی آ گئی تھی ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر نہ تم صفا پر چڑھے نہ اترے۔

(۱۴)

شیخ	اچھا صفا مروہ کے درمیان دوڑے تھے ؟
مرید	جی دوڑا تھا۔
شیخ	اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کے پاس پہونچ گئے تھے ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم دوڑے ہی نہیں۔

(۱۵)

شیخ	اچھا مروہ پر چڑھے تھے ؟
مرید	چڑھا تھا۔
شیخ	تم پر وہاں سکینہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم مروہ پر چڑھے ہی نہیں۔

(۱۶)

شیخ	اچھا منیٰ گئے تھے ؟

مرید	گیا تھا۔
شیخ	وہاں اللہ جل شانہ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی کے حال کے ساتھ نہ ہو ؟
مرید	ایسی امیدیں نہیں ہوسکیں۔
شیخ	تب تم منی گئے ہی نہیں۔

(۱۷)

شیخ	مسجد خیف میں داخل ہوئے تھے ؟
مرید	جی داخل ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت اللہ جل شانہ کے خوف کا اسقدر غلبہ ہوگیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	تب تم مسجد خیف میں داخل نہیں ہوئے۔

(۱۸)

شیخ	اچھا عرفات کے میدان میں پہونچے تھے ؟
مرید	جی حاضر ہوا تھا۔
شیخ	وہاں یہ پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے ہو اور کیا کر رہے ہو اور اب کہاں جانا ہے؟ اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کی معرفت حاصل ہوئی تھی ؟

مرید	نہیں۔
شیخ	پھرتو تم عرفات بھی نہیں گئے۔

(۱۹)

شیخ	اچھا مزدلفہ گئے تھے ؟
مرید	جی گیا تھا
شیخ	وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا، جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے ؟
مرید	نہیں ایسا تو نہیں کیا تھا۔
شیخ	پھرتو مزدلفہ پہونچے ہی نہیں۔

(۲۰)

شیخ	اچھا منی جا کر جمرات کی رمی کی تھی ؟
مرید	کی تھی
شیخ	ہر کنکری کے ساتھ اپنے سابقہ جہل کو ختم ہو کر کچھ علم کی زیادتی محسوس ہوئی تھی ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم نے رمی بھی نہیں کی۔

(۲۱)

شیخ	منی میں جا کر قربانی کی تھی ؟

مرید	کی تھی
شیخ	اس وقت اپنے نفس کو ذبح کر دیا تھا ؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم نے قربانی نہیں کی۔

(۲۲)

شیخ	اچھا طواف زیارت کیا تھا ؟
مرید	جی کیا تھا۔
شیخ	اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے؟ اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و اکرام کی بارش ہوئی تھی؟ اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حج اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے اور جس کی زیارت کو کوئی جائے اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا اکرام کرے۔
مرید	مجھ پر تو کچھ منکشف نہیں ہوا۔
شیخ	تب تم نے طواف زیارت نہیں کیا۔

(۲۳)

شیخ	اچھا احرام کھولکر حلال ہوئے تھے ؟
مرید	ہوا تھا۔
شیخ	اس وقت ہمیشہ کے لئے حلال کمائی کا عہد کر لیا تھا ؟

مرید	نہیں۔
شیخ	تب تم حلال بھی نہیں ہوئے۔

(۴۴)

شیخ	اچھا الوداعی طواف کیا تھا ؟
مرید	کیا تھا۔
شیخ	اس وقت اپنے تن من دھن کو کلیۃ الوداع کہہ دیا تھا؟
مرید	نہیں۔
شیخ	پھر تم نے طواف وداع نہیں کیا۔ دوبارہ حج کو جاؤ اور اس کیفیت سے حج کر کے آؤ جو کیفیت میں نے تمہارے سامنے تفصیل سے بیان کی۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ طویل قصہ اس لئے نقل کیا ہے تاکہ اندازہ ہو جائے کہ اہل ذوق کا حج کسطرح ہوتا ہے؟ میرا اندازہ ہے کہ ہر دور میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوتے ہوں گے، جن کا حج ان کیفیات سے لبریز رہتا ہوگا۔ اللہ کے مخلص بندوں کی کمی نہیں مگر انہیں تلاش کرنا پڑتا ہے۔

حج قران اور حج افراد

اس کتاب میں ''حج تمتع'' کے متعلق تفصیل سے لکھا گیا ہے چونکہ اسمیں سہولت ہے اس وجہ سے عام لوگوں کو ''حج تمتع'' کرنے ہی کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

تاہم حج کی دو قسمیں اور ہیں جنکو حج قران اور حج افراد کہا جاتا ہے، احقر نے شروع کتاب میں وعدہ کیا تھا کہ ان دو قسموں کے مسائل بھی الگ سے بیان کئے جائینگے اسلئے اب حج قران اور حج افراد کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

"حج تمتع" اور "حج قران و حج افراد" میں معمولی سا فرق ہے:

قران اور تمتع میں تو یہ فرق ہے کہ تمتع میں میقات پر صرف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور مکہ معظمہ پہونچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے، اور ایام حج شروع ہونے پر مکہ معظمہ سے دوسرا احرام حج کی نیت سے باندھا جاتا ہے۔

اور قران میں میقات پر عمرہ اور حج دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے اور اسی ایک احرام سے حج اور عمرہ دونوں کو ادا کرنے کی نیت اسطرح کی جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِی وَ تَقَبَّلْهُمَا مِنِّی

ترجمہ: اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرتا ہوں، دونوں کو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔

چنانچہ قارن مکہ معظمہ پہونچ کر عمرہ کرتا ہے، لیکن عمرہ کا طواف اور سعی کر لینے کے بعد وہ بال نہیں منڈواتا بلکہ اسی طرح احرام کی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے منیٰ جاتا ہے اور آگے کا سارا عمل بھی اسی طرح کرتا چلا جاتا ہے جس طرح تمتع کرنے والا کرتا ہے۔

حج کی تینوں قسموں میں یہ قسم سب سے افضل ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ سے حج قران ہی کا احرام باندھا تھا۔

حج افراد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ میقات پر صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور اس طرح نیت کی جاتی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنّی

ترجمہ: اے اللہ میں حج کے احرام کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری جانب سے قبول فرما۔

اس احرام سے فقط حج ہی کیا جاتا ہے، حج سے پہلے عمرہ بھی نہیں کیا جاتا، افراد کرنے والا حاجی جو احرام میقات سے باندھتا ہے وہ حج سے پہلے نہیں کھول سکتا، اور دسویں تاریخ کو جمرۂ عقبی کی رمی کرنے، [illegible] اور بال کٹوانے تک احرام کی ساری پابندیاں اس پر بھی عائد رہتی ہیں۔

ان تینوں صورتوں میں حج کے اعمال اور پروگرام میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ ہاں حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں ہے اور حج افراد اور حج قران میں طواف قدوم سنت ہے، جبکہ حج تمتع میں طواف قدوم نہیں ہے۔

طواف قدوم کے بعد قارن کے لئے افضل یہ ہے کہ حج کی سعی پہلے کرلے اور اس صورت میں طواف قدوم میں رمل اور اضطباع بھی کرنا ہوگا، اور اگر طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو تو رمل نہ کرے۔

حج کی تینوں قسموں کا ذکر مکمل ہوا، اب آگے تینوں قسموں کے احکام پر اجمالی توجہ کرلیں۔

افعال تمتع

شرط	احرام عمرہ	۱
رکن	طواف عمرہ معہ رمل (رمل سنت ہے)	۲
واجب	سعی عمرہ	۳
واجب	سرمنڈوانا	۴

۵	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
۶	وقوفِ عرفہ	رکن
۷	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۸	رمیٔ جمرۂ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈوانا	واجب
۱۱	طوافِ زیارت	رکن
۱۲	سعی	واجب
۱۳	رمیٔ جمار	واجب
۱۴	طواف وداع	واجب

افعال افراد

۱	احرام	شرط
۲	طوافِ قدوم	سنت
۳	وقوفِ عرفہ	رکن
۴	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۵	رمیٔ جمرۂ عقبہ	واجب
۶	قربانی	اختیاری
۷	سر منڈانا	واجب

۸	طوافِ زیارت	رکن
۹	سعی	واجب
۱۰	رمیٔ جمار	واجب
۱۱	طوافِ وداع	واجب

افعال قران

۱	احرام حج وعمرہ	شرط
۲	طوافِ عمرہ معہ رمل (رمل سنت ہے)	رکن
۳	سعیٔ عمرہ	واجب
۴	طوافِ قدوم معہ رمل	سنت
۵	حج کی سعی	واجب
۶	وقوفِ عرفہ	رکن
۷	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۸	رمیٔ جمرہ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈانا	واجب
۱۱	طوافِ زیارت	رکن
۱۲	رمیٔ جمار	واجب
۱۳	طوافِ وداع	واجب

واضح رہے کہ ارکان میں سے کوئی رکن چھوٹ گیا تو حج ادا ہی نہیں ہوگا، اور واجبات میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو قربانی یا صدقہ سے اسکی تلافی کی جائیگی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حسب حکم باری تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو حج کے لئے عرفات لے گئے۔ بعدہ طوافِ زیارت (خانۂ کعبہ کا طواف) اور اس کے طریق بتائے۔ لہذا یہ دونوں رکن حج قرار پائے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے وقوف عرفہ کر کے غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ میں شب کا قیام فرمایا اس لئے اس کو واجب کہا گیا۔ بس روز آفرینش سے حج کی تکمیل میں یہی تین ارکان یعنی دو فرض اور ایک واجب رائج تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ان ارکان میں ''سعی'' (کوہ صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانا) منیٰ میں قربانی، رمیٔ جمار اور طوافِ وداع واجب کر دیئے گئے۔ لہذا جس نے یہ ارکان پورے کر لئے اس نے فریضۂ حج ادا کر لیا۔

حج کی تینوں قسموں کو سمجھنے کے بعد آئندہ صفحات میں حج بدل، نابالغ بچوں کی حج اور عورتوں کی حج سے متعلق شرعی ہدایات لکھی جاتی ہیں انکو بھی سمجھ لیں تاکہ وقتِ ضرورت عمل کیا جاسکے۔

نابالغ بچوں کے حج کا طریقہ

نابالغ لڑکے لڑکیاں دو طرح کے ہیں، ایک سمجھدار لڑکے۔لڑکیاں، جو نیتِ حج کر کے تلبیہ پڑھ سکتے ہیں اور افعال حج ادا کرنے کی عقل رکھتے ہیں۔ دوسرے بہت ہی چھوٹے اور ناسمجھ لڑکے۔ لڑکیاں، جو نیتِ حج اور افعال حج کی سمجھ نہیں رکھتے، دونوں کے حج کے طریقے مختلف ہیں :

قسم اول: سمجھدار بچے کے حج کا طریقہ یہ ہے کہ وہ بڑوں کی طرح خود نیت کر کے تلبیہ پڑھ کر احرام باندھینگے اور وہ تمام افعال حج جنہیں وہ خود کرنے پر قادر ہیں خود کرینگے۔ ان میں ولی نیابت نہیں کر سکتا۔ ایسے لڑکے اور لڑکیاں تمام ارکان اور واجبات خود ادا کریں۔

قسم دوم: ناسمجھ بچے کا والد اور والد ساتھ نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسکا قریب ترین ولی، بچے کو غسل کرا کر دو چادریں لپیٹ دے اور بچے کی طرف سے نیت کر کے تلبیہ پڑھے۔ اس طرح بچہ محرم ہو جائے گا۔ اب ولی بچے کو ممنوعاتِ احرام سے بچاتا رہے اور بچے کو ساتھ لے کر افعالِ حج کرائے۔ جن افعال میں نیت کی ضرورت ہو جیسے طواف، ان میں بچے کی طرف سے خود نیت کرے، اس کو اٹھا کر طواف اور سعی کرائے یا اپنے طواف اور سعی کے بعد اس کے لئے طواف اور سعی خود کرے یا اپنی مدد سے کرائے۔

دوگانہ طواف اس بچہ سے ساقط ہو جائے گا، اس لئے ولی اس کی طرف سے دوگانہ نہ پڑھے۔

ان کو ساتھ لئے بغیر اپنی رمی کے بعد اسکے لئے رمی کرے یا بچہ کو ساتھ لیکر اسکے ہاتھ پر یکے بعد دیگرے کنکریاں رکھ کر بچے سے کرائے۔

اتنا یاد رہے کہ دونوں قسم کے بچوں کا یہ حج بالا جماع فرض حج ادا نہیں ہوگا بلکہ نفلی حج ہوگا اور ولی کو اس کا ثواب ملے گا۔

اگر ناسمجھ بچے نے لوگوں کو دیکھ کر یا کسی کے کہنے پر خود احرام باندھ کر حج کیا تو اس حج کا اعتبار نہیں ہوگا اور یہ حج نہ تو فرض ہوگا اور نہ نفل۔

دونوں قسم کے بچوں کا احرام لازم نہیں ہے یعنی اگر بچے نے احرام باندھنے

کے بعد احرام کو فسخ کر دیا یا حج کے تمام یا بعض ارکان و واجبات کو ترک کر دیا تو اس پر نہ تو کوئی جزا واجب ہوگی اور نہ ہی قضا واجب ہوگی۔ ایسی حالت میں بس اس کا نفلی حج مکمل نہیں ہوگا۔

حج بدل

حج بدل کے معنی ہیں کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنا۔ کسی دوسرے کی طرف سے نفل حج یا عمرہ کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ صرف حج کرنے والے میں اہلیت یعنی اسلام اور عقل وتمیز کا ہونا کافی ہے۔ البتہ کسی دوسرے شخص سے فرض حج کرانے کے لیے (۲۰) شرطیں ہیں۔

ان شرائط کو جاننے سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ حج کرانے والے کو آمر ''حکم کرنے والا'' کہتے ہیں اور جو دوسرے کے حکم سے حجِ بدل کرتا ہے اس کو مامور ''حکم کے مطابق کام کرنے والا'' کہتے ہیں۔

۲۰ شرطیں یہ ہیں:

۱ جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہو چکا ہو۔

۲ حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے عاجز یا مجبور ہو گیا ہو۔

۳ مرتے وقت تک عاجز ہی رہا ہو۔

۴ آمر اور مامور دونوں مسلمان ہوں۔

۵ آمر اور مامور دونوں عاقل ہوں۔

۶ مامور کو اتنی تمیز ہو کہ حج کے افعال سمجھتا ہو۔ اگر عورت مرد کی طرف سے حج بدل کرے تو جائز ہے مگر مرد سے حج بدل کرانا افضل ہے اور ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو عالم باعمل ہو، مسائل سے واقف ہو اور اپنا حج ادا کر چکا ہو۔

۷ اگر اپنی زندگی میں حج بدل کرائے تو دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم دینا اور اگر وصیّت کر کے مرگیا تو وارث کا حکم دینا شرط ہے۔ اگر میت نے وصیت نہیں کی لیکن وارث یا کسی اجنبی شخص نے اس کی طرف سے خود حج کیا یا کسی دوسرے شخص سے کروایا تو انشاء اللہ تعالی اس میت کا فرض ادا ہو جائیگا اور اس صورت میں آگے آنے والی کوئی شرط لازم نہیں ہوگی۔

۸ سفر میں سارا مال یا اس کا اکثر حصہ حج کرانے والے کے مال سے خرچ ہونا۔ اگر مامور نے اپنے روپے سے حج کیا اور بعد میں آمر کے مال سے وصول کرلیا تو آمر کا حج ادا ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا۔

۹ احرام باندھتے وقت یا حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔

۱۰ صرف ایک شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھنا۔

۱۱ صرف ایک حج کا احرام باندھنا۔

۱۲ اگر آمر نے کسی معین شخص کا نام لیا ہو تو اسی شخص کا آمر کی طرف سے حج کرنا اور اگر اختیار دیا ہو کہ کسی سے بھی کروا دیا جائے تو کسی سے بھی کرایا جا سکتا ہے۔ اور آمر کے لئے بھی یہی مناسب ہے۔

۱۳ مامور معین کا متعین ہونا یعنی اگر آمر نے یہ کہا ہو کہ فلاں شخص ہی حج کرے، کوئی دوسرا نہ کرے تو کسی دوسرے سے کرانا جائز نہ ہوگا، اور اگر دوسرے کی نفی نہیں کی تو جائز ہو جائے گا۔ لیکن جس کو نامزد کیا گیا ہے اگر اس نے انکار کر دیا اور وارث نے کسی دوسرے سے کرایا تو جائز ہے۔

۱۴ اگر تہائی ترکہ خرچ کے لئے کافی ہو تو آمر کے وطن سے حج کرانا ورنہ میقات سے پہلے گنجائش کے مطابق جس جگہ سے ہو سکے ادا کروایا جائے۔

۱۵ اگر تہائی مال میں گنجائش ہو تو سواری پر حج کرنا۔

۱۶ حج یا عمرہ جس چیز کا حکم کیا ہے اسی کے لئے سفر کرنا۔ اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے اوّل عمرہ کیا اور پھر میقات پر لوٹ کر اسی سال یا آئندہ سال حج کا احرام باندھا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

۱۷ آمر کی میقات سے احرام باندھنا۔ اگر مامور نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ مکرمہ جا کر حج کا احرام باندھا اور حج کر لیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں رہنے والوں سے حج بدل کرانا غلط ہے۔ اس صورت میں حج کرنے والے کا اپنا حج ادا ہوگا۔ جس کی طرف سے کرایا گیا ہے اس کا نہیں ہوگا۔ لیکن نفلی حجِ بدل کسی سے بھی کرایا جا سکتا ہے۔

۱۸ حج کا فاسد نہ ہونا

۱۹ حج کا فوت نہ ہونا۔

۲۰ آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرنا۔ اگر آمر نے افراد یعنی صرف حج کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع یا قِران کر لیا تو مخالف ہوا اور آمر کو روپیہ واپس کرنا ہوگا اور وہ حج مامور کا اپنا ہوگا۔ یہاں تین باتیں یاد رکھیں:

(الف) حج بدل کرنے والے کو افراد کرنا چاہیئے۔

(ب) حج قران کرنا، آمر کی اجازت سے جائز ہے لیکن دمِ قران اپنے پاس سے دینا ہوگا۔ آمر کے روپیہ سے بلا اجازت دینا جائز نہیں ہے۔

(ج) حجِ تمتع کرنا، حج بدل میں تمتع کرنے کا مسئلہ ذرا پیچیدہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تمتع میں حج کا احرام آمر کی میقات سے نہیں ہوتا بلکہ مکہ مکرمہ میں ۸، ذی الحجہ کو باندھا جاتا ہے، اس لئے محتاط علماء نے حج میں تمتع کی ممانعت کی ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر آمر اپنی طرف سے حج تمتع کی اجازت دیدے تب بھی آمر کا حج نہیں ہوگا، جیسا کہ معلم الحجاج میں علماء تحقیق سے منقول ہے اور اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

باقی دوسری کتبِ فقہ کی عبارت سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آمر کی اجازت سے حجِ تمتع کرنے سے آمر کی طرف سے حج ہو جائیگا۔ اس اختلاف کا حل یہ ہے کہ آمر اگر خود زندہ ہے، معذوری کی بناء پر حج نہیں کرسکتا، اور حج تمتع کی اجازت دیتا ہے تو ایسی صورت میں آمر کی اجازت سے حج تمتع ہو جائیگا۔ اس طرح جس پر حج فرض ہو اور مرتے وقت وصیت کی کہ میری طرف سے حج تمتع کروایا جائے، تو ایسی صورت میں حج تمتع کرنے سے آمر کی جانب سے حج ہو جائیگا۔ لیکن مرنے والے نے اگر مطلق حج کی وصیت کی ہے اور ورثاء نے حج بدل کرنے والے کو حج تمتع کی اجازت دے دی تو ایسی صورت میں ورثاء کی اجازت سے تمتع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ میت کا حج میقاتی ہونا ضروری ہے، اور جو حج تمتع کرے گا اس کا حج، حجِ مکہ ہو جائیگا۔ اگر ورثاء کی اجازت سے تمتع کرے گا تو مامور پر روپیہ واپس کرنا لازم نہیں ہے لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔ حج بدل کرانے والوں کو اس معاملہ میں خاص احتیاط کرنی چاہیئے۔ احرام کی طوالت سے آمر کا حج خراب نہ کرنا چاہیئے، اس معاملہ میں اکثر لوگ حج بدل کے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے غلطی کر بیٹھتے ہیں۔

نوٹ:(۱) جس پر خود حج فرض نہیں ہے اور اس نے پہلے حج نہیں کیا ہے اس کو حج بدل کے لئے جانا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لئے اس کو بھیجا جائے جس نے اپنا حج کرلیا ہو۔
(۲) جس پر حج فرض ہو گیا ہے اور ابھی ادا نہیں کیا ہے، اس کو حج بدل کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔
(۳) والدین میں سے کوئی فوت ہو جائے اور ان کے ذمہ حج فرض ہو اور ادائیگی کی وصیت نہ کی ہو تو بیٹے کے لئے مستحب ہے کہ والدین کی طرف سے بطور احسان حج کرائے یا خود ان کی طرف سے حج کر لے۔ ایسی حالت میں شرط نمبر ۷، کے بعد والی شرائط عائد نہیں ہونگی اور اگر خود یا کسی دوسرے شخص سے مکہ مکرمہ ہی سے حج کرائے تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ میت کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔
(۴) والدین میں سے کوئی ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ ان پر حج فرض نہیں ہوا تھا اور بیٹے صاحب حیثیت ہو جائیں تو والدین کی طرف سے فرض والا حج بدل تو نہیں کروایا جائیگا، اس لئے کہ ان پر حج فرض نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی بیٹے کو چاہیئے کہ والدین کی طرف سے برائے ثواب حج کرادے یا خود ان کی طرف سے حج کر لے۔ ایسی حالت میں بھی شرط نمبر ۷، کے بعد والی شرطیں عائد نہیں ہونگی اور خود یا کسی دوسرے شخص سے مکہ مکرمہ سے بھی حج کرا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حدیث یاد رکھیں، رسول اللہ ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے خیر و رحمت کی دعا کرتے رہو اور اللہ سے ان کے واسطے مغفرت اور بخشش مانگو۔
حج کے ذریعہ والدین کو ثواب پہنچانا مغفرت اور بخشش مانگنے کے برابر ہے۔
(۵) ایک حدیث میں ہے، جس نے اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کیا تو بیشک

اس نے ان کی طرف سے حج ادا کر دیا اور خود اسکو دس زائد حج کا ثواب ملے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کا کوئی اور فرض ادا کیا تو ایسا کرنے والا قیامت کے دن ابرار کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ (کنز العمال)

(۶) جس نے اپنا فرض حج ادا کر لیا ہو اسکے لئے نفل حج کرنے کے بجائے حجِ بدل کرنا افضل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو میت کے لئے ایک حج لکھا جائیگا اور حج کرنے والے کو سات حج کا ثواب ہوگا۔

(۷) اُجرت پر حج کرانا کسی حالت میں جائز نہیں ہے اسلئے ٹھیکہ یا اجرت پر حج کرنے والوں سے حج بدل نہ کرائیں۔ بعض لوگ مصارف کا ٹھیکہ کر لیتے ہیں۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ سنا گیا ہے کہ بعض معلمین اور ٹھیکہ پر کام کرنے والے لوگ چند آدمیوں کی طرف سے روپیہ وصول کر کے ایک آدمی سے حج کرا دیتے ہیں اور سب کو ثواب بخش دیتے ہیں، اگر ایسا ہوتا ہو تو بہت ہی بری بات ہے، اس سے احتیاط کریں۔

نوٹ:- (الف) حج بدل کی نیت اس طرح کریں:

یا اللہ! میں اپنے والد یا فلاں کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان بنا دے اور قبول فرما لے۔

(ب) زندہ یا مردہ لوگوں کی طرف سے طواف یا عمرہ کریں تو اس کی نیت بھی اسی طرز پر ہوگی۔

حج بدل کے اخراجات سے متعلق ضروری مسائل

(۱) حج بدل کرنے والے کو اتنا خرچ ملنا چاہیئے کہ آمر کے وطن سے مکہ مکرمہ تک جانے اور واپس آنے کے لئے درمیانی طور پر کافی ہو جائے، نہ تنگی ہو اور نہ فضول خرچی۔

(۲) مصارف میں سواری، کھانے پینے کا سامان، سفر کے کپڑے، کپڑوں کی دھلائی، حمالی، مکان کا کرایہ وغیرہ جن جن چیزوں کی ضرورت ہو، مامور کی حیثیت کے مطابق سب داخل ہیں اور آمر کے مال سے بلاتنگی وفضول خرچی کے مذکورہ اخراجات میں خرچ کرنا جائز ہے۔

(۳) مامور کو آمر کے مال سے کسی کی دعوت کرنا، کسی کو کھانے میں شریک کرنا، یا صدقہ دینا یا قرض وغیرہ دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر آمر نے ان سب امور کی اجازت دی ہو تو جائز ہے۔

(۴) فقیہ ابو اللیثؒ نے ہر اس چیز میں آمر کا مال صرف کرنا جائز کہا ہے جس کو عام طور پر حجاج کرتے ہوں، اور ذخیرہ میں اسی کو مختار لکھا ہے، مگر پھر بھی احتیاط اسی میں ہے کہ آمر سے جملہ امور میں صرف کرنے کی اجازت حاصل کر لے تاکہ تنگی اور مؤاخذہ نہ ہو، آمر کو بھی چاہیئے کہ مامور کو حج کے نفقہ کے علاوہ کچھ زائد رقم بھی بطور ہدیہ دے دے تاکہ خرچ کرنے میں سہولت رہے اور حساب کتاب رکھنے کی تکلیف نہ ہو۔ البتہ یہ خیال ضرور رہے کہ حج کے لئے دیا جانے والا نفقہ مامور کو ہبہ (بخشش) نہ کرے، کیونکہ اس صورت میں وہ مامور کی ملک ہو جائے گا اور آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

(۵) مامور سے کوئی جنایت ہو جائے تو دمِ جنایت اپنے مال سے دے، بلا اجازتِ آمر اس کے مال سے دینا جائز نہیں ہے۔

(۶) حج سے فراغت کے بعد آمر کے مال سے نقد رقم سامان وغیرہ آمر یا اس کے ورثاء

کو واپس کرنا واجب ہے۔ ہاں اگر وہ ہبہ کر دے تو لینا درست ہے

عورت کے حج کا طریقہ

شروع کتاب میں حج تمتع کے باب میں جہاں جہاں عورتوں کا جداگانہ حکم تھا وہاں اسکو الگ بیان کیا جاچکا ہے تاہم یہاں عورتوں کے حج کے کچھ احکامات الگ سے لکھے جارہے ہیں تاکہ عورتیں خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور بآسانی عمل کر سکیں۔

عورتیں حج کے تمام افعال مردوں ہی کی طرح کریں لیکن چند امور میں ان کے لئے مردوں سے مختلف حکم ہے اور کچھ امور عورتوں ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان سب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) بہت سی عورتیں حج یا عمرہ کے لئے بغیر محرم اور بغیر شوہر کے چل دیتی ہیں، عورت کا بغیر محرم کے حج یا عمرہ کے لئے جانا ناجائز اور گناہ ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے، اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے یہ سن کر ایک شخص نے کہا، یارسول اللہ ﷺ میرا نام تو فلاں فلاں جہاد میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے نکلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو جہاد میں نہ جا بلکہ اپنی عورت کے ساتھ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

(۲) کتنی عورتیں فرضی محرم یعنی کسی کو منہ بولا باپ یا بیٹا یا بھائی بنا کر حج یا عمرہ کے لئے چلی جاتی ہیں، شریعت میں ان رشتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ایسا کرنا گناہ ہے۔ اسلامی قانون کے ساتھ ایسا مذاق جائز نہیں۔ ایسی صورت میں

عورت کا حج یا عمرہ تو ہو جائیگا لیکن ساتھ ہی ساتھ نامۂ اعمال میں ایک گناہ بھی درج ہوگا اور مرد تو مفت ہی میں گناہ مول لے گا۔

(۳) بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ بغیر محرم کے چند عورتوں کے ساتھ مل کر حج یا عمرہ کے لئے جانا درست ہے، ان کا یہ خیال غلط ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہ ممانعت جوان اور بوڑھی ہر عورت ہر ایک کے لئے ہے۔ مومن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کریں، اور نفس کی خواہش پر نہ چلیں۔

(۴) جس عورت پر حج فرض ہوگیا ہے لیکن ساتھ جانے کے لئے محرم نہیں ملتا اس کو چاہیئے کہ محرم ملنے تک حج کو ملتوی کر دے۔ اس مجبوری کی وجہ سے حج میں جو تاخیر ہوگی اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اگر عمر بھر کوئی محرم نہ ملے تو ایسی عورت پر مرتے وقت حج بدل کی وصیت کرنا واجب ہے۔

(۵) عدت والی عورت ایام عدت میں قطعاً حج کے لئے نہ جائے۔ اس کے لئے اس حالت میں حج کا سفر کرنا حرام ہے۔ کیونکہ عورت کے لئے ان ایام میں شرعی سفر ۴۸ میل "تقریبا ۷۸ کیلومٹر" سے کم مسافت پر بھی نکلنا جائز نہیں ہے۔ عورت عدت کی حالت میں کسی شدید مجبوری کی وجہ سے صرف دن کو گھر سے باہر نکل سکتی ہے، رات کو ہر حالت میں عدت والے گھر میں لوٹنا واجب ہے اور اسی گھر میں رات گذارنا ضروری ہے۔ ظاہر بات ہے کہ حج میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ پس عورت طلاق یا موت کی عدت میں حج کے لئے نہ نکلے۔ اگر عورت نے عدت کی حالت میں حج کرلیا تو اس کا حج تو ہو جائے گا لیکن گنہگار ہوگی۔

(۶) احرام باندھتے وقت مردوں کی طرح تہبند باندھنے اور چادر اوڑھنے کا حکم عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ عورت کو روزمرہ کے سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز

ہے، خواہ رنگین ہوں۔ موزے اور دستانے بھی پہن سکتی ہے لیکن اولی یہ ہے کہ نہ پہنے۔ ریشمی سلا ہوا کپڑا، سونا اور ہر قسم کے زیور پہن سکتی ہے۔ ایسا جوتا بھی پہن سکتی ہے جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی بھی چھپ جائے۔

(۷) مرد کی طرح سر کو کھلا نہ رکھے۔ عورت کے لئے سر ڈھانکنا واجب ہے۔ عورت کو چاہئے کہ احرام کی حالت میں سر پر چھوٹا رومال باندھ لے تاکہ سر نہ کھلے۔ لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ رومال پیشانی پر نہ آجائے ورنہ جزا لازم ہوگی۔ کیونکہ احرام کی حالت میں عورت کی پیشانی پر کپڑا لگنا جائز نہیں ہے۔ سر پر رومال باندھنے کا حکم وجوب ستر کے لئے ہے نہ کہ احرام کے لئے۔ کیونکہ عورت کے سر میں احرام نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر سر کھلا رکھے تو جنایت لازم نہ ہوگی۔ اجنبی مرد کے سامنے رومال باندھنا واجب ہے اور سر کھولنا گناہ ہے۔ یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ عورتیں احرام کے وقت سر پر ایک کپڑا باندھ لیتی ہیں اور اس کو عورتوں کا احرام سمجھتی ہیں یہ غلط ہے۔ اصل میں رومال سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے تاکہ سر کی اوڑھنی سرکتے رہنے کی وجہ سے بال نہ ٹوٹیں۔ وضو کے وقت کپڑا کھول کر سر کے بالوں پر مسح کرے۔

بعض عورتیں کپڑے ہی پر مسح کر لیتی ہیں یہ غلط ہے۔ ایسا کرنے سے مسح نہیں ہوگا، جب مسح نہیں ہوگا تو وضو بھی نہیں ہوگا اور وضو نہیں ہوگا تو نماز کیسے صحیح ہوگی؟ لہذا بہت احتیاط برتیں اور صحیح طریقہ سے مسح کریں۔ اسی طرح پاکی کے غسل کے لئے بھی سر سے رومال اتار کر غسل کریں اور بالوں کو پورے طور پر دھوئیں تاکہ جڑوں میں بھی پانی پہنچ جائے اور تمام بدن کو دھوئیں، لیکن خوشبو والا صابون

استعمال نہ کریں، نہ میل اتاریں۔

(۸) تلبیہ بلند آواز سے نہ کہیں۔

(۹) رمل نہ کریں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح طواف میں تیز تیز چلنا شروع کردیتی ہیں یہ غلط ہے۔

(۱۰) عورت کے لئے مستحب ہے کہ اگر مطاف میں مردوں کا ہجوم ہو تو خانہ کعبہ سے دور رہ کر طواف کرے۔ دیکھا گیا ہے کہ مطاف میں عورتیں مردوں کے ساتھ مِل جُل کر چلتی ہیں اور ہجوم میں ان کے کھلے ہوئے اعضاء مردوں کے اعضاء سے مس ہوجاتے ہیں، اس طرح مخلوط طواف کرنا سخت گناہ کا کام ہے۔

اسی لئے عورتوں کو ایسے وقت میں طواف کرنا چاہئے جب مردوں کا ہجوم نہ ہو۔ اسی طرح ہجوم کے وقت حجرِ اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے۔ صرف اشارے سے استلام کرلینا بہتر ہے۔

(۱۱) اس بات کا عورتیں خاص خیال رکھیں کہ جیسے جیسے ۸، ذی الحجہ کا دن قریب آتا جاتا ہے ہجوم بڑھتا جاتا ہے اور آٹھ ذی الحجہ سے چند دن پہلے تو یہ عالم ہوتا ہے کہ فرض نماز کی جماعت سے چند منٹ پہلے مردوں کو نماز کے لئے جگہ ملنی مشکل ہوجاتی ہے اور عورتوں کے لئے تو تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے طواف ایسے وقت میں شروع کریں کہ جماعت کھڑی ہونے سے کافی پہلے فارغ ہوجائیں۔

(۱۲) طواف کے ختم پر اگر مقام ابراہیم پر مردوں کی کثرت ہو تو طواف کی دوگانہ وہاں نہ پڑھے، بلکہ مردوں کے ہجوم سے الگ حرم میں کسی دوسری جگہ پڑھے۔

(۱۳) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت دو سبز ستونوں کے درمیان نہ دوڑے بلکہ عام رفتار سے چلے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ عورتیں نہ صرف سبز ستونوں

کے درمیان دوڑنا شروع کر دیتی ہیں، بلکہ بعض عورتیں تو پوری سعی میں دوڑتی رہتی ہیں، یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

(۱۴) مردوں کے ہجوم کے وقت صفا اور مروہ کی کشادہ جگہ تک نہ چڑھے۔

(۱۵) عورت کو چاہئے کہ سعی کرتے وقت جنگلے سے (معذورین کی سعی کے لئے بیچ میں بنا ہوا راستہ) قریب ہو کر چلیں۔ اس طرح مردوں کے ہجوم سے بچی رہینگی۔

(۱۶) احرام سے حلال ہونے کے لئے سر نہ منڈوائے بلکہ تمام سر کے بالوں یا چوتھائی سر کے بالوں سے لمبائی میں انگلی کے ایک پور کے برابر کاٹ لے۔

آسان طریقہ یہ ہے کہ لٹکے ہوئے بال کے کونے کو انگلی پر لپیٹ کر ایک پورے سے کچھ زائد کاٹ لے۔ لیکن خیال رہے کہ سر کے لٹکے ہوئے بالوں میں سے کم از کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے سے کچھ زائد کاٹے جائیں۔

(۱۷) گھر سے روانگی کے وقت عورت اگر ایام سے ''حالت حیض میں'' ہو تو اس حالت میں احرام باندھ سکتی ہے، احرام باندھنے کی نیت سے نہا دھولے۔ ایسی حالت میں اگر غسل نقصان دہ ہو تو وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر تلبیہ پڑھے۔ احرام کی نماز نہ پڑھے۔

(۱۸) احرام باندھنے کے بعد عورت اگر حائضہ ہو جائے تو احرام ختم نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے۔ وہ احرام سے اسی وقت نکلے گی جب سارے ارکان ادا کر کے بال کٹالے گی۔

(۱۹) حائضہ عورت مکہ مکرمہ پہونچ کر اپنی رہائش گاہ پر قیام کرے اور مسجد حرام نہ جائے، اس لئے کہ حیض یا نفاس والی عورت کے لئے حالت حیض ونفاس میں مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ اس عرصہ میں تلبیہ، تکبیر و تہلیل اور تسبیحات پڑھتی رہے۔

جب ایام سے فارغ ہو جائے تو پاکی کا غسل کرے اور باوضو حرم شریف جا کر عمرہ کے افعال ادا کرے یعنی طواف کرے، دوگانہ طواف پڑھے، سعی کرے اور اوپر لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق بال کٹائے۔

(۲۰) اگر ۸، ذی الحجہ سے پیشتر ایام سے ہو جائے تو اسی حالت میں حج کا احرام باندھے، حج کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھے۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں نمازیں نہ پڑھے۔ تلبیہ، تکبیر و تہلیل اور تسبیحات پڑھتی رہے۔ اگر اب بھی ایام سے ہے تو طواف زیارت نہ کرے، جب پاک ہو جائے تو فوراً طوافِ زیارت کرلے۔

(۲۱) حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت اگر اپنے وقت سے مؤخر ہو گیا تو دم واجب نہیں ہوگا لیکن خیال رہے کہ طواف زیارت حج کا رکن ہے، اس کا کوئی بدل نہیں ہے اور یہ ساقط بھی نہیں ہوتا، اس لئے جب تک طوافِ زیارت نہیں کرے گی، حج ادا نہ ہوگا۔

(۲۲) اگر طواف کے دوران حیض آجائے تو طواف بند کردے اور مسجد سے باہر آجائے اور سعی چونکہ طواف کے تابع ہے اس لئے سعی بھی نہ کرے۔ پاک ہونے کے بعد طواف اور سعی کرے۔

(۲۳) طواف سے فارغ ہوتے ہی حیض آ گیا تو حالت حیض میں سعی کرنا جائز ہے، کیونکہ سعی کے لئے پاکی لازم نہیں ہے۔

حالت حیض میں طواف اس لئے جائز نہیں ہے کہ مطاف مسجد کے اندر ہے اور سعی اس لئے جائز ہے کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی جگہ مسجد کی جگہ نہیں ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کی اب تو سعی کی جگہ بھی مسجد حرام میں داخل ہوگئی ہے تو یہ بات غلط ہے، اس لئے کہ مکہ مکرمہ کے معتبر اور با اثر لوگوں کی معرفت امام الحرمین

سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ سعی کی جگہ پہلی حالت ہی میں رکھی گئی ہے، اس کو مسجد کے حدود میں داخل نہیں کیا گیا۔

(۲۴) حائضہ عورت کے لئے نماز اور تلاوتِ قرآن کے علاوہ باقی ذکر اور درود و وظائف پڑھنا جائز ہے منع نہیں ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت (پاک صاف ہوکر) وضو کر کے جتنی دیر نماز ادا کرنے میں ہوتی تھی اتنی دیر "سُبْحَانَ اللّٰہِ"، "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" وغیرہ دعائیں پڑھتی رہے تاکہ عبادت کی عادت باقی رہے۔

(۲۵) اگر حیض و نفاس والی عورت کے ہمراہی "ساتھی" وطن کے لئے روانہ ہو رہے ہوں اور وہ حیض و نفاس سے پاک نہ ہوئی ہو تو اسے طوافِ وداع کا ترک کرنا جائز ہے، اس سے طواف وداع ساقط ہو جائیگا اور ترک کر دینے سے دم واجب نہ ہوگا۔

اس حالت میں وطن روانہ ہوتے وقت وہ مسجد حرام میں داخل نہ ہو بلکہ باب وداع یا کسی اور دروازے کے باہر کھڑے ہو کر دُعا کر لے۔ خانۂ کعبہ کی دور ہی سے زیارت کر لے اور روانہ ہو جائے۔

(۲۶) عورتوں میں جو یہ مشہور ہے کہ حج یا عمرہ کے سفر میں پردہ نہیں ہے، یہ جہالت کی بات ہے۔ ایسی عورتیں بے پردہ ہو کر خود بھی گنہگار ہوتی ہیں اور نظر ڈالنے والے مردوں کو بھی گنہگار بناتی ہیں۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہے:

ہم عورتیں حج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں اور احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں، پھر جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تو ہم اپنی چادر سر کے اوپر سے لٹکا کر پردہ کر لیتی تھیں، جب وہ مرد آگے

بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں (معارف الحدیث)

عورتوں کے لئے ایک اہم مسئلہ

کسی عورت نے تمتع کی نیت سے احرام باندھا اور مکہ معظمہ پہونچنے سے پہلے یا مکہ معظمہ پہونچنے کے بعد عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے ہی اس کو حیض یا نفاس شروع ہوگیا اور خون جاری رہا یہاں تک کہ ۸، ذی الحجہ یعنی منیٰ جانے کا دن آگیا تو ایسی عورت عمرہ ترک کردے اور ممنوعات احرام (خوشبو لگانا، ناخن کاٹنا وغیرہ) میں سے کوئی فعل کرکے سر کے بال کھول کر اس میں تیل ڈال کر کنگھی کرکے عمرہ کا احرام کھول دے پھر صفائی کا غسل کرکے "حج کا احرام" باندھ کر تلبیہ پڑھ لے اور منیٰ چلی جائے اور حج کے تمام افعال ادا کرتی رہے اور حیض یا نفاس بند ہونے کے بعد پاکی کا غسل کرکے طوافِ زیارت اور سعی کرے اور اس عورت کا حج "حج افراد" شمار ہوگا۔

حج سے فراغت کے بعد اس چھوڑے ہوئے عمرہ کی قضاء کی نیت سے ایک عمرہ کرلے اور قربانی یعنی دم دے وہ دم جو سابق عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا۔

ایسی عورت پر "حج تمتع" کے شکرانے کا "دم" واجب نہیں ہے اس لئے کہ اس کا حج، حجِ افراد ہوا ہے اور حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں ہے۔

(خیر الفتاوی، ۴/۲۳۳، عینی شرح بخاری ۱۰/۱۲۳، مشکوۃ ۵/۳۰۶-۳۰۷)

نوٹ: جس عورت کو اپنی عادت کے مطابق اس بات کی امید نہ ہو کہ وہ پاک ہو کر ایام حج سے پہلے عمرہ ادا کرسکیگی اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ "حج افراد" کا احرام باندھے تاکہ عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے جو دم واجب ہوتا ہے وہ لازم نہ

آئے۔

عورتوں کا ایک اور اہم مسئلہ

۲۴ تا ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۷ء حج ہاؤس ممبئی میں منعقد ہونے والے دسویں فقہی سمینار مین حج وعمرہ سے متعلق جو اہم تجاویز اور فیصلے سامنے آئے تھے ان میں تجویز نمبر۱۰، حسب ذیل قرار پائی تھی۔

تجویز نمبر۱۰: اگر طواف زیارت سے پہلے کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجائے اور اسکے پہلے سے متعین پروگرام میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ وہ حیض سے پاک ہوکر طواف زیارت کر سکے تو اسکے لئے اولا تو ضروری ہے کہ ہر ممکن کوشش کے ذریعہ(پاک ہوکر طواف زیارت کر سکے اتنے وقت تک کے لئے اپنا سفر مؤخر کروالے)اگر یہ ممکن نہ ہوتو حالت حیض ہی میں طواف زیارت کرلے اور ایک بڑے جانور کی قربانی دم جنایت کی نیت سے کرے۔اسطرح کرنے سے اسکا طواف زیارت ادا ہو جائیگا اور جملہ پابندی سے مکمل حلال ہو جائیگی۔

اصطلاحی الفاظ

حج کے مسائل میں کئی جگہ اصطلاحی نام عربی زبان میں آئے ہیں۔ اگرچہ ہر جگہ ان الفاظ کی ضروری تشریح کردی گئی ہے، تاھم یہاں ان اصطلاحات کو مزید سمجھانے کے لئے الگ سے بیان کیا جاتا ہے۔

اشہر حج	حج کے مہینے یعنی شوال وذی قعدہ اور ذی الحجہ کے اول دس دن
حج	اللہ تعالی کے گھر کی مقررہ دنوں میں مخصوص عبادتوں کے ساتھ زیارت کرنا۔

عمرہ	مقررہ دنوں کے علاوہ بیت اللہ کی مخصوص عبادتوں کے ساتھ زیارت کرنا
احرام	حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی پختہ نیت کر کے تلبیہ پڑھتا ہے تو چونکہ اس پر چند حلال اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں، اس لئے اسکو احرام کہتے ہیں اور مجازا ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔
افراد	صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا
قران	حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔
تمتع	حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔
تلبیہ	وہ وِرد جو عمرہ اور حج کے دوران حالتِ احرام میں کیا جاتا ہے، یعنی "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ الخ" بآواز بلند پڑھنا، البتہ خواتین آہستہ پڑھیگی۔
تسبیح	سُبحان اللہ کہنا۔
تکبیر	اللہ اکبر کہنا۔

(۱۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّد كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد (ابو داؤد)

(۱۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّد كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد (مسلم شریف)

(۱۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد (ابو داؤد شریف)

(۱۳)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّد وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد (مسلم شریف)

(۱۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَ اَزوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد

(ابو داؤد)

(۱۵)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّد كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَّ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْم وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْم وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ (طبری)

(۱۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَّ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْم إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْم إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْم وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْم إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَّ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد اَللّٰهُم سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ

اِضطباع	احرام کی اوپر والی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔
رمل	طواف کے پہلے چار پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر قدرے تیزی سے چلنا۔
استلام	حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا اور یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ یا چھڑی ''لکڑی'' سے اشارہ کرنا۔
سعی	صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکّر لگانا۔
صفا	بیت اللہ کے قریب جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔
مروہ	کعبہ کے شمال مشرقی گوشے کے قریب ایک پہاڑی ہے، جہاں سعی ختم ہوتی ہے۔
مسعیٰ	صفا مروہ کے مابین سعی کرنے کی جگہ
مِیلَین اَخضرین	دو سبز ستون جن کے درمیان صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہوئے دوڑ کر گزرنا منقول ہے۔
حلق	سر کے بال مُنڈوانا۔
قصر	بال کتروانا۔
یوم الترویہ	آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں، جس روز حج کی عبادات شروع ہوتی ہیں
منیٰ	مکہ سے پانچ کیلومٹر کی دوری پر واقع وہ وادی، جہاں حجاج کرام قیام کرتے ہیں

مسجد خَیف	منٰی کی بڑی مسجد کا نام ہے جو منٰی کی شمالی جانب میں پہاڑ سے متصل ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں ستّر نبی مدفون ہیں۔
ایامِ تشریق	جن دنوں میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے، یعنی ۹، ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳، ذی الحجہ کی عصر تک۔
یوم عرفہ	جس روز میدانِ عرفات میں حج ہوتا ہے یعنی ۹، ذی الحجہ کا دن
عرفات یا عرفہ	مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹، میل دور مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔
جَبَلِ رحمت	عرفات میں وہ پہاڑ، جس کے قریب آنحضور ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیا تھا۔
مَسجدِ نَمِرہ	عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔
مُزدلفہ	منٰی سے عرفات کی طرف تقریباً پانچ کیلومٹر کی دوری پر واقع میدان ہے، جہاں حجاج کرام عرفات سے واپسی پر رات بسر کرتے ہیں۔
جَمرات یا جِمار	منٰی میں تین مقام ہیں جہاں قد آدم ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اسکو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں اور اُس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرہ الوسطی اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ العقبی اور جمرۃ الاُخریٰ بھی کہتے ہیں۔

رَمی	جمرات پر کنکریاں مارنا۔
طوافِ زیارت	۱۰، ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذی الحجہ تک ہوسکتا ہے، مگر دس ذی الحجہ کو کرنا بہتر ہے۔ یہ حج کا رکن ہے۔
طوافِ وداع	بیت اللہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے، یہ ہر آفاقی پر واجب ہے۔
دَم	احرام کی حالت میں ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اس کو دم کہتے ہیں۔
تنعیم	وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران عمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں۔
جنت المعلیٰ	مکہ مکرمہ کا قبرستان
ذُوالحُلیفہ	ایک جگہ کا نام ہے، جو مدینہ منورہ سے (مکہ کی طرف) تقریبا ۱۰، کیلومٹر کی دوری پر واقع ہے جو مدینہ منورہ کی جانب سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے۔ اسے بئرِ علی بھی کہتے ہیں۔
جنت البقیع	مدینہ پاک کا وہ بابرکت قبرستان، جس کی خود رسول کریم ﷺ زیارت فرمایا کرتے تھے، مسجد نبوی ﷺ اور روضۂ اطہر پر حاضری اور درود و سلام کے بعد پہلی فرصت میں جنت البقیع کی زیارت کرنی چاہئے۔

زیارات مکہ مکرمہ

مولدالرسول (یعنی حضور ﷺ کی جائے پیدائش) :

مکہ معظّمہ کی پہاڑی ابوقبیس کے دامن میں محلّہ ''قشاشیہ'' کی سوق اللیل نامی گلی میں یہ مکان واقع ہے۔ اس مکان میں بنی نوع انسان کی اس عظیم ترین ہستی نے ولادت باسعادت پائی جو بنی نوع آدم کے لئے رحمت الٰہی ثابت ہوئی۔ اب وہ عمارت اس حالت میں باقی نہیں ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھی۔ تاہم یہ مکان اسی جگہ پر واقع ہے، جہاں رسول اکرم ﷺ کے والد جناب عبداللہ کا مکان تھا اور جس جگہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ یہاں پر حضرت محمد ﷺ ۱۲، ربیع الاول مطابق ۲۳، اپریل ۵۷۱ء کو رحمتِ عالم بن کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔

آج کل اس عمارت میں ایک کتب خانہ اور ایک مدرسہ قائم ہے۔ یہ مقام ٹیکسیوں کے اڈے سے بالکل ملا ہوا ہے۔ ساتھ میں پولیس کا ایک دفتر بھی ہے۔ یہاں تک پہنچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ صفا پہاڑی کے قریب کسی بھی دروازے سے حرم سے باہر آجائیں اور سیدھے ہاتھ پہاڑی کے نیچے والے مکانات کے ساتھ ساتھ چلیں۔ تقریباً ۲، فرلانگ کے فاصلے پر داہنی طرف یہ مکان نظر آئیگا۔

جنت المعلیٰ :

جنت المعلے مکہ مکرمہ کا قبرسان ہے، یہ قبرستان بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان کے سوا باقی تمام قبرستانوں سے افضل ہے اس کی زیارت بھی مستحب

ہے۔ جنت المعلٰے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اور صلحاء امت کی زیارت کی نیت سے جائیں اور کوئی بات خلاف سنت نہ کریں۔

جب کسی کی قبر پر جائیں اور جگہ ہو تو پیروں کی جانب سے قبلہ کی طرف آئیں، سر کی جانب سے قبر کے سامنے نہ آئیں اور ان الفاظ میں سلام پڑھیں:

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْن، اَنْتُمْ سَبَقْنَاوَ نَحنُ بِالاَثَرِ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لاحِقُوْن، نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمْ الْعَافِیَۃ.

اس کے بعد کچھ دیر تک کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دعا مانگیں اور کھڑے رہنے یا بیٹھنے کی مقدار میں قرب تعلق اور بعد تعلق کے اعتبار سے میت کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو اس کی زندگی میں کرتے تھے، سورۂ یٰسٓ یا سورۂ اخلاص گیارہ یا سات مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائیں، قبر پر نہ بیٹھے اور قبروں کے اوپر چلنے سے احتیاط برتیں۔

فی الحال اس قبرستان کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں اور دونوں کے درمیان سے سڑک نکالی گئی ہے۔

یہاں شمال کے ایک چھوٹے سے کونہ میں حضور ﷺ کی پہلی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنھا بھی آرام فرما ہیں۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ کے صاحبزادگان، حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت طاہر رضی اللہ عنہ، اور حضرت طیب رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب اور چچا محترم جناب ابو طالب کی قبریں بھی اسی قبرستان میں ہیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق ؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ، حضرت فضیل بن عباس ؓ اور بے شمار تابعین اور اولیاء کرام بھی وہیں مدفون ہیں۔

یہ قبرستان شارع غزہ پر مسجد جن کے قریب ہے۔ یہی سڑک آگے منیٰ کو جاتی ہے اور منیٰ جانے والی بسیں وہاں ہو کر ہی گزرتی ہیں۔

پہلے اس میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی، لیکن اب کھلا رہتا ہے، اور لوگ اطمینان سے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔

مسجد الرایہ :

مسجد جن کے قریب ہی سیدھے ہاتھ پر مسجد الرایہ ہے۔ عربی زبان میں رایۃ کے معنی ''جھنڈے'' کے ہوتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔

فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو اُس قوم پر پورا اختیار حاصل ہو گیا تھا جو مسلمانوں کے خون کے پیاسی تھی لیکن اپنے قاتلوں، ستانے والوں اور ہجرت پر مجبور کرنے والوں کو پوری طرح غلبہ پالینے کے بعد کسی بھی بدلے کے بغیر معاف کر دینا، یہ صرف اور صرف محمد عربی ﷺ ہی کی شان تھی۔

پوری دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ایک ایک ورق کئی کئی دفعہ پڑھ ڈالئے، گہرائی سے مطالعہ کیجئے ایسی مثال کہیں نہیں ملے گی کہ جو لوگ حقیقی معنی میں سزا کے مستحق تھے، ان کو سزا دینے کے بجائے کھلے دل سے معاف کر دیا گیا۔ عفوو درگذر کا ایسا روشن باب اسلام کی تاریخ کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ مکہ مکرمہ ایک ایسی ذات نے فتح کیا تھا جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں فرمایا ہے :

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

ترجمہ : ہم نے آپ ﷺ کو عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مسجد جن :

یہ مسجد سوق المعلی میں جنت المعلی کے قریب واقع ہے۔ اس کا نام مسجد بیعت اور مسجد حرس بھی ہے۔ یہیں نبی کریم ﷺ نے جناتوں سے بیعت لی تھی۔ اس وقت کھلا میدان تھا، اب خوبصورت مسجد بنادی گئی ہے۔ دیگر مقامات مقدسہ کی طرح یہ مسجد بھی سرکار دو عالم ﷺ کے کرم سے فضیلتوں کا مرکز بن گئی ہے۔

جبل النّور (غارِ حرا) :

یہ پہاڑ مکہ مکرمہ سے منیٰ جاتے ہوئے تقریباً تین میل کے فاصلے پر بائیں جانب پڑتا ہے۔ اس کی چڑھائی زیادہ نہیں ہے، تقریباً دو ہزار فٹ بلند ہے۔ دامنِ کوہ تک سواریاں پہنچ جاتی ہیں۔ اس کی چوٹی پر وہ مقدس غار واقع ہے جو غار حرا کے نام سے موسوم ہے اور جسکا تاریخ اسلامی میں ایک اہم مقام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نبوت سے پیشتر اس غار میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے، سب سے پہلی وحی اسی جگہ نازل ہوئی تھی۔ ہدایت کا وہ نور جسکی ضوفشانی سے تاریکیاں دور ہوگئیں یہیں سے چار دانگِ عالم میں پھیلا۔ کائنات کے سربستہ راز اسی غار میں جناب رسول اللہ ﷺ پر منکشف ہوئے۔ یہیں حضور اکرم ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے۔

جناب رسالت مآب ﷺ جب عمرِ عزیز کے اکتالیسویں برس میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہوگئے۔ آپ ﷺ کا زیادہ تر وقت غارِ حرا میں یادِ الٰہی اور غور وفکر میں گزرتا اور کئی کئی شب غار حرا میں رہ کر عبادت کرتے۔ یہیں پر ماہ رمضان المبارک کی ایک مقدس شب کو قرآن کریم کی ابتدائی آیات، وحی کے ذریعہ

آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوئیں۔

حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ سے فرمایا ''اِقْـــرَأْ'' ''پڑھیے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''مَـا اَنَـا بِـقَـارِئٍ'' ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' فرشتے نے آپ ﷺ کو پکڑ کر اس درجہ دبایا اور بھینچا کہ آپ ﷺ کی قوت برداشت جواب دینے لگی۔ پھر اس نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا، اور کہا ''اقرا'' ''پڑھو'' آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ ''ما انا بقاری'' ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' اس نے پھر آپ ﷺ کو بھینچا یہاں تک کہ پھر آپ ﷺ کی قوت برداشت جواب دینے لگی۔ اس نے پھر آپ ﷺ کو چھوڑ دیا اور کہا اقرا'' پڑھیے'' آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ ما انا بقاری 'میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' اس نے تیسری مرتبہ آپ ﷺ کو بھینچا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی قوتِ برداشت جواب دینے لگی، پھر اس نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ..الی..عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

ترجمہ: پڑھیے ''اے نبی'' اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کے نام سے جسنے جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ جانتا نہیں تھا۔

یہ سورۃ العلق کی ابتدائی ۵، آیات ہیں جو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کی گئیں اور انہیں ایات سے قرآن کریم کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا۔

جبل ثور :

مکہ مکرمہ سے تقریبا چھ میل دور وہ پہاڑی ہے جسکو جبل ثور کہتے ہیں، جس

کے ایک غار میں رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین شب قیام فرمایا تھا، اس کی چوٹی پر یہ غار ہے، میل ڈیڑھ میل کی چڑھائی ہے اور پہاڑی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس پر چڑھنے میں تقریباً دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ کمزور دل، ضعیف اور بیمار و لاچار آدمی اس پر نہ چڑھیں۔ کبھی کبھی لوگ نیچے گر کر جاں بحق بھی ہو جاتے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کا گھر:

یہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وہ مکان ہے، جہاں سرورِ کائنات ﷺ نے ہجرت مدینہ منورہ تک قیام فرمایا۔ یہیں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی ولادت ہوئی اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی اولادیں بھی اسی جگہ پیدا ہوئیں تھیں۔ یہ مقام حرم شریف کے بعد مکہ مکرمہ میں سب سے افضل ہے۔ صفا اور مروہ کی جانب مروہ سے باہر نکلیں تو سامنے چھپرا بازار میں داخل ہوتے ہی دائیں جانب زرگروں کی پہلی گلی میں یہ مکان ہے۔ لوگ باہر ہی سے زیارت کر لیتے ہیں۔ یہاں پر ایک دارالحفاظ قائم کر دیا گیا ہے۔ جہاں بچے قرآن پاک حفظ کرتے ہیں۔

مسجد عائشہؓ :

اس مسجد کو مسجد تنعیم بھی کہتے ہیں، جہاں سے عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ یہ مسجد حرم کی حدود سے باہر ہے اور مکہ مکرمہ سے تین میل دور مدینہ روڈ پر واقع ہے۔ وہاں تک جانے کے لئے حرم شریف کے باہر باب عبدالعزیز کے سامنے سے ہر وقت بسیں مل جاتی ہیں۔ اگر آپ مکہ میں قیام کے دوران عمرہ کرنا چاہیں تو اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھ کر یہاں آئیں اور پھر عمرہ کی نیت کر کے یہاں سے واپس مکہ جا کر عمرہ کریں۔ اگر وہاں جا کر غسل و احرام وغیرہ سے فراغت کرنا چاہیں تو وہاں بھی اس کا

انتظام ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر جانا ضروری ہے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے مقام تنعیم پر جسکو مسجد عائشہ بھی کہا جاتا ہے جائیں اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آکر عمرہ کے افعال ادا کیئے جائیں۔ آپ ﷺ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے اسی جگہ بھیجا تھا۔ پورا قصہ اس طرح ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر چلے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور جو شخص حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھ لے میں اگر ہدی نہ لایا ہوتا تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھ لیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا، میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مگر مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے مجھے ایام آگئے (یعنی حائضہ ہوگئی) اور ایام ہی کی حالت میں مجھے عرفہ کا دن ملا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو اور سر کھول کر کنگھی کرلو اور حج کا احرام باندھ لو۔ پھر جب حصبہ کی رات (جس دن منی سے لوٹتے ہیں اور شب کو اثناء راہ مقام محصب میں قیام کر لیتے ہیں اس مناسبت سے اس رات کو حصبہ کی رات کہتے ہیں) آئی تو آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (حضرت عائشہؓ کے بھائی) کو میرے ساتھ تنعیم بھیجا۔ اُن کو میری ہی سواری پر سوار کر دیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس عمرہ کے عوض میں (یعنی ترک کیے ہوئے عمرہ کے عوض) عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ اس

طرح اللہ تعالی نے ان کا حج اور عمرہ دونوں ادا کروادیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مکہ والوں کو بھی عمرہ کے احرام کے لئے حرم سے باہر جانا ہوگا۔

جبل ابی قبیس :

زمانۂ جاہلیت میں اس پہاڑ کا نام امین تھا کیونکہ حجر اسود طوفان نوح کے وقت جگہ رکھا ہوا تھا۔ ایک ابوقبیس نامی شخص نے جب اس پر اپنا مکان بنایا تو لوگ اس کو جبل ابی قبیس کہنے لگے۔

مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالی نے زمین پر پہاڑوں سب سے پہلے اسی پہاڑ کو پیدا فرمایا۔

یہ پہاڑی صفا پہاڑی کے نزدیک، بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے ہے۔ اگر آپ حرم شریف سے حجر اسود کے رخ کے پر دیکھیں تو بھی نظر آتی ہے (آجکل اس پہاڑ پر شاہ فہد کا شاہی محل تعمیر کیا گیا ہے، اس محل کی وجہ سے پہاڑ کا اگلا حصہ چھپ گیا ہے۔)

یہ مکہ معظّمہ کے پہاڑوں میں سب سے افضل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ''جبل ابوقبیس'' سب سے پہلا پہاڑ ہے جو دنیا کی سطح پر نظر آیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد حجر اسود اسی پہاڑ میں بطور امانت محفوظ رہا۔

حضور ﷺ نے معجزۂ شق القمر (انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا مشہور واقعہ) جس کا بیان قرآن کریم میں ہے، اسی پہاڑ پر سے دنیا والوں کو دکھایا تھا۔

اسی پہاڑ پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو مسجد بلال رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن کچھ مؤرخین کا کہنا ہے کہ اسکا اصل نام مسجد ہلال (چاند) ہے۔ کیونکہ مکہ معظّمہ وادیوں میں گھرا ہوا ہونے کی وجہ سے اس جگہ سے چاند دیکھا جاتا تھا اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ بھی

اسی جگہ پر ہوا تھا۔ اس مسجد میں نفل نماز پڑھنا اور دعا کرنا ثواب ہے۔ ان دعاؤں کو شرف قبولیت ملتا ہے۔

محلہ بنی ہاشم :

محلّہ بنی ہاشم یہ جبل ابوقبیس کے دامن میں مولدالرسول ﷺ کے جنوب مشرق میں گلی کے اندر واقع ہے۔ اب وہاں حفظ قرآن کا مدرسہ ہے۔ مولدالرسول ﷺ بلکہ پورا محلّہ بہت ہی افضل ہے۔ آپ کو یہاں پرانے زمانے کے کئی منزلہ مکانات اور گلیاں نظر آئیں گی۔ ان ہی گلیوں میں شارع بنی ہاشم بھی ہے۔ دراصل یہ وہ محلّہ ہے جہاں قبیلۂ قریش آباد تھا اور خاندان بنو ہاشم کے سردار عبدالمطلب (جو حضور پاک ﷺ کے دادا اور کعبہ کے متولی تھے) یہیں آباد تھے، ان گلیوں میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے بزرگوں اور حضرت علیؓ نے اپنا ابتدائی زمانہ گزارا اور پھر یہیں وہ گھاٹی بنی، جو تاریخ اسلام میں شعب بن ابی طالب کے نام سے یاد کی جاتی ہے، جہاں پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے قبیلے کے افراد نے تین سال تک کفار مکہ کے ظلم وستم سہتے ہوئے چھپ کر اپنی زندگی کا مشکل ترین دور صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ وہ دور جسمیں اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی وجہ سے مکہ والوں نے انکا معاش و سماجی بائکاٹ کیا تھا اور جسمیں سارے رشتے ناطے، لین دین اور اشیاء خورد ونوش کی خرید و فروخت پر پابندی لگادی گئی تھی۔ یہ دور مسلمانوں پر سخت ترین دور تھا جو تقریباً ۳، سال تک جاری رہا۔

☆☆☆
☆☆
☆

زیارت
مدینہ منورہ

دربار رسالت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراپا چمن ہے بہار مدینہ — دوامِ آشنا ہے بہار مدینہ
مدینہ کے پھولوں کو کیا پوچھتے ہو — رگِ گل ہے ہر نوکِ خارِ مدینہ
دلوں پر ہے جس کی حکومت کا سِکّہ — زہے شوکتِ تاجدارِ مدینہ
کسی چیز کی اس کو حسرت نہیں ہے — میسر ہو جس کو غبار مدینہ
یہ مسجد، یہ منبر، یہ روضہ، یہ گنبد — ہے فردوس ہر یادگار مدینہ
وہاں کی زمین عرش سے بھی ہے اعلی — جہاں دفن ہے تاجدار مدینہ
تہجد، تلاوت، تضرع، دعائیں — خوشا سعی شب زندہ دار مدینہ
حنین و تبوک اور بدر و اُحد میں — صف آرا ہوئے شہسوار مدینہ
کبارِ مدینہ تو یوں بھی بڑے ہیں — بڑوں سے بڑے ہیں صغارِ مدینہ
تمنا ہے عمر رواں اپنی گزرے — بہ ہمراہ لیل و نہار مدینہ
فریدی چلو چل کے روضہ پہ کہنا — سلام آپ پر تاجدار مدینہ

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی ؒ

نمبرات اس روڈ پر واقع صدر دروازوں کے ہیں۔

اس نقشہ کو سمجھنے کے بعد آپ بآسانی اپنی خیمے تک پہونچ جائینگے اور منی میں آپکو ملنے والے احباب کو اپنا مکمل پتہ بھی دے سکینگے مثلاً آپ اس طرح بتائینگے کہ ہمارا خیمہ 41/4 میں B-11 نمبر کا ہے، اگر وہ آدمی اس ترتیب سے واقف ہوگا تو بلا پریشانی آپ تک پہونچ جائیگا۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منی میں کئے جانے والے اعمال :

آج منی میں کوئی خاص عمل آپ کو نہیں کرنا ہے، بس ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹، ذی الحجہ کی فجر کی نماز منی میں ادا کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے بھی پانچوں نمازیں منی میں ادا فرمائی تھیں اسلئے آج کا دن اور آج کی رات (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) منی میں گزارنا ہی یہاں کا ایک عمل ہے۔ نمازوں کے وقت میں نمازیں پڑھئے، ذکر و تلاوت کیجئے، دعائیں کیجیے اور دوسروں کو بھی ان اعمال خیر کی ترغیب دیجئے۔ تبلیغ اور دعوت کا کام کرنے والے اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ مل کر اس سعادتِ عظمٰی میں بھی ضرور حصہ لیجئے۔ اور اس وقت کو یاد کیجئے جب منی کے اسی میدان میں رسول اللہ ﷺ اللہ کا پیغام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھرا کرتے تھے اور انہیں اللہ تعالی اور اس کے دین کی طرف کو بلایا کرتے تھے۔

یہ عبادتوں کے دن ہیں، عبادتوں کی راتیں ہیں لوگ اپنے مالک کو یاد کرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ منی وہ جگہ ہے جہاں صدیوں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے

بدنصیبی اور بے مروتی ہے۔اس لئے جو شخص حج کو جائے اس کو مدینہ منورہ ضرور حاضری دینا چاہئے ،حدیثوں میں اسکی بہت ہی تاکیداور ترغیب آئی ہے

یہ مسجد دنیا کی ان تین مقدس اور بابرکت مساجد میں سے جس کے متعلق حدیث میں فرمایا گیا ہے:

لا تُشَدُّ الرِّحالُ الا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ، اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامِ وَ اَلْمَسْجِدُ الاقْصٰی وَ مَسْجِدِی هٰذا. (بخاری شریف)

ترجمہ: ثواب کی نیت سے سامانِ سفر نہ باندھا جائے مگر تین مساجد کیلئے، مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری یہ مسجد یعنی مسجد نبوی۔

یعنی دنیا بھر میں صرف یہ تین مسجدیں ہی ایسی مقدس اور بابرکت ہیں کہ ان کی زیارت کے لئے سفر کرنے کی گنجائش اور ثواب ہے۔

دربار رسالت مآب ﷺ کی حاضری کی برکتوں اور فضیلتوں کا کیا کہنا، ایسے مقامِ مقدس پر اگر ہم سر کے بل جائیں تو بھی اس کا حق ادا اور اشتیاق کم نہیں کر سکتے ،اس کی گلیوں میں اولیائے کرام اور اللہ والوں نے مدتوں جوتے نہیں پہنے۔اس کی زمین کا چپہ چپہ بابرکت ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے ،جس کو مدینہ تک پہنچنے کی وسعت ہو اور میری زیارت کو نہ آئے (یعنی صرف حج کر کے چلا جائے) اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی۔

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے ،جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی ،تو وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا، جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

دنیا میں کون ایسا آدمی ہوگا جسکو قیامت کے ہوش ربا ماحول میں حضور ﷺ کی سفارش کی ضرورت نہ ہو؟ اور اس سے زیادہ خوش نصیب کون ہوگا جسکی سفارش کی ذمہ داری خود حضور ﷺ نے اپنے سر لے لی ہو۔

حضور اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے بھی ثابت ہے۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ کی اجازت سے شام چلے گئے تھے اور وہیں نکاح بھی کر لیا تھا۔ ایک دن آنحضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلال یہ کیا ظلم ہے، ہماری زیارت کے لئے بھی وقت نہیں ملتا! خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ پریشان ہوگئے، سفر کے لئے اونٹنی تیار کی اور مدینہ منورہ حاضری دی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر سن کر حضرات حسنینؓ تشریف لائے معانقہ کیا اور اذان دینے کی درخواست کی۔ پیارے صاحبزادوں کی درخواست پر حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ اذان بلال سنتے ہی مدینہ کے مرد اور عورتیں روتے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے اور زمانہ نبوی ﷺ کی یاد نے ہر ایک کو تڑپا دیا۔ اس واقعہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہی ہے کہ دیکھیے زیارت روضہ اقدس کے لئے حضرت بلالؓ کا سفر ثابت ہے۔

متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ شام سے ایک سوار کو صرف اسلئے مدینہ منورہ بھیجتے تھے کہ وہ روضہ اطہر پر انکے سلام پیش کرے۔

حضرت محدث دہلویؒ اپنی کتاب جذب القلوب میں رقمطراز ہیں،

خوب سمجھ لو، حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا ارادہ کرنا اور مسجد نبوی کی زیارت سے مشرف ہونا مقبول حج کے برابر ہے، اور یہ زیارت مدینہ منورہ اُس حج کے بھی قبول ہونے کا ذریعہ ہے جس حج سے فارغ ہو کر آپ یہاں آئے ہیں۔

مدینہ منورہ جانے لگیں تو روضۂ پاک اور مسجد نبوی، دونوں کی زیارت کی نیت کریں۔ بعض محققین نے صرف روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے جانے کو راجح قرار دیا ہے۔ افضل یہ ہے کہ خود آپ ﷺ کی زیارت کی نیت کی جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت ایسی پیدا کی ہے جو قاصدین زیارت کے تحفۂ درود کو دربار نبوی ﷺ میں پہنچاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں زیارت کو آرہا ہے اور یہ تحفہ پہلے بھیجا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جب مدینہ منورہ کا زائر قریب پہنچتا ہے تو رحمت کے فرشتے تحفے لیکر اس کے استقبال کو آتے ہیں اور طرح طرح کی بشارتیں سناتے ہیں اور نورانی طبق اسپر نثار کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

اگر حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ جا رہے ہیں تو ایک تو اس بات کا اہتمام کریں کہ طواف وداع کرنا نہ بھولیں اور دیگر اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنا پورا سامان حتی کہ زم زم بھی ساتھ لے کر چلیں، کیونکہ اب آپکو تقریباً مدینہ منورہ سے سیدھے جدہ لے جایا جائیگا اور وہاں سے ایکا دن میں وطن واپسی ہو گی اور دوبارہ مکہ مکرمہ جانا نہیں ملیگا۔

اگر سامان کی زیادتی یا کسی اور وجہ سے آپ مدینہ منورہ زم زم لے جانا نہیں چاہتے تو مدینہ منورہ سے بھی آپ زم زم لے سکینگے۔ حیَّ علی الصلوۃ کی جانب جہاں عورتوں کی نماز کا انتظام ہوتا ہے، اس سے باہر کھلے صحن میں بالکل آخر میں زم

زم کے پانی کی سبیل ''نل'' لگے ہوئے ہیں، وہاں سے بھی ضرورت کی مقدار پانی بھرا جا سکتا ہے۔

اور اگر آپ حج کی ادائیگی سے پہلے ہی مدینہ منورہ جار ہے ہیں تو بقدر ضرورت سامان ہی مدینہ طیبہ لے جائیں اور زائد سامان مکہ مکرمہ رہنے دیں۔

مکہ معظّمہ کی جدائی اور فراق کے رنج وملال کو، مدینہ طیبہ، مسجد نبوی ﷺ اور روضۂ مطہرہ کی زیارت اور بارگاہ نبوت کی حضوری کے مسرت بخش اور لذیذ تصور سے بدل دیجیے اور عشق ومستی سے سرشار ہوکر آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ بَارَکْ وَ سَلِّمْ، کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی، عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی.

اب آپ ہر گھڑی مکہ مکرمہ سے دور اور مدینہ منورہ سے قریب ہوتے جارہے ہیں، ہاں مگر آپ ہیں تو دو حرم کے بیچ، مبارک ہو آپکا یہ سفر اور حرمین شریفین کی زیارت۔

مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ ۴۸۵ کلومیٹر کا ہے، جس کی مسافت طے کرنے میں کم وبیش سات آٹھ گھنٹے لگتے ہیں۔ راستہ بھر یہ تصور کریں کہ سلطانِ دو عالم ﷺ کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہر وقت دھیان اور صلوۃ وسلام کا وِرد راستہ بھر کرتے رہیں۔

اس سفر کے دوران ذہن پھر ایک بار چودہ سو سال پیچھے چلا جاتا ہے۔ ہم کچھ اس قسم کے خیالوں میں گم ہو جاتے ہیں کہ آفتابِ رسالت مکہ مکرمہ میں طلوع ہو اور اس کی کرنیں مدینہ منورہ کے افق سے اس طرح چمکیں کہ اس نور سے کل کائنات

منور ہو گئی۔

جس وقت کفار قریش نے حضور ﷺ کے درِ دولت کا محاصرہ کر لیا تو اللہ کے حکم سے حضور ﷺ نے حسرت بھری نگاہوں سے مکہ معظمہ کو الوداع کہا۔ آپ ﷺ اپنے رفیق سفر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رات کی تاریکی میں اس سفر باسعادت کا آغاز فرماتے ہیں اور کعبۃ اللہ اور مکہ مکرمہ پر ڈال کر فرماتے ہیں

"اے مکہ! تو مجھے ساری دنیا سے عزیز ہے، مگر تیرے رہنے والے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔"

پھر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرماتے ہیں۔ جبل ثور کی چوٹی پر غارِ ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں تین دن قیام فرما کر کشاں کشاں منزل بمنزل سوئے مدینہ گامزن ہوتے ہیں۔

پھر نظروں کے سامنے ایک منظر وہ آتا ہے جب لوگ حضور ﷺ کی آمد کا مدینہ منورہ میں انتظار کر رہے ہیں۔

مدینہ منورہ کے در و دیوار اس خوش آئند خبر سے گونج رہے تھے کہ سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین محمد الرسول ﷺ مدینہ تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی آمد اس تاریخی شہر پر سحابِ رحمت بن کر چھانے والی ہے۔ شاہِ دو عالم کی سواری مکہ مکرمہ سے سوئے بطحا رواں دواں ہے۔ مدینہ منورہ کے پیر و جوان، صغیر و کبیر، عورتیں و بچے، حتیٰ کہ اشجار، احجار ہر چیز ہمہ تن انتظار میں ہے۔ سب کی آنکھیں فرشِ راہ ہیں۔ معصوم بچے فخر و انبساط اور فرحت و سرور میں نغمہ سرائی کر رہے ہیں۔ "رحمت کائنات کی آمد آمد ہے"۔

انتظار کی شدت اور رُخ انور کے دیدار کا شوق، اہالیان شہر کو علی الصباح شہر سے باہر صدر راستہ پر لا کھڑا کر دیتا ہے۔ مضطرب دل اور بے تاب نگاہیں سرور دو عالم ﷺ کی تشریف آوری کے محوِ انتظار ہیں۔ جب سورج میں تمازت اور گرمی میں شدت ہو جاتی ہے تو وہ حسرت و یاس کے ساتھ واپس لوٹ جاتے ہیں۔ یہی ان کا روزمرہ کا معمول بن جاتا ہے۔

ایک دن جب انصارِ مدینہ انتظار کر کے اپنے گھروں کو واپس جا چکے تھے تب ایک یہودی کی نگاہ اچانک اس قدسی صفات سردارِ کائنات کے قافلہ پر پڑی، اس سے ضبطِ سخن نہ ہو سکا اور بے ساختہ پکار اٹھا۔

"اے اہلِ عرب، سنو ! تمہیں جس کا انتظار تھا وہ آ گئے۔"

سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے جاں نثار اور رفیق خاص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ کے افق پر بدرِ منیر بن کر طلوع ہوئے۔ رنگ و نور کی کہکشاں سارے ماحول پر چھا گئی۔ پورا شہر تکبیر کی روح پرور صدا سے گونج اٹھا۔

انصار ہتھیار سجا سجا کر بے تابانہ گھروں سے نکل کر رحمتِ کائنات، سرکار دو عالم ﷺ کے استقبال کو پہونچے۔ آج مدینہ منورہ کی فضا رحمت و برکت سے معمور تھی۔

جوش و خروش اور سرور و مستی کا عجب پر کیف منظر تھا، آج ریگستانِ حجاز میں شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی تاج پوشی کا جشن ہے۔ انصار کی معصوم بچیاں نہایت خوش الحانی اور پیارے لہجے میں طربیہ ترانے الاپ رہی تھیں۔

آج ہر قبیلہ دل و جان سے آپ ﷺ پر نثار تھا۔ اسلام کا ہر شیدائی اس بات کا متمنی اور آرزومند تھا کہ آفتابِ رسالت، پیغمبر انسانیت، رحمۃ للعالمین

ﷺ اُس کے غریب خانہ پر فروکش ہوں اور یہ سعادت اُس کے حصہ میں آئے۔ ہر قبیلہ خواہش مند تھا کہ آپ کی میزبانی کا شرف اس کو نصیب ہو۔

چنانچہ ہر کوئی حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا حضور ﷺ یہ گھر، یہ در، یہ مال وزر، اور یہ جانِ عزیز، سب کچھ آپ پر نثار ہے۔

مگر آپ یہی ارشاد فرماتے میری اونٹنی قصویٰ کو چھوڑ دو کہ یہ اللہ جل جلالہ کے حکم سے چل رہی ہے، جہاں اللہ جل شانہ کا حکم ہوگا وہیں ٹھہر جائیگی۔

آپ ﷺ سب کو دعائے خیر و برکت سے نوازتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ سواری رواں دواں تھی۔ ہر کس و ناکس اپنے دل میں یہ امنگ اور تڑپ رکھتا تھا کہ شاہِ دو عالم ﷺ کی سواری اس کے در پر ٹھہرے اور حضور ﷺ اس کے یہاں فروکش ہوں۔ جوشِ عقیدت سے سرشار تمناؤں اور آرزوؤں کے اس سیلِ رواں پر سب کے دل دھڑک رہے تھے۔ ہر شخص اس سعادت کا خواہشمند تھا۔

لیکن یہ خدمتِ عظمیٰ کسی اور ہی کے حصہ میں تھی۔ قصویٰ چلتے چلتے اس مقام پر بیٹھ گئی، جہاں آج مسجدِ نبوی ﷺ ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ ''یا رسول اللہ! یہ سعادت میری قسمت میں ہے کہ آپ ﷺ کی میزبانی کا شرف میں حاصل کروں، یہاں سے قریب تو میرا ہی مکان ہے۔''

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کجاوہ اٹھا لیا اور اپنے دو منزلہ مکان میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کو لے گئے۔ جہاں آپ ﷺ تقریباً سات ماہ فروکش رہے۔

حکومت سعودیہ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک وسیع راستہ بنادیا ہے، یہ وہی راستہ ہے جسپر چلکر آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر طے فرمایا تھا، اسی وجہ سے اس راستہ کا نام شارع الھجرۃ "ہجرت ہائی وے" رکھا گیا ہے۔ اس روڈ کی وجہ سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر بہت ہی آسان اور مبارک ہوگیا ہے۔

آپ ﷺ کا سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے شروع ہو کر قُبا پر پورا ہوا تھا، یہ روڈ بھی قبا ھوتا ہوا مدینہ منورہ پہونچتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں جماعت سے عشاء کی نماز پڑھکر مدینہ منورہ کا سفر شروع کرنے والا آدمی بآسانی مسجد نبوی کی فجر کی جماعت میں شریک ہوجاتا ہے۔ کبھی کبھی قافلے تہجد کے وقت ہی پہونچ جاتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ سعودیہ میں کئی جگہ اور مسجد نبوی ﷺ میں بطور خاص فجر سے ایک گھنٹہ پہلے اذان تہجد بھی دی جاتی ہے۔

مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستہ میں غسل یا لباس تبدیل کرنے کا موقع نہیں ملے گا اس لئے مدینہ منورہ روانگی سے پہلے ہی مدینہ منورہ کی حاضری کی نیت سے غسل کرلیں اور لباس تبدیل کرلیں، خوشبو بھی لگالیں۔

مدینہ منورہ جاتے ہوئے اس پختہ سڑک اور ہموار راستہ کو آپ منزل بمنزل تیز رفتار موٹر سے طے کررہے ہیں۔ کل تک آسائش اور آرام کے ان وسائل و ذرائع کا نام ونشان نہیں تھا۔ تقریباً ایک ہزار چار سو سال سے کروڑوں انسان، نبی اکرم ﷺ کا نام لیکر، ان کا دم بھرتے ہوئے، طرح طرح کی تکالیف ومشکلات اور ہمت شکن خطرات کو انتہائی صبر وتحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے، اس راستہ سے گزرتے رہے، عاشقانِ رسول اللہ ﷺ کے قافلے ہر سمت سے آتے

رہے، جاتے رہے۔ شمع محمدی کے لاکھوں پروانے تقریباً ۴۸۵ کیلومیٹر کے اس طویل راستہ میں، ان وادیوں، ان پہاڑوں، ان لق و دق میدانوں میں مرے یا مارے گئے، لوٹے گئے، اپنوں سے بچھڑے، قافلے سے الگ ہو گئے، ریت کے ٹیلوں اور پہاڑیوں میں راستہ بھول کر کہیں سے کہیں نکل گئے اور زمین ان کو نگل گئی، یہ لاکھوں روحیں آپ کا استقبال کر رہی ہیں اور امیدوار ہیں کہ آپ ان کو بھی کچھ پڑھ کر بخش دیں، ان شہیدوں کو بھی کچھ دیتے جائیں اور خدا کا شکر ادا کیجئے کہ آپ ہوا سے باتیں کرتے ہوئے بے خوف و خطر، آرام اور اطمینان کے ساتھ چند گھنٹوں میں روضۂ اطہر پر محبوبِ خدا کے سایۂ رحمت میں ہوں گے، یہ فخر و سعادت آپ کو نصیب ہوئی، اس نعمت پر رب العالمین کے حضور سجدۂ شکر ادا کیجئے۔

مدینہ طیبہ

آ گیا حاصل انتظار آ گیا	حاجیو لو نبی کا دیار آ گیا
دیکھو دیکھو کھجوروں کی جھرمٹ میں وہ	سامنے شہر رشک بہار آ گیا

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے عین شمال میں ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں اسے یثرب کہتے تھے، معجم البلدان میں ہے کہ اس شہر کو یثرب ابن قافیہ نامی آدمی نے بسایا تھا اس لئے اس کو یثرب کہا جاتا تھا مگر اسلام میں اس نام کی ممانعت آئی ہے

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے اس شہر کا نام مدینہ رکھا۔ آپ ﷺ نے اس شہر کی بے شمار فضیلتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔

وفاء الوفاء میں مدینہ منورہ کے چورانوے نام آئے ہیں، اسماء کی کثرت

مسمی کے شرف پر دلالت کرتی ہے۔

کوئی آدمی اس شہر کی فضیلت لکھنے یا بیان کرنیکا حق کبھی بھی ادانہیں کرسکتا۔

جس شہر کو حق تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کی قیام گاہ اور آخری آرامگاہ بنانے کے لئے منتخب کرلیا ہواس سے بڑھ کر اس شہر کی فضیلت اور کیا ہوسکتی ہے؟

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ جن جگہوں پر وحی، الٰہی کا نزول ہوا ہو، حضرت جبرئیل ومیکائیل کی بار بار تشریف آوری ھوئی ہو، جہاں کے میادین اللہ والوں کے ذکر وتلاوت سے گونجتے رہے ہوں، جہاں سے اللہ کا دین اور رسول اللہ ﷺ کی سنتیں جاری ھوئی ہوں، وہ پاکیزہ شہر مدینہ منورہ اس قابل ھیکہ اسکی تعظیم کی جائے، اسکے درودیوار سے والہانہ عشق کیا جائے، اسکے گردوغبار کو سرما بنایا جائے، اور اسکی خوشبوئیں سونگھی جائیں، مدینہ منورہ کی ایک ایک چیز قابل قدر اور لائق تعظیم ہے، کیونکہ اسکے ساتھ دوجہاں کے سردار، رسولوں کے خاتم، حضرت محمد ﷺ کی نسبت لگی ہوئی ہے۔

دُعا بوقت داخلہ مدینہ منورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلامُ وَ مِنْکَ السَّلامُ، وَ اِلَيْکَ يَرْجِعُ السَّلامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلامِ، وَ اَدْخِلْنَا دَارَ السَّلامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا، وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَالْجَلالِ وَ الاِکْرَامِ . رَبِّ اَدْخِلْنِيْ، مُدْخَلَ صِدْقٍ، وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ، وَّ اجْعَلْ لِيْ، مِنْ لَدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا. وَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ، وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا،

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

ترجمہ:- الٰہی! آپ سلامتی والے ہیں اور آپکی طرف سے سلامتی ہے اور آپ ہی کی طرف لوٹتی ہے سلامتی، پس زندہ رکھ ہمیں اے ہمارے رب سلامتی کے ساتھ اور داخل فرما ہمیں اپنے اس گھر میں جو سلامتی والا، بابرکت اور عالی شان ہے اے ہمارے رب، اے عظمت اور بزرگی والے پروردگار، داخل فرمایئے مجھے "مدینہ میں" سچائی کے ساتھ اور نکالیے مجھے مدینہ سے سچائی کے ساتھ، مجھ کو اپنی جناب سے غلبہ، فتح اور نصرت عطا فرما۔

کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور بلاشبہ باطل تو مٹنے ہی والا تھا۔

اور ہم نے اُتارا قرآن جو شفا اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے اور ظالم تو خسارہ ہی میں رہنے والا ہے۔

اور دعا کیجئے کہ یا اللہ جس احسان و کرم کے صدقے آپ نے مجھے یہ مبارک دن دکھایا اور اپنے محبوب ﷺ کے مبارک شہر میں پہونچایا ایسے ہی فضل و کرم کے ذریعہ مجھے یہاں کی برکت و نورانیت سے وافر حصہ عطا فرما اور ان کاموں سے بچا جو یہاں کی برکات کے حصول سے مانع بنے اور محرومی تک لے جانے والے ہوں۔

جب مدینہ منورہ پہونچ جائیں تو اطمینان سے اپنا سامان اپنے ٹھکانے پر رکھیں۔ مدینہ منورہ آتے وقت غسل کا موقع نہ ملا ہو اور ممکن ہو تو غسل کرلیں، ورنہ وضو کریں، مسواک کریں اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں۔ اگر سفید کپڑے ہوں تو

بہت ہی اچھا اس لئے کہ حضور ﷺ کو سفید کپڑا سب سے زیادہ پسند تھا اور مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے اور روضۂ اقدس پر حاضری دینے کے ارادے سے مسجد نبوی کی طرف چلیں۔

وسیم ایک معجزہ یہ بھی عرب کے چاند کا دیکھا کہ خود غائب ہے لیکن چاندنی معلوم ہوتی ہے

مسجد نبوی

سرکار دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کی عبادت کے لئے ایک مرکز کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نماز ادا کرنے کے لئے ایک مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے ایک ناہموار زمین تھی'' جو دراصل نخلستان تھا، جہاں لوگ خرما خشک کر کے تمر بنایا کرتے تھے، یہ وہ جگہ تھی جہاں آپ ﷺ کی اونٹنی قصوی نے قیام فرمایا تھا، یہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی یہ بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ حضور ﷺ نے ان یتیم بچوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ قطعۂ زمین ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔

بچوں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم یہ زمین بلا معاوضہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔'' مگر اللہ کے رسول ﷺ راضی نہیں ہوئے اور وہ قطعۂ زمین ان بچوں سے دس دینار میں خرید لیا۔ بھلا یہ کیوں کر ممکن تھا کہ رحمۃ للعالمین ﷺ جو خود یتیمی کا تاج سر پر رکھ کر اس عالمِ کون و مکان میں تشریف لائے تھے وہ یتامیٰ کو ان کے حقوق سے محروم کر دیتے ؟

جگہ خرید نے کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کاٹ دیۓ جائیں اور ٹیلوں کو برابر کر دیۓ جائیں۔ کھجور کے درخت کاٹ کر قبلہ کی سمت دیوار کی طرح کھڑے کر دیۓ گئے۔ چند روز تک اسی حالت میں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی پھر اس کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔

مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تعمیر مسجد کے لیۓ اینٹیں اُٹھا کر لاتے تھے اور آپ ﷺ بنفس نفیس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف رہتے۔

چودہ سو سال پہلے یہ مسجد سادہ مگر پر وقار عبادت گاہ تھی۔ جس کی تعمیر میں کھجور کے پتے اور تنے استعمال ہوئے تھے، بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی اور حضور ﷺ اور آپکے جلیل القدر رفقاء اسی گیلی زمین پر بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے، صحنِ مسجد میں کنکر بچھا دیۓ گئے تھے سرکار دو عالم مسجد میں آرام فرماتے تو جسد مبارک پر کنکروں کے نشانات بھی پڑ جاتے تھے۔

دس سال تک سرکار دو عالم ﷺ نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں، یہ مسجد (نبوی) صرف نام کی مسجد نہ تھی بلکہ ایک طرف اگر دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا مرکز اور قلعہ تھی تو دوسری طرف اسلامی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیۓ سب سے پہلا دار العلوم اور یونیورسٹی تھی جو صُفّہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی مسجد میں فوجی چھاونی بھی تھی جسمیں مجاہدین اسلام کو جہاد کی تربیت دی جاتی تھی۔ یہیں خصومات کے فیصلوں کیلیۓ شرعی عدالت تھی، یہیں غیر مسلموں کے وفود دربار نبوی میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے کا شرف حاصل کیا کرتے تھے۔

یہ مسجد اسلام کی تبلیغ و تعلیم کا مرکزِ اولین بن گئی۔ اسی مرکز سے اسلام کو وہ

ترقی اور شان وشوکت نصیب ہوئی جو تاریخ عالم کا ایک سنہرا باب ہے۔اس مسجد میں دی جانے والی تعلیمات ہی کی برکت سے دنیا میں ہمیشہ ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں جنہیں قرآن کریم حفظ ہوتا تھا اور جو احادیث نبویہ ﷺ پر عبور رکھتے تھے۔ اور انشاءاللہ تعالی جب تک دنیا قائم ہے، اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ایسی ہستیاں ہر دور میں موجود رہیں گی۔

فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد کی از سر نو تعمیر فرمائی۔

موجودہ مسجد اگر چہ جزوی طور پر ترکی کے دور حکومت سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک بڑا حصہ سعودی عرب کے فرمانبروا ملک عبد العزیز ال سعود اور انکے جانشینوں شاہ فیصل اور شاہ خالد کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔مسجد کی بڑی توسیع ۱۹۵۵ء م میں ہوئی تھی،اس پر پانچ کروڑ سعودی ریال خرچ کیے گئے تھے۔

مسجدِ نبوی ﷺ کا رقبہ (متصل میدانوں کو چھوڑ کر) ۱۶۵۰۰۰ مربع میٹر ہے جسمیں دو لاکھ پچپن ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ۹۹ میٹر اونچائی کے کل دس مینار ہیں،اور چھت پر جانے کے لئے ۱۸ زینے بنے ہوئے ہیں۔

اس وقت مسجد نبوی کے کل دس دروازے ہیں، چونکہ قبلہ جنوب کی جانب ہے لہذا اس طرف کوئی دروازہ نہیں ہے۔

مسجد شریف کے مشرقی جانب تین دروازے ہیں :

(۱) باب جبرئیل علیہ السلام (۲) بابُ النساء (۳) باب عبد العزیز

باب جبرئیل اور بابُ النساء قدیم ہیں اور باب عبد العزیز کا اضافہ سعودی تعمیر کے وقت کیا گیا اور یہ خاندانِ سعود کے جدّ امجد عبد العزیز بن محمد بن سعود کی

طرف منسوب ہے۔

مغرب کی جانب چار دروازے ہیں:

(۴) باب السلام (۵) باب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۶) باب الرحمۃ (۷) باب السعود۔

باب السلام اور اباب الرحمۃ قدیم ہیں اور باب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور باب السعود جدید ہیں اور دونوں اضافے سعودی تعمیر کے وقت کیئے گئے ہیں، جس جگہ سیدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا مکان تھا وہاں سعودی حکومت نے جدید اضافہ کے وقت یہ بڑا ہی یادگار کارنامہ انجام دیا کہ اس جگہ باب ابو بکر رضی اللہ عنہ بنا دیا اور اندرون مسجد جلی حروف میں هٰذِهٖ خَوْخَة اَبِی بَکرِن الصّدیقؓ لکھ کر ایک تختی آویزاں کردی ہے۔

مسجد شریف کے شمال کی طرف تین دروازے ہیں۔

(۸) باب عمر رضی اللہ عنہ (۹) باب عبد المجید المعروف باب مجیدی (۱۰) باب عثمان رضی اللہ عنہ

باب مجیدی یہ ترکوں کا تعمیر کردہ دروازہ تھا جس کی تعمیر ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔ مگر سعودی حکومت نے نئی تعمیر میں اسی کے برابر اسی نام کا دروازہ بنا دیا اور بابِ عمر رضی اللہ عنہ اور باب عثمان رضی اللہ عنہ یہ دونوں نئی تعمیر کے وقت سعودی حکومت نے بنائے ہیں۔

سعودی حکومت نے حرمین شریفین کی جو بے مثال خدمت انجام دی ہے اسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، آج دنیا کے جدید ترین آلات کے ذریعہ یہ حکومت حرمین شریفین کی خدمت کر رہی ہے۔ مسجد نبوی کو پوری طرح ایر کنڈیشنڈ بنا دیا گیا

ہے جس کے لئے مسجد سے سات کلومٹر کے فاصلہ پر ۲۵، ہزار ٹن کی مقدار کا ایک طاقتور اے۔ سی۔ پلانٹ نصب کیا گیا ہے جو ہر وقت متحرک رہتا ہے اور مسجد نبوی کے ستونوں سے ٹھنڈی ہوا پھینکتا رہتا ہے۔

اسی طرح ۲۷ متحرک چھتیں لگائی گئی ہیں کہ اگر ان کو ہٹا دیا جائے تو تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھلے صحن بن جاتے ہیں اور قدیم مسجد کے دونوں بڑے صحنوں میں کھلنے اور بند ہونیوالی ۱۸ کمپیوٹر رائزڈ چھتریاں لگائی گئی ہیں، جنکو گرمیوں میں دھوپ سے اور سردیوں میں ٹھنڈ سے بچنے کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور ضرورت نہ ہونے پر کو بند کر دیا جاتا ہے جو سمٹ کر چھوٹے چھوٹے میناروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔ (تاریخ معالم المدینہ المنورۃ قدیما وحدیثا الشیخ احمد یاسین احمد) چارٹ شائع کردہ حکومت سعودیہ)

اسی کے ساتھ ساتھ ایام حج میں دنیا جہاں سے جمع ہونے والے لاکھوں فرزندان توحید کی راحت رسانی اور سہولت کے لئے جو عظیم تر انتظامات کیے جاتے ہیں ان پر بھی شاہ فہد مبارک بادی کے مستحق ہیں اللہ تعالی ان کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق سے برابر نوازتا رہے۔

آپ جب مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو اپنا سامان اپنے ٹھکانے پر رکھیں، ممکن ہو تو غسل کریں، ورنہ وضو کرلیں، مسواک کریں، صاف ستھرے کپڑے پہنیں، خوشبو لگالیں اور مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے اور روضۂ اقدس پر حاضری دینے کے ارادے سے مسجد نبوی ﷺ کی طرف چلیں۔

خیال رہے کہ یہ وہ بارگاہ عالی ہے جہاں جبرئیل امین علیہ السلام آتے تھے اور دیگر فرشتے بھی اس عالی مقام پر باادب حاضری دیا کرتے تھے۔

درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہوں۔ ممکن ہو تو باب جبرئیل

سے داخل ھونا چاہیئے اور مسجد نبوی جانے سے پہلے حسب استطاعت صدقہ بھی کرنا چاہیئے، مسجد نبوی میں داہنا پیر رکھکر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِہٖ، وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ الْیَوْمَ مِنْ اَوْجَہِ مَنْ تَوَجَّہَ اِلَیْکَ، وَ اَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ، وَ اَنْجَحِ مَنْ دَعَاکَ وَ ابْتَغٰی مَرْضَاتِکَ.

ترجمہ: اے اللہ ! رحمت نازل فرما ہمارے سردار محمد ﷺ اور آپ کے جملہ آل و اصحاب کرام پر۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ! آج کے دن مجھے آپکی طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے زیادہ متوجہ بنادے، آپکا قرب حاصل کرنے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنالے اور زیادہ فائز المرام کران سے جنہوں نے تجھ سے دعائیں کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔

تھوڑے وقت کے لئے بھی اعتکاف کی نیت کرنا مستحب ہے، پس یہ کہو کہ یا اللہ! میں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں، جب تک میں مسجد نبوی ﷺ میں رہوں میں معتکف ہوں۔

ریاض الجنۃ

ہے جنت میں سب کچھ مدینہ نہیں ہاں جنت مدینہ میں موجود ہے
وہ مسجد وہ روضہ وہ جنت کا ٹکڑا خوشا منظر پُر بہارِ مدینہ

مسجد نبوی ﷺ میں جب آپ باب جبرئیل سے داخل ہوں گے تو آپ کو بائیں ہاتھ پر ایک حجرہ نظر آئے گا، یہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ آپ اس کے سامنے سے گزر جائیں تو فوراً بعد بائیں ہاتھ پر مسجد نبوی ﷺ کا جو حصہ ہے وہ ریاض الجنۃ ہے۔ منبر رسول ﷺ اور قبر شریف کے درمیان کا حصہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت حدیث میں آیا ہے" جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔"

گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ ہے جس میں حضور پاک ﷺ کی قبر شریف ہے اور جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پیچھے ہے

یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے اور قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں چلا جائے گا۔

اسی ریاض الجنۃ میں حضور سرورِ کونین ﷺ کا مصلّٰی بھی ہے، جہاں آپ ﷺ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے، اس جگہ ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے، جو محراب نبوی ﷺ کہلاتی ہے۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کی تو اس جگہ یہ محراب بھی بنوادی۔

حضور ﷺ کے بعد مصلیٰ رسول ﷺ جیسی مُتبرک جگہ کی تعظیم برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ" دو قدم مبارک کی جگہ چھوڑ کر" دیوار بنوادی تھی، تاکہ آپ ﷺ کے سجدے کی جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے۔ بعد میں ترکوں نے بھی اس دیوار کی حد تک محراب بنوادی، چنانچہ اب اگر کوئی حاجی مصلیٰ رسول ﷺ کے سامنے

کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو اس کا سجدہ حضور اقدس ﷺ کے قدموں کی جگہ ہوتا ہے۔

اس وقت جو مقدس محراب بنی ہوئی ہے وہ ۹، فٹ سنگ مرمر کے ایک ہی ٹکڑے کی ہے جس پر سونے کے پانی سے خوبصورت مینا کاری کی گئی ہے۔ دونوں جانب سرخ سنگ مرمر کے بے مثال ستون بنے ہوئے ہیں۔ محراب کے اُوپر وہ آیت لکھی ہوئی ہے جس میں درود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی سورۂ احزاب کی ۵۶ ویں آیت :

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. ﴾

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجو۔‘‘

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَابَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد.

محراب کے مغربی جانب ’’ھذا مصلیٰ رسول ﷺ‘‘ لکھا ہوا ہے۔

اس ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔ اگر یہاں جگہ نہ ملے تو مسجد میں جہاں جی چاہے پڑھ لیں، اور اس سعادت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالائیں کہ اللہ تعالیٰ کتنے مہربان ہیں کہ اس مقام پر جانے والوں کو گویا دنیا ہی میں جنت کے فرش پر سجدہ کرا دیتا ہے۔ سُبحان الله !

اگر مسجد میں داخلہ کے وقت جماعت ہو رہی ہو تو آپ بھی فرض نماز

میں شامل ہو جائیے، اسی میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائیگی، نماز کے بعد تحیۃ المسجد پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسجد نبوی میں مسجد الحرام کی طرح اپنی عورتوں کو ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہے، اسلئے عورتوں کو عورتوں کے مخصوص حصہ میں بھیج دیجیے۔

یاد رہے کہ عورتوں کو مسجد بھیجنے سے پہلے طے کرلیں کی کتنے بجے مسجد سے نکلنا ہے اور جلدی نکلنے والے بعد میں آنے والوں کا کونسی جگہ انتظار کرینگے؟ وقت اور جگہ طے کرنے سے عورتوں کے بچھڑنے کا اندیشہ نہیں رہیگا۔

ایسا کرنا بھی مناسب ہے کہ کمرے کی تمام عورتیں اپنے اپنے اعتبار سے ایک ساتھ جا کر ایک ساتھ واپس آیا کریں۔

مسجد نبوی اور اسکے اطراف میں عورتوں کے لئے نماز پڑھنے نیز وضو، استنجا کرنے کے لئے الگ جگہیں بنی ہوئی ہیں۔

جس جگہ وضو کرنے کا انتظام ہے وہاں عربی میں "رواق المیاہ" کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

ریاض الجنۃ میں پڑھنے کی مخصوص دعا :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، شَرَّفْتَهَا وَ كَرَّمْتَهَا، وَ مَجَّدْتَهَا، وَ عَظَّمْتَهَا، وَ نَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ، وَ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ. اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ، وَ مَآثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ، فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ، فِي الْآخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ، وَ تَحْتَ لِوَائِهٖ وَ اَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ، وَ سُنَّتِهٖ، وَ اسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ، شَرْبَةً هَنِيْئَةً، لَا نَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا،

اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

ترجمہ:- اے اللہ! بیشک یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جسے آپ نے شرف وعزت و بزرگی وعظمت عطا کی ہے اور اسے اپنے نبی اور پیارے حبیب ﷺ کے نور سے منور فرمایا ہے، اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں دنیا میں حضور ﷺ اور آپ کی مقدس یادگاروں کی زیارت نصیب فرمائی ہے، اس طرح اے اللہ! ہمیں آخرت میں بھی حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کی فضیلت سے محروم نہ فرمانا اور آپ ہی کے گروہ میں اور آپ ہی کے جھنڈے کے نیچے ہمیں جمع فرمانا اور آپ کی محبت دینا اور آپ کے حوض (کوثر) سے جو مؤمنین کے وارد ہونے کی جگہ ہے، آپ کے مبارک ہاتھ سے ہمیں ایسا خوشگوار شربت پلانا جسے پی کر ہم کبھی بھی پیاسے نہ ہوں بیشک تو ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبر اطہر کی طرف چلیں دل میں یہ خیال پیدا کریں کہ ہم بے انتہا میلے کچیلے، اور گنہگار ہیں ہم کس منہ سے حضور پاک ﷺ کے سامنے جائیں؟ اس وقت اپنی روح کی طرف توجہ کریں کہ یہ کتنی آلودہ ہے اور اللہ کی رحمت اور لطف وکرم کو بھی مدنظر رکھیں کہ اس کے باوجود اللہ تعالی اپنے محبوب کے سامنے آپکو بھیج رہے ہیں۔

یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضور پاک ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے تین جالیاں ہیں اور تینوں میں سوراخ ہیں۔ عام لوگ بلکہ اکثر عرب حضرات بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ پہلی جالی میں حضور پاک ﷺ، دوسری جالی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تیسری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے! بلکہ درمیان والی میں آپ تینوں آرام فرما

ہیں۔ درمیانی جالی میں ایک گول سوراخ ہے، یہ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے ٹھیک سامنے ہے، اسی سوراخ سے تھوڑا ہٹ کر جہاں حضور پاک ﷺ کا سینۂ مبارک ہے وہاں حضرابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر ہے، یہاں بھی ایک گول سوراخ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے چہرۂ مبارک کے ٹھیک سامنے ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ہے، انکے چہرۂ مبارک کے سامنے بھی ایک گول سوراخ بنا ہوا ہے۔ گویا درمیانی جالی ہی میں تینوں آرام فرمارہے ہیں۔

جب آپ درمیان کی جالیوں کے سامنے کھڑے ہونگے تو اس جگہ کی ترتیب یہ ہے کہ درمیانی جالی میں آپ کے بائیں ہاتھ پر جو گول سراخ ہے وہ حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے۔ اس کے فورا بعد دائیں ہاتھ کی طرف جو گول سوراخ ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے اور اس کے فورا بعد دائیں ہاتھ ہی کی طرف پھر جو گول سوراخ ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے۔

تحیۃ المسجد کے بعد روضۂ اقدس کے پاس حاضر ہوں اور نہایت ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر اس طرح کھڑے رہیں، گویا زندگی میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوں۔ چہرہ آنحضرت ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف اور پیٹھ قبلہ سے پھیر کر کھڑے رہیں اور آنحضرت ﷺ کی مبارک صورت کا خیال باندھیں اور یہ تصور کریں کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں، میری حاضری سے واقف ہیں، میری معروضات سن رہے ہیں۔ اس تصور میں کمالِ ادب کے ساتھ آب دیدہ ہوکر پڑھیں :

اَلسَّـلامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْکَرِيْمُ، وَ الرَّسُوْلُ الْعَظِيْمُ، اَلرَّؤُفُ الرَّحِيْمُ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ، وَ بَرَکَاتُهُ، اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰـهِ، اَلصَّلٰوةُ وَ السَّـلامُ عَـلَيْکَ يَـا حَبِيْبَ اللّٰهِ. اَلصَّلٰوةُ وَ السَّـلامُ عَـلَيْکَ يَـا خَيْـرَ خَلْقِ اللّٰهِ. اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلامُ عَلَيْکَ يَا مَنْ اَرْسَـلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ. اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلامُ عَلَيْکَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّـنَ. اَنْـتَ الْحَبِيْبُ، يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ. اَشْهَدُ اَنَّکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَدْ بَلَّـغْـتَ الـرِّسَـالَةَ، وَ اَدَّيْـتَ الاَمَانَةَ، وَ نَصَحْتَ الاُمَّةَ، وَ جَاهَدْتَ فِي سَبِيْـلِ اللّٰـهِ، حَقَّ جِهَـادِهٖ، وَ عَبَـدْتَ رَبَّـکَ حَتّٰـى يَـاْتِيَـکَ الْيَقِيْنُ. جَـزَاکَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا، وَ عَنْ وَالِدَيْنَا، وَ عَنِ الاِسْلامِ، خَيْرَ الْجَزَآءِ. اَلـصَّـلٰوةُ وَ السَّلامُ عَلَيْکَ يَا سُلْطَانَ الاَنْبِيَاءِ، وَ الْمُرْسَلِيْنَ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ.

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے نبی، اے سردار محترم اور رسول معظم، شفقت و رحمت والے اور آپ پر اللہ کی (ہزاروں ہزار) رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، صلوۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب ﷺ، صلوۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر، صلوۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے (وہ مقدس ہستی) جن کو اللہ تعالی نے دونوں جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ صلوۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے نبیوں کے ختم کرنے والے، آپ ہمارے محبوب ہیں یا حبیب اللہ، میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں یا رسول اللہ بیشک آپ نے اللہ تعالی کا پیغام لوگوں تک پہونچا دیا، اور رسالت کی امانت کو پورا کر دیا اور امت کو (پوری پوری) نصیحت کردی، اور کوشش کی راہِ خدا میں جیسا کہ کوشش کا حق ہے اور اپنے رب کی عبادت کی

یہاں تک کہ اسکی راہ میں موت آ گئی، جزاء خیر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور ہمارے والدین اور جملہ اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزاء، صلوۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے انبیاء اور رسولوں کے بادشاہ اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو آپ ﷺ پر۔

سلام پیش کرتے وقت اکثر حجاج کو دیکھا گیا ہے کہ عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے غلط سلط الفاظ ادا کرتے ہیں جس سے معنی بدل جاتے ہیں۔ یاد رکھئے! سلام وہ اچھا اور بہتر ہے جو عقیدت ومحبت سے پیش کیا جائے چاہے مختصر ہو اس لئے جسکو پڑھنا نہ آتا ہو یا زیادہ بڑا سلام نہ پڑھ سکتا ہو تو صرف یہ مختصر سا سلام پڑھتا رہے مگر پڑھے محبت وشوق سے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول ﷺ

اگر زیادہ یاد کر سکتے ہوں تو نیچے لکھا گیا صلوٰۃ وسلام ضرور یاد فرمالیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ الاَنْبِیَاءِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

روضۂ اقدس پر شوق وذوق بڑھانے والے اشعار پڑھنا جائز ہیں آپ بھی اگر شوق وذوق بڑھانا چاہیں تو یہ نعت پڑھیں:

الٰہی محبوب کل جہاں کو — دل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے — نظر نظر کا سلام پہنچے
بساط عالم کی وسعتوں سے — جہان بالا کی رفعتوں سے
مَلَک مَلَک کا درود اترے — بشَر بشَر کا سلام پہنچے
حضور کی شام شام مہکے — حضور کی رات رات جاگے
ملائکہ کے حسیں جلو میں — سحر سحر کا سلام پہنچے
زبان فطرت ہے اس پہ ناطق — یہ بارگاہِ نبی صادق
شجر شجر کا درود جائے — حجر حجر کا سلام پہنچے
رسولِ رحمت کا بارِ احساں — تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی — نگر نگر کا سلام پہنچے
مرا قلم بھی ہے انکا صدقہ — مرے ہنر پر ہے انکی رحمت
حضور خواجہ مرے قلم کا — مرے ہنر کا سلام پہنچے
یہ التجا ہے کہ روز محشر — گنہگاروں پہ بھی نظر ہو
شفیعِ امت کو ہم غریبوں کی — چشم تر کا سلام پہنچے
''فلاحی'' کی بس دعا یہی ہے — فقیر کی اب صدا یہی ہے
سواد طیبہ میں رہنے والو کو — عمر بھر کا سلام پہنچے
صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم — صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

(۲)

نبی اکرم شفیعِ اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
عجیب مشکل میں کارواں ہے نہ کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بشکلِ رہبر چھپے ہیں رہزن اٹھو ذرا انتقام لے لو
قدم قدم پہ ہے خوفِ رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دینا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں ارمان ہیں "فلاحی" مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں انکو میں حال دل کا، کہوں میں ان سے سلام لے لو

صلی اللہ علیہ و سلم

نوٹ:- دونوں نعتوں میں "فلاحی" کی جگہ پر اپنا نام بولیں۔

اگر کسی شخص نے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہو تو اپنے سلام کے بعد اس طرح سلام پہونچائیں :

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ مُحَمَّدْ اِقْبَال فَلاحِی

مطلب یہ ہے کہ ''محمد اقبال فلاحی'' کی جگہ سلام پہونچانے والے کا نام لیں اور اگر بہت سے آدمیوں نے سلام پہونچانے کی درخواست کی ہو اور ان کے نام یاد نہ رہے ہوں تو انکی طرف سے اس طرح سلام عرض کریں:

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ اَوْصَانِیْ بِالسَّلامِ عَلَیْکَ.

یارسول اللہ جن جن لوگوں نے مجھ سے سلام پہونچانے کی درخواست کی تھی ان سب کی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں۔

اسکے بعد حضور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کیجئے کہ حضور والا گناہوں کے بوجھ نے میری کمر توڑ دی ہے، میں آپ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ تعالی سے معافی چاہتا ہوں، حضور ﷺ بھی میرے لئے استغفار فرمائیں اور قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔ اگر حضور ﷺ نے عنایت نہ فرمائی تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔

اب اس باب میں دل کی ساری فرمائشیں کیجئے، کوئی حسرت باقی نہ رہے، کبھی صرف آنسو کی زبان سے کام لیجئے کبھی ذوق وشوق کی زبان میں عرض کیجئے۔

اس کے بعد تقریبا ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کر آپ ﷺ کے یارِ غار اور سب سے بڑے جاں نثار، آپ ﷺ کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو آپ ﷺ کے پہلو میں بائیں طرف مدفون ہیں) کی خدمت میں سلام عرض کیجئے:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ
اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ پر سلام ہو،
رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ آپ پر سلام ہو۔
رسول اللہ ﷺ کے وزیر آپ پر سلام ہو،
رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی آپ پر سلام، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اس کے بعد پھر ایک ہاتھ دہنی جانب ہٹ کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ (جو آنحضرت ﷺ کے دوسرے خلیفہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر بائیں طرف مدفون ہیں) کے روبرو سلام عرض کریں:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ
اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الاسْلامِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ
اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْفُقَرَاءِ وَ الضُّعَفَآءِ وَ الارَامِلِ وَ الأَیْتَامِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

آپ پر سلام ہو، اے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
آپ پر سلام ہو، اے مسلمانوں کے امیر

آپ پر سلام ہو، اے اسلام اور مسلمانوں کی آبرو بڑھانے والے
آپ پر سلام ہو، اے فقیروں، ضعیفوں، بیواؤں اور یتیموں کی دستگیری اور مدد کرنے والے اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناسک میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجنے کے بعد پھر پہلی جگہ یعنی حضور ﷺ کے سامنے آئے۔ اور اللہ تعالی کی خوب حمد وثنا کرکے، اسکی نعمتِ جلیلہ پر شکریہ ادا کرے، پھر ذوق وشوق کے ساتھ حضور ﷺ پر درود شریف بھیجے، پھر آپ ﷺ کے وسیلہ سے اپنے لئے دعا کرے، اور اپنے والدین کے لئے، اپنے مشائخ کے لئے، اپنے اہل وعیال کے لئے، اپنے عزیز واقارب کے لئے، اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے لئے، زندہ اور مردوں کے لئے نیز امت مسلمہ کے لئے بھی خوب دعائیں کرے اور اپنی دعاؤں کو آمین پر ختم کرے۔

یاد آجائے تو اس ناکارہ ''محمد اقبال فلاحی'' اور مترجم ''مولانا رشید ابراہیم خانپوری'' کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل فرمالیں۔

قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر ایک بار یہ آیت کریمہ کی تلاوت کریں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. ﴾

ترجمہ: اللہ تعالی اور اللہ تعالی کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم ﷺ پر، اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود وسلام کا ہدیہ بھیجو۔

اس کے بعد ستر (۷۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں :

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ترجمہ : آپ پر درود وسلام ہو اے اللہ کے رسول ﷺ۔

نوٹ : ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر ایک دفعہ اوپر لکھی ہوئی آیت تلاوت کرے اور ستر مرتبہ اوپر لکھا ہوا درود شریف پڑھے تو فرشتہ اس کو جواباً یہ الفاظ کہیگا :

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ عَلَیْکَ یَا فلان

ترجمہ : آپ ﷺ پر درود وسلام ہو اور تم پر بھی اے فلان آدمی "مراد صلوۃ وسلام پڑھنے والا ہے۔ اور اس کی حاجتیں پوری کی جائیں گی۔ (عمدۃ الفقہ بحوالہ فتح وغنیۃ)

یاد رہے کہ حکومت سعودیہ کے "ازدحام کم کرنے اور سب کو صلوۃ وسلام کا موقع فراہم کرنے" سخت انتظام کے پیش نظر ان جگہوں پر طویل صلوۃ وسلام پیش کرنے کا موقع نہیں ملتا، اسلئے آپ پہلے چلتے چلتے تینوں حضرات پر مختصر سلام پیش کر دیں، پھر آہستہ سے قبلہ والی دیوار کی جانب ہٹ کر قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور اطمینان سے صلوۃ وسلام کا عمل مکمل کریں، پھر اسکے بعد قبلہ رخ ہو کر اطمینان سے اپنے لئے اور جملہ متعلقین ومؤمنین کے لئے دعائیں کریں۔

تجربہ کے مطابق درج ذیل تین اوقات میں اطمینان وسکون کے ساتھ صلوۃ وسلام پیش کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ (۱) نماز عشاء سے تقریباً ایک گھنٹہ بعد (۲) نماز فجر سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد (۳) نماز ظہر سے ایک گھنٹہ بعد۔

یاد رھیکہ صلوۃ وسلام پیش کرتے وقت جوتے چپل ہاتھ میں اٹھا کر جانا بے ادبی ہے، اسلئے پہلے اپنے جوتے چپل محفوظ مقام پر رکھ دیں بعد میں صلوۃ وسلام کے

لئے آگے بڑھیں۔

اگر مواجہ شریف میں اطمینان وسکون کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کا موقع نہ ملے تو مسجد نبوی میں جس جگہ بھی صلوٰۃ وسلام اور درود شریف کا ورد کرسکیں کرلیں۔

یاد رہے کہ بعض درود شریف بہت طویل ہیں اور بعض بہت مختصر اور کسی ایک متعین درود کا پڑھنا ضروری بھی نہیں ہے، اس لئے جو درود بھی بآسانی پڑھ سکیں یا جس درود شریف کے پڑھنے میں جی لگے وہ پڑھتے رہیں۔

عورتوں کے لئے صلوٰۃ وسلام پیش کرنے، نیز ریاض الجنۃ میں نماز پڑھنے کے لئے صبح نو بجے اور نماز ظہر سے آدھ گھنٹہ بعد الگ انتظام کیا جاتا ہے، عورتیں اس وقت کا خیال رکھیں اور اسی وقت صلوٰۃ وسلام کے لئے جائیں۔

مدینہ منورہ میں قیام کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھئے، جہاں تک ہوسکے زیادہ وزیادہ وقت مسجد نبوی ﷺ میں گزاریے، لاکھوں کروڑوں میل پھیلی ہوئی اللہ کی زمین میں یہی وہ خوش نصیب زمین کا ٹکڑا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حضور سب سے زیادہ سجدے کئے، نمازیں پڑھیں، خطبے دیئے، دعائیں کیں، اعتکاف کیئے، اگرچہ مسجدِ نبوی عہد نبوت کی وہ پرانی مسجد نہیں ہے، لیکن اس میں کیا شک کہ زمین وہی ہے، فضا وہی ہے اور انوار وبرکات بھی وہی ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس کے ایک حصہ میں آج بھی آرام فرما ہیں۔

اگر فردوس برروئے زمین است　　　ہمیں است وہمیں است وہمیں است

بس اب مسجد نبوی ہے اور آپ دل کی کوئی تمنا یا امید دل میں نہ رہ جائے، درود وسلام پیش کرنے کا اس سے بہتر زمانہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ جب دل چاہے جتنی

بار چاہے روضۂ اقدس پر حاضری دیں اور صلوۃ وسلام پیش کریں، آپکی قسمت جاگ اٹھی ہے، خوبیٔ تقدیر نے آپ کو مدینہ طیبہ پہونچا دیا ہے اسلئے کمزوری، سستی اور غفلت سے کام نہ لیں، ہاں مگر یاد رہے کہ ہر مرتبہ کی حاضری مکمل شوق، ذوق، ادب، عظمت اور محبت وحضورِ قلب کے ساتھ ہو، دل کی حالت وکیفیت پر نظر رکھیں، کیونکہ دل بھی سوجاتا ہے، اور جب دل سوجاتا ہے تو آدمی کی قسمت سوجاتی ہے اور وہ جاگتا ہے تو قسمت بھی جاگ اٹھتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جوشخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز فوت نہ کرے تو اس کے لیے دو پروانے لکھ دئے جائینگے ایک دوزخ کی آگ سے براءت کا کہ "عذاب جہنم میں مبتلا نہ کیا جائیگا" اور دوسرا نفاق سے براءت کا کہ "اس کے ایمان کی حفاظت کی جائیگی"۔ اس لئے آپ بھی آٹھ دن مدینہ منورہ میں قیام فرمائیں اور مسجد نبوی میں چالیس نمازیں مکمل کریں۔

مسجد نبوی ﷺ کی خاص عبادت درود شریف ہے، اس لئے اگر آٹھ دن کا قیام ہوتو یہ پروگرام بنا کر جائیں کہ اس عرصہ میں سات ہزار یا پانچ ہزار درود شریف پڑھونگا، روزانہ کی مقدار متعین کر کے اسکو پوری کرتے رہیں۔ زیادہ مقدار پوری کرنے کے لئے ایک مختصر درود شریف یہ بھی پڑھا جاسکتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ سَلِّمْ تَسْلِیْمًا.

ترجمہ:- اے اللہ تعالی، نبی امی ﷺ پر اور آپکی ال پر صلوۃ وسلام نازل فرمایئے۔

اس درود شریف کو بہت آسانی کے ساتھ دن میں ہزار مرتبہ پڑھ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، جو میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے

میں اُس کو سنتا ہوں۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ روزانہ قبر اطہر پر صلوۃ وسلام پیش کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے قبرستان ''جنت البقیع'' کی زیارت کے لئے جائے، اگر روزانہ نہ جا سکے تو جمعہ کے دن تو جنت البقیع کی ضرور زیارت کرنا چاہئے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سات مبارک ستون

یوں تو مسجد نبوی ﷺ کا چپہ چپہ نورفشاں ہے، مگر ''ریاض الجنۃ'' کے وہ سات ستون جنہیں سنہرے سنگِ مرمر کے کام اور سُنہری مینا کاری سے نمایاں کر دیا گیا ہے، خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ ان ستونوں کو ''ستونہائے رحمت'' کہا جاتا ہے ان ستونوں پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں، مدینہ منورہ کے قیام میں روزانہ ہر نماز کے بعد روضۂ مبارک پر درود وسلام پڑھتے رہیں اور ان ستونوں کے پاس نوافل اور دعا کی بھی کثرت کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ پہونچ کر ایک مؤمن کے ایمان اور روح کو ایسی تازگی اور ایسی حیات حاصل ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا، اللہ تعالی ہر مسلمان کو اس دولت سے نوازے۔ آمین

(۱) اسطوانہ عائشہؓ : یعنی ستون عائشہؓ، اسکو ستون مہاجرین بھی کہا جاتا ہے اسلئے کہ مہاجرین کی اکثر نشست اس جگہ رہتی تھی، ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف تحویل قبلہ کے بعد شروع میں دس دن حضور ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی تھی (امامت کروائی تھی) اس کے بعد محراب النبی والی جگہ آپ ﷺ کا مصلی (نماز کی جگہ) متعین ہوا۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے

کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ (طبرانی)

اس وقت سے صحابۂ کرام ؓ کو یہ جگہ معلوم کرنے کی فکر تھی، بعد وفات النبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ جگہ بتلائی جہاں آج ستونِ عائشہ ہے اور اسی وجہ سے اس کو ستون عائشہ بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اکثر اسکے قریب نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۲) اسطوانہ ابولبابہ : حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشہور صحابی ہیں، غزوۂ بنو قریظہ کے وقت ان سے ایک غلطی سرزد ہوگئی تھی جسکی تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہود بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تھا، یہودیوں نے عاجز آکر ہتھیار ڈال دینے کا ارادہ کرلیا تھا اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو، زمانہ جاہلیت میں ان سے اچھے تعلقات کی وجہ سے، برائے مشورہ طلب کیا حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے یہ پوچھنے پر کہ حضور ﷺ ھمارے ساتھ کیا برتاؤ کرینگے؟ گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑا جائیگا، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ صرف اشارہ کیا تھا اور زبان سے ایک حرف بھی ادا نہیں کیا تھا تاہم بعد میں بے انتہا پشیمان ہوئے اور راز نبوی فاش کرنے کے جرم کا احساس ہوتے ہی اپنی ذات کو مسجد نبوی میں کھجور کے ایک تنے کے ساتھ باندھ کر عہد کرلیا کہ جہاں تک اللہ تعالی میرا جرم معاف نہیں فرمادینگے میں اسی طرح اپنے آپ کو باندھے رکھونگا، حضور ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر وہ میرے پاس آتے اور اللہ تعالی سے معافی طلب کرتے اور میں بھی انکے لئے دعا کرتا تو امید تھی کہ اللہ تعالی انکو معاف فرمادیتے مگر اب جب تک اللہ تعالی کا کوئی حکم

نہیں آجاتا میں انہیں نہیں کھولونگا۔ اسی حالت میں کچھ دن گذر گئے، صرف نمازوں کے اوقات اور قضائے حاجت کے لئے انکی بیوی یا بیٹی انہیں کھول جاتی اور فراغت کے بعد ستون کے ساتھ باندھ دیتی۔ بھوک کی حالت میں کئی دن گذر جانے کی وجہ سے آنکھیں چکرانے لگیں، ایک رات تہجد کے وقت جب آپ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کے گھر تشریف فرماتھے انکی توبہ قبول ہونیکی آیت نازل ہوئی، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اپنے ساتھی کو بشارت سنانے اور انکی رسّیاں کھولنے دوڑے مگر حضرت ابولبابہؓ نے فرمایا، جب تک آپ ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے رسّیاں نہیں کھولینگے میں آزاد ہونا پسند نہیں کرونگا، یہ سن کر آپ ﷺ نے بنفس نفیس انکی رسّیاں کھولکر آزاد فرمایا۔

اس ستون کے پاس آپ بھی اپنے گناہوں کی معافی کے لئے دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھکر اللہ تعالی سے توبہ واستغفار و دعا کیجیئے، امید ہے کہ اس مبارک جگہ کی برکت اور مناسبت سے آپکو بھی معافی کا پروانہ مل جائے۔

(۳) اسطوانۂ وفود : آنحضور ﷺ کی خدمت میں مختلف وفود آتے رہتے تھے، آنے والے وفود کو اس ستون کے پاس ٹھیرایا جاتا تھا اور حضور ﷺ وہیں آکر ان سے ملاقات و گفتگو فرماتے تھے اور انہیں دین کی تعلیم و ایمان کی دولت سے نوازتے تھے اسلئے اس ستون کو اسطوانۂ وفود کہا جاتا ہے۔

(۴) اسطوانۂ سریر : حضور اکرم ﷺ جب اعتکاف فرماتے تھے تو رات کے وقت آپ ﷺ کا بستر اسی ستون کے پاس بچھایا جاتا تھا اس مناسبت سے اس ستون کو اسطوانۂ سریر کہا جاتا ہے۔

(۵) اسطوانۂ علیؓ : بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم آپ ﷺ کی

حفاظت اور پہریداری کے لئے اس جگہ بیٹھا کرتے تھے، زیادہ تر حضرت علیؓ اسی جگہ نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی نگرانی و حفاظت کے فرائض انجام دیتے تھے اس لئے اسکو اسطوانہ علیؓ کہا جاتا ہے، آپ ﷺ جب حجرۂ عائشہ صدیقہؓ سے تشریف لاتے تو اسی جگہ سے گذرتے تھے۔

(۶) اسطوانہ تہجد: اس جگہ حضور ﷺ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے، یہ ستون اب نظر نہیں آتا، اسلئے کہ وہ صفہ کے چبوترے کے سامنے حجرۂ مبارکہ کے اندر کی جانب واقع ہے، یہاں حجرۂ مبارکہ کے باہر نماز پڑھی جائے۔

(۷) اسطوانہ حنانہ : یہ جگہ بڑی مبارک ہے، یہ محراب رسول ﷺ کے پاس ہے، آپ ﷺ اسکے قریب نماز پڑھا کرتے تھے، اس جگہ کھجور کا ایک تنا تھا جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لئے ممبر بنایا گیا اور آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے ممبر پر چڑھے تو کھجور کا وہ تنا آواز کے ساتھ رونے لگا، جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے سب نے اسکی آواز سنی۔

ایک روایت میں ہے کہ اسکے رونے کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اسکے رونے کی آواز اور کیفیت دیکھکر حاضرین مسجد بھی رو پڑے۔ اللہ اکبر!

آپ ﷺ ممبر سے نیچے تشریف لائے، اپنا دست مبارک اس تنے پر پھرایا جس سے اسنے رونا بند کیا۔ یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، چونکہ اسکے قریب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا رہتا تھا اور ممبر بن جانے سے وہ اس سے محروم ہو گیا اس لئے رو رہا تھا، خدا کی قسم اگر

میں ہاتھ پھرا کر تسلی نہ دیتا تو قیامت تک روتا رہتا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ تنا ایک زوردار چیخ مار کر رو پڑا، حضور ﷺ نے نیچے اتر کر ہاتھ پھرایا تو ہچکیاں لینے لگا، جس طرح بچہ رونے کے بعد تسلی ملنے پر ہچکیاں لینے لگتا ہے۔ بعد میں آپ ﷺ نے اس تنے کو وہیں دفن فرما دیا۔

حضرت حسن بصریؒ جب یہ قصہ بیان فرماتے تو خوب روتے اور فرماتے کہ اللہ کے بندو! ایک کھجور کے تنے کو حضور ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ جدائی پر رونے لگا تم تو انسان ہو اور انسان ہونے کے ناطے اس سے کئی گنا زیادہ محبت کے اہل اور رونے کے مستحق ہو۔

یہ سارے ستون مسجد نبوی کے اس حصہ میں ہیں جہاں حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی بنی ہوئی تھی، وہاں پہونچ کر کثرت سے دعائیں، توبہ اور استغفار کیجیئے۔ جب بھی موقع ملے نوافل، سنن اور مستحبات ادا کیجیئے۔ یہ وہ مبارک جگہیں ہیں جسپر حضور ﷺ کی مبارک نظریں بار بار پڑ چکی ہیں اور جس پر حضور ﷺ کے مبارک قدم بھی بار بار پڑ چکے ہیں۔

اصحاب صفہؓ

مسجد نبوی میں ایک چبوترہ ہے، جو باب جبرئیل سے داخلہ کے وقت داہنے ہاتھ پر پڑتا ہے، جو صحابہ کرامؓ یہاں رہتے تھے انکو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات حضور پاک ﷺ سے دین کی تعلیم حاصل کر کے دوسری جگہوں تک پہونچانے جاتے تھے۔ یوں تو سارے صحابہؓ کی زندگی سادہ، تکلف سے خالی اور زہد سے بھری ہوئی تھی تاہم اصحاب صفہؓ کی زندگی سادگی، قناعت اور دنیا سے بے رغبتی کا عجیب و غریب نمونہ تھی۔

مذہب اسلام کا یہی وہ پہلا مدرسہ ہے جسمیں آپ ﷺ بذات خود معلمی کے فرائض انجام دیتے تھے، آپ بھی اس جگہ پہونچ کر نماز، تلاوت، ذکر، درود، استغفار اور دعائیں کر کے اس بات کا عہد کیجئے کہ دنیا میں اللہ کا دین پھیلانے کے لئے حتی الامکان کوشش کرتا رہونگا۔

مدینہ منورہ کے قابل زیارت مبارک مقامات

جنت البقیع : یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے۔ اسے ''بقیع الغرقد'' بھی کہا جاتا تھا، یہاں غرقد (ببول) کے لمبے لمبے درخت تھے، ان درختوں کو کاٹ کر اس سرزمین کو قبرستان میں تبدیل کر دیا گیا،

ابن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعا روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص ہمارے اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا ہم اس کے لئے سفارش کریں گے، راوی کہتے ہیں یا آپ ﷺ نے فرمایا، ہم اس کے لئے گواہی دیں گے۔

جنت البقیع میں سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعونؓ ''رسول کریم ﷺ کے رضائی بھائی'' دفن کیے گئے آپ کا انتقال ماہ شعبان ۳ھ میں ہوا تھا، اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو صحابہؓ نے دریافت کیا کہ ان کی قبر کہاں بنائیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ہمارے پیش رو عثمان بن مظعونؓ کی قبر کے پاس۔ (خلاصۃ الوفاء ۲/۳۶۴)

''جنت البقیع'' حرم نبوی ﷺ سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے، زیادہ سے زیادہ ۵/۱۰ منٹ کی مسافت پر ہے۔ فجر اور عصر کی نماز کے بعد جنت البقیع کا دروازہ

کھولا جاتا ہے۔

زمین کا یہ قطعہ کتنا خوش نصیب قطعہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے کتنے مرنے والوں کو اپنے ہاتھوں سے اس میں دفن فرمایا ہے۔

جنت البقیع میں درج ذیل ازواج مطہرات آرام فرما ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ
ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ
ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

ازواج مطہرات میں سے سیدۃ المومنات و ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کے قبرستان ''جنت المعلیٰ'' میں آرام فرما ہیں اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار مقام ''سرِف'' میں ہے جو مکہ معظمہ سے تقریباً چھ میل کے مسافت پر وادیٔ فاطمہ کے قریب، پختہ سڑک کی بائیں طرف پندرہ بیس قدم پر پہاڑ کے دامن میں ہے۔

جنت البقیع میں آپ ﷺ کی درج ذیل اولاد بھی آرام فرما ہیں:

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ اہل بیت میں سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ''نبی کریم ﷺ کے لخت جگر حضرت قاسم رضی اللہ اور

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کے قبرستان جنت المعلی میں آرام فرما ہیں"۔

رسول کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم ﷺ کی رضائی والدہ محترمہ، دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی جنت البقیع ہی میں مدفون ہیں۔

المختصر اہل بیت نبوت کے بے شمار ممتاز افراد، جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور پھر شمار میں نہ آسکنے والے تابعین، تبع تابعین، اور قرون مابعد میں ہونیوالے ان گنت و بے شمار ائمۂ عظام، اولیاء کرام، صلحاء امت اور اللہ کے خاص و مقبول بندے اس قبرستان میں آسودۂ خواب ہیں، بقیع کا پورا احاطہ مقام ادب ہے۔

اگر آپکی سیرت نبوی اور صحابۂ کرامؓ کے احوال و مراتب پر نظر ہوگی تو آپ کو ان مبارک مقامات اور شخصیات کا صحیح احساس ہوگا، آپ قدم قدم پر رکیں گے اور خاک کے ایک ایک ڈھیر کو اپنے آنسوؤں سے سیراب کرنا چاہیں گے۔ یہاں کے چپہ چپہ پر ایمان و جہاد کی تاریخیں اور عشق و محبت کی داستانیں کندہ ہیں، ایک ایک ڈھیر میں اسلام کا قیمتی خزانہ دفن ہے

"دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز"

ایک حدیث میں ہے کہ اس قبرستان سے قیامت کے دن ستر ہزار ایسے انسان اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور وہ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے جنت البقیع والے اٹھائے جائینگے۔
آنحضرت ﷺ اکثر رات کے وقت اس قبرستان میں تشریف لے جایا کرتے تھے، اس لئے ہر حاجی کو چاہیے کہ جب تک مدینہ منورہ میں قیام رہے روزانہ اور کم از کم جمعہ کے روز جنت البقیع ضرور جایا کریں اور بقیع والوں کے لیے مغفرت، اور رفع درجات کی دعائیں کریں۔

جنة البقیع کے مدفونین پر اس طرح سلام پڑھیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ، فَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَھُمْ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْکُمْ وَ الْمُسْتَاخِرِیْنَ.

ترجمہ : اس دار ''قبرستان'' میں آرام فرما مومنین کی جماعت تم پر اللہ کی سلامتی ہو تم پہلے پہنچ گئے ہم تمہارے بعد آرہے ہیں، ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع والوں کو بخش دے، اے اللہ ! ہماری اور ان کی مغفرت فرما، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تم میں سے پہلے جانے والوں پر بھی اور بعد میں آنے والوں پر بھی۔

اسکے بعد اپنے لئے بھی دعا کریں کہ یا اللہ یہاں آپکے بے شمار نیک اور مقبول بندے آرام فرما ہیں، انکے جن اعمال سے آپ راضی تھے ان اعمال میں سے کچھ حصہ مجھے بھی عطا کردیجئے، اگرچہ میرے اعمال بقیع میں آرام فرمانے والے خوش نصیب بندوں جیسے نہیں ہیں مگر مجھے آپکے ان محبوب بندوں سے محبت ہے، اس محبت کی برکت سے مجھے بھی ان میں شامل فرمادیجئے۔

وَ اَلْحِقْنِی بِالصَّالِحِیْن

اور مجھے صالحین میں شامل کر لیجئے

حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ پر سلام

جنت البقیع میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر اسطرح سلام پیش کیا جائے۔

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا ذَا النُّوْرَیْنِ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا مُجَهِّزَ جَیْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَ الْعَیْنِ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الهِجْرَتَیْنِ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا جَامِعَ الْقُرْآنِ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا صَبُوْراً عَلَی الْاَکْدَارِ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا شَهِیْدَ الدَّارِ ،

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ

ترجمہ : اے مسلمانوں کے امام آپ پر سلام ہو، اے تیسرے خلیفۂ راشد آپ پر سلام ہو، اے دوہرے نور والے آپ پر سلام ہو، اے اپنے سامان اور نقود کے ذریعہ جیش عسرت ''تنگی کے زمانے میں جانے والے مسلمانوں کے لشکر'' کو تیار کرنے والے آپ پر سلام ہو، اے دو ہجرت کرنے والے آپ پر سلام ہو، اے

دفنین میں قرآن کو جمع کرنے والے آپ پر سلام ہو، اے مصیبتوں پر صبر کرنے وا لے آپ پر سلام ہو، اے گھر میں شہید کئے جانے والے آپ پر سلام ہو، آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔

پھر ایک لمحہ ٹھہر کر پورے بقیع پر عبرت و تفکر کی نظر ڈالیئے، اللہ اکبر! کتنے سچے تھے یہ اللہ کے بندے کہ جو کچھ کہتے تھے کر دکھاتے تھے۔

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ

ترجمہ:- یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پور کر دکھایا۔

مکہ مکرمہ میں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا، مدینہ منورہ میں اسی کے قدموں میں آپڑے ہیں :

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم : سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

جنت البقیع ہی سے گنبدِ خضرا پر ایک نظر ڈالیئے، پھر مدینہ کے اس شہر خموشاں کو دیکھئے، صدق و اخلاص، استقامت و وفا کی اس سے زیادہ روشن مثال اور کہاں ملے گی؟ آیئے بقیع میں اسلام کی خدمت کا عہد کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ ہمیں اسلام پر زندہ رکھنا اور ہر حال میں وفاداری کے ساتھ اسلام ہی پر خاتمہ عطا فرمانا، جنت البقیع کا یہی پیغام اور یہاں کا یہی سبق ہے۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ بھی دیگر ایسی مساجد ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرامؓ نے نمازیں پڑھی ہیں۔ ان مساجد میں بہت ساری مساجد ابھی تک آباد ہیں، اگر چہ وہ مساجد زمانۂ نبوی والی شکل پر موجود نہیں ہیں، از سرنو شاندار تعمیر ہو چکی ہیں تاہم اسمیں کیا شک کہ جگہ وہ ہی ہے، اس لئے رحمتوں اور

برکتوں سے خالی نہیں، ان مساجد کی بھی زیارت کرنا چاہئے، مسجد نبوی کے قریب سے ٹیکسی والے ان مبارک مساجد ومقامات کی زیارت کے لئے لے جاتے ہیں۔
مسجد قبا :- مسلمانوں کی یہ وہ سب سے پہلی مسجد ہے جسکا تذکرہ قرآن کریم کی اس ایت میں کیا گیا ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ.

جسمیں آپ ﷺ کو بھی نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ ہجرت کے موقع پر جب آپ ﷺ قبا پہونچے تو اس جگہ چار دن کا قیام فرمایا تھا اور اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد رکھی تھی اور اکابر صحابہؓ نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ اولا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پتھر جمع کئے جائیں، جمع ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے ایک چھوٹے نیزے کے ذریعہ مسجد کے لئے زمین پر نشانیاں کیں اور قبلہ کی سمت متعین فرما کر اپنے دست اقدس سے سنگ بنیاد رکھا، اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا کہ ایک پتھر اٹھا کر میرے پتھر کے قریب رکھ دو اسکے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو فرمایا کہ ایک پتھر اٹھا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پتھر کے قریب رکھ دو، اسکے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو فرمایا کہ ایک پتھر اٹھا کر حضرت عمر فاروقؓ کے پتھر کے پاس رکھ دو۔ اس کے بعد وہاں موجود صحابۂ کرامؓ سے فرمایا کہ سبھی حضرات ایک ایک پتھر اٹھا کر ان نشانیوں میں سے جہاں چاہو رکھو۔ اسطرح آپ ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ ملکر مسجد قبا تعمیر فرمائی۔

اسلامی تاریخ میں پہلی مسجد کہلانے کا شرف اسی مسجد کو حاصل ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی کے بعد افضل ترین مسجد یہی مسجد ہے۔

اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے، کتابوں

میں آتا ہے''ان صلوۃ رکعتین فیہ کعمرۃ''۔

مسجد قبا کے محراب پر مذکورہ بالا حدیث لکھی ہوئی ہے، آپ ﷺ سنیچر کے دن اس مسجد تشریف لے جاتے تھے۔ آپ بھی اس سرزمین پر جبین نیاز خم کرنے کا شرف حاصل کیجئے جسکا تذکرہ قرآن کریم ان الفاظ میں کرتا ہے ''فِیہِ رِجَالٌ یُحِبُّونَ اَنْ یَتَطَهَّرُوا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِرِیْن'' یہاں پاکیزہ لوگ آباد تھے انکے پاکیزہ قدموں کی پاکیزگی اور قدسی انفاس کی تأثیر کے صدقے روحانی تروتازگی حاصل ہونے پر دربار خداوندی میں سجدۂ شکر بجالائیے۔

یہاں بھی عورتوں کے لئے وضواور نماز پڑھنے کا الگ انتظام کیا گیا ہے۔

مسجد جمعہ :- مسجد قبا سے تھوڑے فاصلہ پر مدینہ منورہ کے راستے میں قبیلۂ بنو سالم آباد تھا۔ آپ ﷺ جس دن قبا سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے وہ جمعہ کا دن تھا۔ ابھی آپ ﷺ بنو سالم بن عوف قبیلہ تک ہی پہونچے تھے اور جمعہ کا وقت ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اسی جگہ جمعہ کی نماز پڑھائی، مدینہ منورہ میں یہ آپکا پہلا جمعہ تھا۔ اس جگہ ابھی ایک شاندار مسجد ہے۔ جسکو آپ ﷺ کے پہلے جمعہ کی مناسبت سے مسجد جمعہ کہا جاتا ہے۔

قبا سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے تقریبا ایک میل کے بعد بائیں جانب ایک سڑک جاتی ہے، اس سڑک کی داہنی جانب یہ مسجد ہے۔

مسجد قبلتین :- ہجرت کے بعد ۱۶/ ۱۷مہینوں تک مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس رہا، آپ ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ قرار پائے، اسی تمنا اور تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے کی امید میں آپ ﷺ بار بار اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتے رہتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ ظہر یا عصر کی نماز پڑھا رہے تھے

اور دوران نماز دو رکعت کے بعد یہ وحی نازل ہوئی:

﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (بقرہ ایت نمبر ۱۵۰)

ترجمہ: ہم آسمان کی طرف آپکے چہرہ کے بار بار اٹھنے کو دیکھ رہے تھے، ہم آپ کا رخ آپکے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر رہے ہیں۔ اب آپ مسجد حرام کی جانب منھ کرلو، اور اب کے بعد جہاں کہیں بھی ہوں اسی کی جانب رخ کر کے نماز پڑھو۔

مذکورہ بالا آیت نازل ہوتے ہی آپ ﷺ نے مابقیہ رکعتوں میں اپنا رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب پھیر لیا، صحابہ کرامؓ بھی آپکی اتباع میں گھوم گئے اور اسطرح آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے پہلی دو رکعت بیت المقدس کی جانب اور دوسری دو رکعت بیت اللہ کی جانب رخ کر کے پڑھی، اسی مناسبت سے اس مسجد کو مسجد قبلتین یعنی دو قبلہ والی مسجد کہا جاتا ہے، اس مسجد میں ابھی تک دونوں جانب محراب بنی ہوئی ہے۔ بیت اللہ کی بطور قبلہ تعیین کے بعد اب بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔

مسجد غمامہ:- اس مسجد کو مسجد مصلی بھی کہا جاتا ہے، آپ ﷺ نے دونوں عیدوں "عید الفطر اور عید الاضحیٰ" کی نمازیں یہاں پڑھائی تھیں۔ آپ ﷺ نے یہاں صلوۃ استسقاء "بارش طلب کرنیکی نماز" بھی پڑھائی تھی اور نماز پڑھتے ہی بادل چھا گئے تھے اور بارش ہوئی تھی، اسی مناسبت سے اس مسجد کو مسجد غمامۃ "بادل کی مسجد" کہا جاتا ہے۔ اس مسجد کے سامنے جرم ثابت ہونے پر مجرمین کو اسلامی سزائیں بھی

دی جاتی ہیں۔

مسجد فتح:- مسلمانوں کو ختم کر دینے کے ارادہ سے مشرکین مکہ کا ایک بڑا لشکر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ھوا، اطلاع ملتے ہی آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ سے مشورہ فرمایا، حضرت سلمان فارسی ؓ کے مشورہ کے مطابق مدینہ کی چاروں جانب خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا، خندق کی وجہ سے دشمنان اسلام مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے اور مدینہ سے باہر رہکر مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا۔ ابھی جہاں مسجد فتح ہے وہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے پیر، منگل اور بدھ تین دن اللہ تعالی سے دعائیں کیں، دعا قبول ہوئی اور سخت آندھی کے ذریعہ دشمنان اسلام کے پیر اکھیڑ دئے گئے اور وہ بغیر لڑائی کے واپسی پر مجبور ہو گئے، اس مسجد کے قریب مزید چار مسجدیں، مسجد ابو بکرؓ، مسجد عمر فاروق ؓ، مسجد علیؓ اور مسجد سلمان فارسی ؓ کے نام سے موجود ہیں، ان تمام کو مساجد خمسہ ''پانچ مسجدیں'' بھی کہا جاتا ہے۔ ان پانچوں مسجدوں میں دو دو رکعت نماز پڑھکر دعا کی جائے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ مجھے جب بھی کوئی خاص معاملہ درپیش ھوتا اور مسجد فتح جا کر دعا کرتا تو دعا ضرور قبول ہو جاتی۔

مسجد اجابۃ:- یہ مسجد جنت البقیع سے جنوب میں واقع ہے، اس جگہ بنوامیہ بن مالک بن عوف رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک دن اس جگہ تشریف لے گئے اور دیر تک دعا فرماتے رہے۔ دعا سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین دعائیں کیں جن میں سے دو قبول ہوئیں اور ایک قبول نہ ہو سکی۔ میں نے یہ دعا کی کہ یا اللہ میری پوری امت کو یک بارگی قحط سالی کے عذاب سے ہلاک نہ کرنا وہ قبول ہوگئی، میں نے دوسری دعا یہ کی کہ یا اللہ میری امت

کو یک بارگی ڈوبنے کے عذاب سے ہلاک نہ کرنا، وہ بھی قبول ہوگئی۔ میں نے تیسری دعا یہ کی کہ یا اللہ میری امت کو آپسی عداوت اور نا اتفاقی میں مبتلا نہ کرنا، یہ دعا قبول نہ ہوسکی۔

رسول اللہ ﷺ نے جس جگہ نماز پڑھی تھی وہ جگہ محراب مسجد سے داہنی طرف دو ہاتھ کے فاصلے پر ہے۔

جبل احد :- مدینہ منورہ کے جنوب میں تقریباً چار میل کی دوری پر ایک پہاڑ ہے جسکو جبل احد سے پہچانا جاتا ہے، یہ پہاڑ مشرق سے مغرب میں چار میل پھیلا ہوا ہے، آپ ﷺ یہاں تشریف لا کر احد والوں کو دعا و سلام سے نوازتے تھے۔

آپ ﷺ نے جبل احد کے بارے میں فرمایا ہے، احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے۔

۳ھ میں احد کی مشہور لڑائی اسی پہاڑ کے قریب لڑی گئی تھی جسمیں آپ ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے۔

جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے چچا اور سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور دیگر ستر صحابۂ کرامؓ جن میں حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عبداللہ بن جحشؓ بھی شامل تھے شہید ہوئے۔ ان تمام شہداء کی قبریں اسی جبل احد کے دامن میں ہیں۔

اس جگہ مدفون شہداء احد میں سے بعض نام درج ذیل ہیں، حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عبداللہ بن جحشؓ، "ایک روایت کے مطابق یہ تینوں حضرات ایک قبر میں دفن کئے گئے تھے اور بعض روایات کے مطابق حضرت حمزہؓ اکیلے ایک قبر میں اور دیگر دونوں حضرات دوسری قبر میں دفن کئے گئے تھے"، حضرت سہل بن قیسؓ "انکی قبر حضرت حمزہؓ کی قبر کے پیچھے شام کی طرف ہے، حضرت عمرو بن

جموح ؓ، حضرت عبد اللہ بن عمروؓ، حضرت خارجہ بن زیدؓ، حضرت سعد بن ربیع ؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت نعمان بن مالکؓ، حضرت ابوایمنؓ حضرت خلاد بن عمرو بن جموحؓ۔ ان آٹھوں صحابۂ کرام ؓ کو ایک قبر میں دفن کیے گئے تھے، مابقیہ شہداء کی قبروں کی نشانیاں اگرچہ موجود نہیں ہیں۔ تاہم معلوم ھوتا ہے کہ انکی قبریں بھی حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک کے قریب ہی ھونگی۔ بعض شہداء احد کو جنت البقیع میں بھی دفن کیا گیا تھا۔

زائر مدینہ کو ایک مرتبہ جبل احد ضرور جانا چاہئے اور شہداء احد کو سلام کر کے مغفرت اور رفع درجات کی دعا کرنی چاہئے۔ حضرت حمزہؓ اور دیگر شہداء احد کو اسطرح سلام پیش کریں:۔

اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِب

اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ

اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ﷺ

اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى ﷺ

اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ

اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يَا اَسَدَ اللّٰهِ وَ اَسَدَ رَسُوْلِهٖ

اَلسَّلامُ عَلَيْکُمْ يَا شُهَدَاءِ، يَا سُعَدآءَ

اَلسَّلامُ عَلَيْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

اَلسَّلامُ عَلَيْکُمْ يَا شُهَدَاءَ اُحُدٍ کَافَّةً، عَآمَّةً وَّ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه

ترجمہ : اے ہمارے سردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آپ پر سلام ہو، اے رسول

پاک ﷺ کے چچا آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے نبی ﷺ کے چچا آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے حبیب ﷺ کے چچا آپ پر سلام ہو۔ اے نبی مصطفیٰ کے چچا آپ پر سلام ہو۔ اے شہیدوں کے سردار آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے شیر آپ پر سلام ہو، اے احد کے شہیدوں، اے اللہ کے برگزیدہ بندو آپ تمام پر سلام ہو، اے مصیبتوں پر صبر کرنے والو اور آخرت کا بہترین گھر پانے والو آپ تمام پر سلام ہو، اے شہداء احد آپ تمام پر اللہ کا سلام، اسکی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

مدینہ منورہ کی کھجور

احادیث نبویہ میں مدینہ منورہ کی کھجور کی بے شمار فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ کی کھجور "عجوہ" کھانے سے زہر بھی اثر نہیں کرتا۔

آپ بھی جب وطن واپس آئیں تو زمزم کا پانی اور مدینہ منورہ کی کھجوریں ضرور لائیں اور اپنے رشتہ دار، دوست واحباب اور متعلقین کو کھلائیں پلائیں، یہ عمل بزرگوں سے ثابت ہے اور برکت کا ذریعہ ہے۔

لوگوں کو حج کا تحفہ دینے کے لئے زمزم کا پانی اور مدینہ منورہ کی کھجور سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔

نوٹ :- مدینہ منورہ میں سوق تمر "کھجوروں کا بازار" نام کا ایک بہت بڑا بازار ہے، جہاں ہر قسم کی کھجوریں مل جاتی ہیں، کھجور اس بازار سے خریدنا زیادہ مناسب ہے۔

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ ؟

یہ بات تو طے ہے کہ دنیا کے تمام شہروں سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں ہی افضل ہیں، مگر پھر ان دونوں میں کونسا افضل ہے اسمیں علماء کرام کا اختلاف ہے، بہتر یہی ہے کہ عوام الناس ان دونوں شہروں کے تقابل میں نہ پڑیں اور اس سلسلے کی وہ علمی بحثیں جو کتابوں میں آتی ہیں اس سے قطع نظر اپنی زبانیں بند رکھیں۔ تاکہ کسی بے ادبی میں مبتلا نہ ھوجائیں، خیال رہے کہ مدینہ منورہ اگر مرکز جمال ہے تو مکہ مکرمہ مرکز جلال ہے، مدینہ منورہ کے در و دیوار سے اگر محبوبیت ٹپکتی ہے تو مکہ معظّمہ کے در و دیوار سے عاشقی نمایاں ہے۔

داہنی آنکھ بہتر یا بائیں؟ داہنا ہاتھ بہتر یا بایاں؟ جیسا یہ بھی سوال ہے اور بہت سارے سوالات ناقابل حل ہوتے ہیں، بہتر یہی ہے کہ ایسے سوال و جواب کی تحقیق میں نہ پڑیں اور علماء کرام کی بحثوں کو یہ سمجھ کر چھوڑ دیں کی ایسی بحثیں کرنا انہیں کا حق ہے، انہیں کی شان کو زیبا ہے۔

وطن واپسی کے آداب

سرکار دو عالم، تاجدار مدینہ، آقائے نامدار، حبیب خدا ﷺ کی زیارت، مساجد مدینہ منورہ و دیگر مبارک مقامات کی زیارت اور مدینہ پاک کے انوارات و برکات سے محظوظ ہونیکے بعد جس دن وطن واپسی کا پروگرام ہو اس دن نماز فجر کے بعد جنت البقیع ''مدینہ منورہ کا قبرستان'' میں حاضری کا خوب اهتمام کیا جائے، وہاں سب کے لئے دعائیں کریں، اسکے بعد مسجد نبوی ﷺ پہونچ کر ریاض الجنۃ میں یا اس سے قریب جہاں بھی جگہ مل جائے یا آسانی سے مسجد نبوی میں جہاں بھی

ممکن ہو دو رکعت نماز پڑھیں، اسکے بعد روضۂ اطہر پر حاضری دیکر صلوٰۃ وسلام پیش کر کے اپنی دینی ودنیوی ضروریات کے لئے دعا فرمائیں، حج، عمرہ وزیارات مدینہ کی قبولیت کے لئے دعا فرمائیں، اور بسہولت وطن واپسی کی بھی دعا فرمائیں، یہ دعا ئیہ الفاظ بھی ضرور کہیں :

اَللّٰهُمَّ لا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّکَ، وَ مَسْجِدِهٖ، وَ حَرَمِهٖ، وَ يَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ، وَ الْعُكُوْفَ لَدَيْهِ، وَ ارْزُقْنِیَ الْعَفْوَ، وَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا، وَ الْاٰخِرَةِ، وَ رُدَّنَا اِلٰی اَهْلِنَا، سَالِمِيْنَ، غَانِمِيْنَ بِرَحْمَتِکَ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترجمہ : اے اللہ میرے لئے نبی کریم ﷺ، مسجد نبوی ﷺ اور حرم پاک کی اس زیارت کو اپنی زندگی کی آخری زیارت نہ بنانا، دوبارہ کی زیارت اور مدینہ منورہ کا قیام آسان فرمانا، اور میرے لئے دین ودنیا کی سلامتی اور عافیت مقدر فرمانا، اور میرا اپنے وطن اجر وثواب اور سلامتی کے ساتھ واپس پہونچنا مقدر فرما، اے ارحم الراحمین میں آپکی رحمت کا ہر وقت امیدوار ہوں، اسکے بعد جتنا رنج وغم اور افسوس کا اظہار کیا جاسکتا ہو حرم نبوی اور دربار رسالت کی جدائی کے خیال میں کریں، حج وعمرہ کے اس سفر میں مختلف مقامات پر رونے کے بعد آپکے پاس جو آنسو بچ گئے ہوں وہ بھی اس وقت بہا دیں تا آنکہ آنکھیں آنسو بہانا بند کردیں، حرمین شریفین سے جدائی کے وقت آنسو کا نکلنا اور غم کا طاری ہو جانا حج وزیارت اور دعاؤں کی مقبولیت کی علامت ہے۔ اسکے بعد روتے ہوئے، جدائی پر حسرت وافسوس کرتے ہوئے آخری صلوٰۃ و سلام کے بعد رخصت ہو جائیں، گنجائش کی بقدر مدینہ منورہ کے فقراء پر صدقہ کریں اور سفر کی دعاؤں کے ساتھ اپنا سفر شروع فرمائیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ آپکو تھوڑی دیر کے لئے جدہ ٹھہرنا ہوگا، اسلئے وہاں کی ضرورت کے پیش نظر تھوڑے بہت ریال بچا کر رکھیں تا کہ بوقت ضرورت کام آسکے۔

وطن عزیز واپسی کے وقت

آپ جب واپسی میں وطن عزیز کے قریب پہونچیں تو یہ دعا پڑھیں :

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

ترجمہ: ہم اپنے وطن واپس آئے ہیں توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے بن کر۔

اپنے گھر پہونچنے کی اطلاع پہلے سے کردینی چاہئے۔ ٹیلی فون کی عجیب و غریب راحت کے اس زمانے میں اسمیں ڈھیل نہیں کرنا چاہئے۔

اپنے شہر میں رات کے وقت داخل نہیں ہونا چاہئے، صبح یا شام کے وقت داخل ہونا بہتر ہے، ''اگر چہ پہلے سے اطلاع کردینے کی صورت میں رات کو بھی داخل ہونے کی گنجائش ہے''۔

وطن میں داخل ہوتے ہی سیدھے مسجد جائیں اور مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھیں۔

اپنے گھر داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھیں:

تَوْبًا تَوْبًا، لِرَبِّنَا اَوْبًا، لَایُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا.

ہم اپنے گھر واپس آئے، ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں، وہ ہمارے تمام گناہ معاف فرمادینگے۔

گھر میں داخلے کے بعد بھی شکرانے کی دو رکعت نماز پڑھی جائے اور اللہ تعالی کا شکر ادا کیا جائے، اسنے حج بیت اللہ جیسے مبارک فریضہ کی ادائیگی اور زیارت حرمین شریفین اور عمرہ کی سعادت سے نواز کر بسلامت وعافیت اپنے وطن واپس لوٹایا۔

حجاج کرام کا استقبال

جب حجاج کرام حج بیت اللہ سے واپس ھوں تو ان سے ملاقات کرو، سلام و مصافحہ کرو اور وہ اپنے گھر پہونچے اس سے پہلے پہلے ان سے دعا کی درخواست کرو۔ اسلئے کہ وہ اپنے گھر واپس پہونچے اس سے پہلے پہلے ان کی دعا قبول ہوتی ہے، ھمارے اسلاف کرام کا یہی معمول تھا۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے،

عَنْ ابنِ عُمَرؓ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَ صَافِحْهُ وَ مُرْهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَهٗ (رواہ احمد و مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حجاج کرام سے ملاقات ہو تو سلام و مصافحہ کے بعد قبل اس کے کہ وہ گھر میں داخل ہوں دعا کی درخواست کرو کیونکہ انکے گناہ معاف کردئے گئے ہیں۔ '' اس لئے انکی دعا قبول ہونے کی زیادہ امدی ہے''

اس روایت سے حاجیوں کا استقبال اور ان سے دعا کی درخواست کرنا ثابت ہے، اس لئے جائز ھونے میں تو کوئی شک نہیں تاہم اسمیں حد سے زیادہ مبالغہ کر کے دیگر خرابیاں و بدعات پیدا نہ ہو جائیں اسکا خیال رکھا جائے۔

حج بیت اللہ کی تشھیر کرنا اچھا نہیں ھے

سفر حج شروع کرنے سے پہلے نیت کی درستگی انتہائی اہم ہے۔ تشہیر کی غرض

سے یا حاجی کہلانے کے خیال سے سفر کرنا بہت ہی برا ہے بلکہ ایسے سفر سے ثواب مرتب ہونیکے بجائے ریا کاری کا وبال سر پر رہیگا۔ اسی طرح حج سے واپسی کے بعد بلا ضرورت سفر حج کی باتیں کرتے رہنا، اپنے صدقات وخیرات جتاتے رہنا، اعمال خیر کا ذکر کرتے رہنا، جس سے لوگ آپکے سفر حج سے واقف ہوں اور آپکے حاجی بن جانے کی شہرت ہو، بالکل مناسب نہیں، ہاں اگر کوئی مصلحت ہو یا شرعی امر بتانے کی غرض سے ان باتوں کا ذکر کرنا ناگزیر ہو جائے تو بتایا جا سکتا ہے، تاہم بڑائی، ریا کاری اور تشہیر کی غرض سے بیان کرنا قطعاً درست نہیں۔ ریا کاری بڑے سے بڑے عمل کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔

ایک روایت میں تو ریا کاری کو شرک اصغر بتایا گیا ہے، لہذا اس سے کلیۃ اجتناب کیا جائے۔

صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں اور اسی لحاظ سے حج کے تذکرہ کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے،

(۱) وہ لوگ جن پر حج بیت اللہ فرض ہو چکا ہے مگر جاتے نہیں انکے سامنے رغبت دلانے کی غرض سے اپنے حج کا تذکرہ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

(۲) وہ لوگ جن پر حج فرض تو نہیں ہوا مگر ان میں حج میں جانیکی گنجائش موجود ہے ایسے حضرات کے سامنے بھی شوق بڑھانے کی غرض سے اپنے حج کا تذکرہ کرنا جائز ہے۔

(۳) وہ لوگ جن پر حج فرض نہیں ہوا اور نہ ہی انمیں اس سفر کی کوئی گنجائش موجود ہے ایسے حضرات کے سامنے حج کا تذکرہ کرنا منع ہے کیونکہ حج کا ذکر سنکر ان میں بھی حج کا شوق وجذبہ پیدا ہوگا اور اپنی مجبوری و بے چارگی کی وجہ سے نہ جاسکنے پر غم و

افسوس میں مبتلا ہونگے، چونکہ آپکا تذکرہ کرنا انکی حسرت کا یا حسرت بڑھانے کا سبب بنا اسلئے ایسے حضرات کے سامنے حج کا ذکر کرنا ممنوع ہے۔

سفر حج کی تکالیف بیان کرنا

بعض حضرات اپنے سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہتے ہیں، ایسا کرنا منع ہے، کیونکہ تکالیف کا ذکر سنکر وہ مالدار جو سہولت پسند ہونگے حج سے گھبرا کر رک جائینگے اور اس طرح آپکا تکالیف کا تذکرہ انکے سفر حج سے مانع بنیگا۔ بعض حضرات تو بہت ہی مبالغہ کے ساتھ تکالیف بیان کرتے ہیں یہ بڑے گناہ کا کام ہے۔

حج کا سفر ایک طویل سفر ہے، جسمیں کبھی ریل گاڑی، کبھی بس اور کبھی ہوائی جہاز کا استعمال ہوتا ہے۔ اجنبی ملک، اجنبی لوگ اور اجنبی زبان سے سابقہ ہوتا ہے، ظاہر ہے ایسے میں قدرے تکالیف کا ہونا بعید از قیاس نہیں جبکہ ھمارا اپنے ملک کا مختصر سفر بھی پریشانیوں سے خالی نہیں ہوتا اور جبکہ سفر میں وطن اور اقامت جیسی سہولتیں ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ پھر حج بیت اللہ جیسی نعمت عظمی کے حصول میں اگر قدرے تکلیف ہو بھی جائے تو بخوشی برداشت کرنا چاہئے اور مزید اجر وثواب مرتب ہونیکی امید رکھنا چاہئے اور بالخصوص کسی کے سامنے ان تکلیفوں کو بیان کرکے اسکو حج سے دور رکھنے سے تو قطعاً گریز کرنا چاہیئے۔ بعض مرتبہ تو حجاج کرام اپنے ہی ہاتھوں تکالیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی کے فضل وکرم اور اسکی توفیق سے حکومت سعودیہ نے راحت کا اتنا سامان کردیا ہے کہ شاید ہی آپکو کسی تکلیف کا سامنا ہو۔ حق تعالی حجاج کرام کی جانب سے حکومت کو بہترین بدلہ عنایت فرمائے اور مفسدین اور شریروں کی شرارت

اور بدنظری سے حرمین شریفین اور حکومت سعودیہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین

حج کے بعد کار خیر کا عزم

حج قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد اعمال خیر کی رغبت پیدا ہو، اوامر شریعت کی پابندی اور نواہی سے اجتناب کی توفیق ہو۔ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت پیدا ہو، اور حج سے ماقبل کی حالت کی بنسبت مابعد کی حالت میں بین فرق اور دینی سدھار نمایاں ہو، اس لئے حج کے بعد اپنے آپکو عبادات میں لگانیکا اور گناہوں سے بچانے کا خوب اہتمام کیا جائے، یہاں تک کہ طبیعت عبادت میں لذت اور گناہوں سے نفرت محسوس کرنے لگے۔

خاتمہ اور دعا

حق تعالی کا احسان وکرم ہے کہ انہوں نے مختصر مدت میں گونا گومشغولیات کے باوجود اس موضوع پر کتاب مرتب ومکمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی، جمع و ترتیب کی توفیق عنایت کرنے والی کریم ذات سے یہ امید بھی کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو قبولیت عطا فرما کر، عازمین حج کا حقیقی رہبر وراہنما بنائے اور مرتب ومترجم کے لئے اپنی رضا ئکا ذریعہ بنا کر آخرت کی کامیابی ونجات کا فیصلہ فرمادے۔ آمین

کتاب سے فائدہ اٹھانے والوں سے مرتب ومترجم کی عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے خصوصی اوقات وافعال کی دعاؤں میں انہیں فراموش نہ فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ، وَ لَکَ الشُّکْرُ، اَللّٰھُمَّ لا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ، اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ.

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَ الْحَرَمِ وَ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ

وَ الْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلانا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلام.

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا، وَ مَوْلانَا مُحَمَّدٍ، وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا، وَ مَوْلانَا، مُحَمَّدٍ، وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ.

احقر محمد اقبال فلاحی خانپوری
ناظم اعلیٰ: جامعہ علوم القرآن، جمبوسر
۲۷، جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ
مطابق ۲۶، ستمبر ۲۰۰۰ء، بروز منگل

نوٹ :- سعودی عربیہ میں قیام کے دوران غیر عربی دان حضرات کی سہولت کے لئے ضروری عربی کے الفاظ بھی کتاب میں شامل کر لئے گئے ہیں، انشاءاللہ ان الفاظ کی مدد سے زبان کی اجنبیت سے پڑنے والی ممکنہ پریشانیاں دور ہو جائینگی۔

گنتی کے الفاظ

وَاحِدٌ	ایک	اِحْدیٰ عَشَرَ	گیارہ
اِثْنَیْنِ	دو	اِثْنٰی عَشَرَ	بارہ
ثَلاثَةٌ	تین	ثَلاثَةَ عَشَرَ	تیرہ
اَرْبَعَةٌ	چار	اَرْبَعَةَ عَشَرَ	چودہ
خَمْسَةٌ	پانچ	خَمْسَةَ عَشَرَ	پندرہ
سِتَّةٌ	چھ	سِتَّةَ عَشَرَ	سولہ
سَبْعَةٌ	سات	سَبْعَةَ عَشَرَ	سترہ
ثَمَانِیَةٌ	آٹھ	ثَمَانِیَةَ عَشَرَ	اٹھارہ
تِسْعَةٌ	نو	تِسْعَةَ عَشَرَ	انیس
عَشَرَةٌ	دس	عِشْرِیْنَ	بیس

وَحِدٌ وَ عِشْرِیْنَ	اکیس
اِثْنَیْنِ وَ عِشْرِیْنَ	بائیس
ثَلاثَةٌ وَ عِشْرِیْنَ	تیئیس
اَرْبَعَ عِشْرِیْنَ	چوبیس
خَمْسَةٌ وَ عِشْرِیْنَ	پچیس
سِتَّةٌ وَ عِشْرِیْنَ	چھبیس

سَبْعَةَ وَ عِشْرِيْن	ستائیس
ثَمانَ وَ عِشْرِيْن	اٹھائیس
تِسْعَ وَ عِشْرِيْنَ	انتیس

ثَلاثِيْن	تیس	تِسْعِيْن	نوے
اَرْبَعِيْنْ	چالیس	مِأة	سو
خَمْسِيْن	پچاس	اَلْفْ	ہزار
سِتِّيْن	ساٹھ	اَلْفَيْن	دوہزار
سَبْعِيْنَ	ستر	ثلاثة آلاف	تین ہزار
ثَمانِيْن	اسی	عشرة آلاف	دس ہزار

رنگوں کے نام

اَبْيَضٌ	سفید	بُنِّي	کوفی کلر
اَسْوَدٌ	کالا	سَمَاوِیْ	نیلا
اَحْمَرٌ	سرخ	لَوْنْ فَاتِحْ	ہلکارنگ
اَخْضَرٌ	ہرا	غَامِضْ	گھاڑارنگ
اَصْفَرٌ	زرد	رَمَادِیْ	مٹیالہ کلر

وَرْدِیٌّ	گلابی	بُرْتَقَالِیْ	برتقالی کلر
اَرْجُوَانِی	جامنی	لَوْنٌ مُشَكَّلْ	میکس کلر

ناشتہ کا ہوٹل

ثَلْجٌ	برف	اَعْطِنِی اَوَّلاً	مجھے پہلے دیجیئے
مَاءٌ	پانی	اَعْطِنِی عَصِیْر	مجھے جیوس دیجیئے
خُبْزٌ	روٹی	سُكَّرْ	شکر
سَمَنٌ	گھی	شَائِیٌ بِالْحَلِیْبِ	دودھ والی چائی
بَیْضٌ	انڈا	لَحْمٌ	گوشت
لَبَنٌ	دہی	فِلْفِلٌ اَحْمَرُ	لال مرچ
حَلِیْب	دودھ	فِلْفِلٌ اَخْضَرُ	ہری مرچ
رَوْبْ	چھاچھ	مِلْحُ	نمک
زُبْدَه	مکھن	بَصَلُ	پیاز
جُبْنٌ	پنیر	اُرُزُ	چاول
قَشْطَه	ملائی	عَدَسُ	دال
خُبْزُ بِالْجُبْنَه	پنیر والی روٹی	بَطَاطِسْ	آلو

خُبزْ بالزَّعْترْ	مشالہ والی روٹی	عَصِيْرْ	جیوس
اَی عصِيْر تبع	کونسا جیوس	عَصِيْرْ مَنْغَا	آم کا جیوس
اَعْطِنِی	مجھے دیجیے	عَصِيْرْ بُرْتُقَال	موسمی کا جیوس
اَعْطِنِی حَلِیْب	مجھے دودھ دیجیے	عَصِيْرْ كَوْكْتَيْلْ	میکس جیوس

گیسٹ ہاؤس

مَجَارِی لِهٰذِهِ العِمَارَةِ خَرْبَان مَجَارِی لِهٰذِهِ العِمَارَة مُغْلَقَة	اس عمارت کی گٹر لائن خراب ہے
مُكَيِّفُ الْغُرْفَةِ لاتَعْمَل مَا يَشْتَغِلْ مُكَيِّفْ	روم کا ایر کنڈیشن بند ہے
كَهْرُبَاءُ الْغُرْفَةِ لاتَعْمَل كَهْرُبَاءُ الْغُرْفَةِ مُنْقَطِعَةٌ طَفَّتْ الكُهْرباء	روم کی بجلی بند ہے
مِرْوَحه خَرْبَان	پنکھا بگڑا ہوا ہے
بَابُ الْغُرْفَةِ خَرْبَان	دروازہ خراب ہے
بَاب العِمَارة خَرْبَان	عمارت کا دروازہ خراب ہے
بَابُ الرَّئِيس خَرْبَان	بڑا دروازہ خراب ہے

مِصْعَدُ خَرْبَان	لفٹ بگڑا ہوا ہے
لا يُوْجَدُ الْمَاءُ في العِمَارَة	بلڈنگ میں پانی نہیں ہے
مَتٰى يَأتِي الْكَهْرَبَائِي ؟	وایرمین کب آئیگا ؟
مَتٰى يَأتِي سَبَّاكٌ	پائپ فیٹر کب آئیگا ؟
نِظَامُ النَّظَافَةِ غَيْرُ جَيِّدُ	صفائی نہیں ہے
ممكن أتَّصِلْ تلفون	میں ٹیلی فون کر سکتا ہوں؟
انا اريد اَتَّصل تلفون	مجھے ٹیلی فون کرنا ہے
انا اريد ان اتكلم بالتلفون	مجھے ٹیلی فون پر بات کرنا ہے
وَيْن إتَّصِلْ تلفون	کہاں ٹیلی فون کرنا ہے؟
الى الهند	ھندوستان (انڈیا)
والله، آسِفْ	بخدا میں غمگین ہوں
تلفون، صِفر مُسَكَّرْ	ٹیلی فون زیرو لوک ہے
رُحْ سنترال	ایکس چینج پر جاؤ
وَيْن سنترال	ایکس چینج کہاں ہے؟
اَعْطِنِيْ رَقْمَ تلفونكْ	مجھے آپ کا ٹیلی فون نمبر دیجیئے
كَلِّمْ	بات کیجیئے

يَرُنُّ الْجَرَسْ	گھنٹی بجتی ہے
لكن ما يردُّ احدٌ	مگر کوئی بولتا نہیں ہے
خط خربان	لائن خراب ہے
تلفون منقطع	ٹیلی فون کٹ ہے
تلفون ممنوع	ٹیلی فون کرنا منع ہے
يا اخي اريد المحلي	مجھے لوکل فون کرنا ہے
و لو محلي!	چاہے لوکل کیوں نہ ہو!
كم حسابي	میرا حساب کتنا ہے؟
انت تمشي الحين	آپ ابھی جا رہے ہیں؟
لا ، نعم	نہیں -ہاں
امش بعد الظهر	ظہر بعد جاؤنگا
لكن سدد الحساب الحين	مگر حساب ابھی دے دیجیے
بعد الظهْرِ اَمْشِيْ طِوَالي	ظہر بعد فوراً نکل جاؤنگا
يَا اَخِيْ اُطْلُبْ لِي السيارة	میرے لئے ٹیکسی طلب کیجیے
الأُجْرَةُ لاتَاْتِيْ هنا	ٹیکسی یہاں نہیں آسکتی
رُحْ مَحطَّة الاوتوبس	بس اڈے پر جائیے

عِنْدِیْ اَغْرَاض ثَقِیْلَه	میرا سامان وزنی ہے
شُفْ عَامِلْ	مزدور کر لیجیے
شُکْرًا یا شیخ	شکریہ
سَیَّارات	ٹیکسیاں
حَافِلات	بسیں

منی کے بازار میں

بِکَم هٰذَا التَّیْس ؟	اس بکرے کی کیا قیمت ہے؟
بِکَم هٰذَا الظلِی ؟	اس دنبہ کی کیا قیمت ہے؟
بِکَم هٰذَا الْغَنَمْ	یہ بکری کتنے کی ہے؟
بِکَم هٰذَا الْاِبِل	یہ اونٹ کتنے کا ہے؟
بِکَم هٰذه الْبَقَرَةَ	یہ گائی کتنے کی ہے؟
ثَمَنُها مِأةُ رِیَالٍ	اس کی قیمت سو ریال ہے
مَا تَنْقُصْ شَیئًا ؟	کچھ کم نہیں کرو گے؟
هَلْ عِنْدَکَ رَخِیْص ؟	کیا آپکے پاس سستا ہے؟
لا ، ماعِنْدِی رَخِیْص مِنْ هذا	نہیں، میرے پاس اس سے سستا نہیں ہے

بَلٰی ،عِنْدِی رَخِیْص منْ هٰذا	جی ہاں، میرے پاس اس سے سستا ہے
تُراعِیْنی ، خَفِّفْ لِیْ	میرے ساتھ رعایت کیجئے
کَمْ آخر سعرٍ	آخری دام کتنا ہے؟
کُلُّ شَئی غَالِی	ہر چیز مہنگی ہے
کُلُّ شَئی رَخِیْص	ہر چیز سستی ہے
شُفْ مَحلْ ثَانِیْ	دوسری دوکان پر دیکھئے
انتم کم نفر؟	آپ کتنے آدمی ہیں؟
عِحْنَا نفرین	ہم دو آدمی ہیں
نشتری بقرة	ہم گائی خردینگے
نشتری الابل	ہم اونٹ خریدینگے
نشتری الغنم	ہم بکری خریدنگے
نرجع مرة ثانية	پھر آئینگے
اجیک مع صدیقی	میرے دوست کے ساتھ آؤنگا
اذبح	ذبح کیجئے
اعطنی کبدة	کلیجی دیجئے
اعطنی لحم	گوشت دیجئے
تفضل، خُذْ	لیجئے

بس اور ٹیکسی اسٹینڈ

يَا سَائِق	اے ڈرائیور!
كَمْ أُجْرةُ السَّيَّارةِ لِلْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ؟	مدینہ منورہ کا کرایہ کتنا ہے؟
كم حق المدينة؟	مدینہ منورہ کے کتنے؟
اَنْتُمْ كَمْ نَفر	آپ لوگ کتنے آدمی ہیں؟
عِحْنااَرْبَعَةُ نَفر	ہم چار آدمی ہیں
فَيْن أغْرَاضْ ؟	سامان کہاں ہے؟
هٰذه الاغْرَاضْ	یہ سامان ہے
فين عَفشَكُمْ ؟	تمہارا سامان کہاں ہے؟
اٰخُذُ عِشْرِيْنَ رِيَال لِوَاحِد نَفَرٍ	ایک آدمی کے بیس ریال لونگا
تُرَاعِنِيْ ،خَفِّفْ لِيْ ، نَزِّلْ لی	رعایت کیجئے
مَنْ مُعَلِّمُکَ ؟ ، مَنْ مُطَوِّفُکَ ؟	آپکا معلم کون ہے؟
مُعَلِّمِيْ اِقْبَال ، مُطَوِّفِي اِقْبَال	میرے معلم اقبال صاحب ہیں
اَنَا نَسِيْتُ الطَّرِيْق	میں راستہ بھول گیا
فَين طَرِيْق الحرم	حرم کا راستہ کہاں ہے؟

بالله وَرِّنِيْ الطَّرِيْق الى الحرم	بخدا، مجھے حرم کا راستہ بتایئے
وِيْنْ حَصِّلْ تَذْكِرَةُ بَاصْ	بس کا ٹکٹ کہاں ملے گا؟
اَنَا رَائِحْ اِلٰى الجدَّةْ	میں جدہ جارہا ہوں
اِرْكَبْ	سوار ہوجاؤ
بَاص وَقَّفْ هِنَا نُصْفْ سَاعَةْ	بس یہاں آدھا گھنٹہ ٹھہر یگی
هِنَا فِيْهْ دَوْرَةُ الْمِيَاهْ	یہاں طہارت خانہ ہے
دَوْرَةُ الْمِيَاه لِلرِّجَالْ	طہارت خانہ مردوں کے لئے
دَوْرَةُ الْمِيَاهِ لِلنِّسَاءْ	طہارت خانہ عورتوں کے لئے
نُصَلِّي الصَّلٰوةْ هِنَا	ہم یہاں نماز پڑھینگے
مَا فِي مَانِعْ	کوئی حرج نہیں
لَوْ صَلَّيْتَ فِي الْمَسْجِدْ اَحْسَنْ	اگر آپ مسجد میں نماز پڑھیں تو بہت اچھا
حَفْلَه تَمْشِي الْحِيْنْ	بس ابھی روانہ ہوگی
اِذًا صَلِّ هِنَا	پھر تو یہیں نماز پڑھ لیں
نُصَلِّي مَعَ الْجَمَاعَةْ	باجماعت نماز پڑھینگے

کپڑے کی دکان

مَا هٰذَا ؟ ، اَيْش هٰذَا ؟	یہ کیا ہے؟

كَمْ سِعْرُه ؟ ، هٰذا بِكَمْ	اس کی کیا قیمت ہے؟
وريني قماش	مجھے کپڑا بتایئے
رجالي ولا نسائي	جینٹس یا لیڈیس ؟
هذا صيني و لايابانى	یہ چائنا کا ہے یا جاپان کا؟
هذا هندى	یہ انڈین ہے
هذا كُورِئ	یہ کوریا کا ہے
وَرِّيني باكستاني	پاکستانی بتایئے
متر بكم	مٹر کا کیا دام ہے؟
مُش بِالْمِترة	مٹر کے حساب سے نہیں ہے
باليارْدهْ	گز کے حساب سے ہے
طقم	سیٹ
كم الوان في الطقم	سیٹ میں کتنے رنگ ہیں؟
هذا المحل بالجمله	یہ تھوک بندی کی دوکان ہے
مُش بِالمَفَرَّق	پرچون نہیں ہے
طاقَهْ	تھان
طَاقَه كَمْ مِتْر فيه	تھان میں کتنے مٹر ہیں؟

تسعين ريال طاقه	تھان نوے ریال
قُلْ كَلام وَاحِد	ایک ہی دام بتائیں
هَل عِنْدَكَ اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا ؟	اس سے بہتر ہے؟
وَ رِّيْنِي غَيْرَ هٰذا	دوسرا بتایئے
ورِّيْنِي آخَرْ	دوسرا بتایئے
هَذَا غَالِي	یہ تو مہنگا ہے
لا ، مابغْ	نہیں، مجھے نہیں خریدنا ہے
ليش؟ هذا رخيص!	کیوں؟ یہ تو سستا ہے!
لا ، غالي	نہیں، مہینگا ہے
سعر كثير	دام زیادہ ہیں
قُطُنْ	سوتی کپڑا
زُبْدَهْ	بوسکی
زُبْدَهْ صَفْرَاء	زرد بوسکی
زُبْدَهْ بيضاء	سفید بوسکی
اَقْمِشَهْ	کپڑے
اقمشه جاهزه	ریڈی میڈ کپڑے

فِسْطَانْ	میکسی
بنطلون	پطلون
كَلْسُونْ	انڈرویر
فَنِيْلَهْ	بنیان
هَافْ	جانگیا
ثَوْبْ	عربی کرتہ
طَاقِيَهْ	ٹوپی
عِقَالْ	سر پر باندھنے کے لئے کالی رسی
قَطْرَهْ بَيْضَاءْ ، قَطْرَهْ حَمْرَاءْ قَطْرَهْ سَوْدَاءْ ، قَطْرَهْ خَضْرَاءْ	سفید کشیدہ، سرخ کشیدہ کالا کشیدہ ، سبز کشیدہ
وَيْنْ حَصَّلَ الكتب	کتابیں کہاں ملیگی ؟
الكِتَابُ فَيْن تُبَاعُ	کتابیں کہاں ملیگی ؟
هَلْ عِنْدَكَ كُحْلٌ ؟	کیا آپ کے پاس سرمہ ہے؟
هُوَ يُرِيْدُ رِيَال وَاحِد	اس کو ایک ریال چاہیے
يَبْغَى رِيَال وَاحِد	اس کو ایک ریال چاہیے

ہوائی اڈہ کے متعلق

مَطَارْ	ہوائی اڈہ
مطار دُوَلِیْ	انٹرنیشنل ہوائی اڈہ
مَطَارْ عَبْدُ العَزِیْزْ دُوَلِیْ	عبدالعزیز انٹرنیشنل ہوائی اڈہ
مَوْعِدُ الاقْلاعْ	ہوائی جہاز چلنے کا وقت
لازِمُ الْوُصُوْلْ الی المطار	ایرپورٹ پہنچنا ضروری ہے
فَیْنْ حَوِّلْ الْفُلُوْس	پیسے کہاں تبدیل کروائینگے؟
عِنْدِیْ دُوْلارْ	میرے پاس ڈالر ہیں
عِنْدِیْ رِیَالْ	میرے پاس ریال ہیں
وَاحِد رِیَال کَمْ رُوبِیَه ؟	ایک ریال کے کتنے روپے؟
وَیْنْ جَوَازْ سَفَرِکْ	آپ کا پاسپورٹ کہاں ہے؟
هٰذَا جَوَازْ سَفَرِیْ	یہ میرا پاپورٹ ہے
ادارۃ الْجَوَازَاتْ	پاسپورٹ آفس
اَنْتَ تَاَخَّرْتَ فِی الْمُغَادَرَةْ	آپ نے واپسی میں تاخیر کردی
مَا حَصَلَتْ الْحَجزْ یَا سَیِّدِیْ	مجھے بوکینگ نہیں مل سکا
عَلَیْکَ الْغَرَامه مِاۃْ رِیَال	آپ پر سو ریال جرمانہ ہے
مَا یُخَالِفْ	کوئی حرج نہیں

وَیْنْ سَدَّدِ الْغَرَامَۃْ ؟	جرمانہ کہاں ادا کریں؟
هِنَا	یہاں
وَیْنْ اَغْرَاضَکْ ؟	آپ کا سامان کہاں ہے؟
حَتَّہْ عَلَی الْمِیْزَانْ	وزن کے لئے رکھئے
لاَزِمْ سَدَّدْ الْفُلُوْسْ	پیسے بھرنا لازمی ہے
مَا عِنْدِیْ فُلُوْسْ	میرے پاس پیسے نہیں ہیں
مَا یْسِیْرْ	نہیں چل سکتا
وَ اللّٰہِ مَا عِنْدِیْ فُلُوْسْ	بخدا! میرے پاس پیسے نہیں ہیں
طَیِّبْ خُذْ هٰذَا الاَغْرَاض وَ اِیَّاکْ	ٹھیک ہے، یہ سامان اپنے ساتھ لے جایئے
وَقِّفْ فِیْ السِّرِی	لائن میں کھڑے ہو جاؤ
وَیْنْ بِطَاقَۃُ الجمرک	ایمیگریشن کارڈ کہاں ہے؟
مَا عِنْدِیْ	میرے پاس نہیں ہے
سَجِّلْ بِالاِنْکْلِیْزِیْ	انگریزی میں لکھئے
سَجِّلْ عَدَدْ الْعَفَشْ	سامان کی تعداد لکھئے
مَا تَاخُذْ زَمْزَمْ وَ اِیَّاکْ	زم زم اپنے ساتھ نہ لے جائیں

خلْ زَمْزَمْ عَلَى السَّيْرْ	پٹہ پر زم زم رکھ دیجئے
خلْ عَلَى السَّيْر حَصَلْ لكَ فِي بُومْبَائي	پٹے پر رکھ دیجئے، بمبئی میں مل جائیگا
اَلصندوق حطّهْ للتفتيش	صندوق جانچ کے لئے رکھئے
هل عندك ذهب	آپ کے پاس سونا ہے؟
لا، ماعندى الذهب	نہیں، میرے پاس سونا نہیں ہے
نعم، عِنْدِى ذهب	ہاں میرے پاس سونا ہے
وَيْنْ فَاتُوْرَهْ ؟	بل کہاں ہے؟
عِنْدِىْ فَاتُوْرَهْ	میرے پاس بل ہے
طَيِّبْ ، فَضَّلْ	ٹھیک ہے، آگے جائیے
كَمْ شَنْطَهْ وَ اِيَّاكْ	ہینڈ لگیز کتنا ہے؟
رَقْمْ الْبَوَّابْ	دروازہ نمبر
اَمْشِ بِالسُّرْعَهْ	جلدی چلیں
وَقْتُ الاقلاع قريب	ہوائی جہاز چلنے کی تیاری ہے
خُذْ مَقْعَدَكْ	اپنی سیٹ پر تشریف رکھیے
كَمْ رَقْم مقعدك	آپ کا سیٹ نمبر کیا ہے؟
رَقْمُ الْمَقْعَد	سیٹ نمبر

خَلِّ شَنْطَهْ فَوْقْ	ہینڈ بیگ اوپر رکھئے
اِرْبِطْ الحِزَامْ	پٹہ باندھ لیں
ممنوع التدخین	بیڑی سگریٹ پینا منع ہے
ایش تاخذ ؟	کیا لینگے؟
بیبسی وَ لا عَصِیْرا؟	پیپسی یا جیوس؟
تاخذ ویج و لا نون ویج؟	سبزی لینگے یا گوشت؟
وَیْجْ	سبزی
شای ولا قهوة ؟	چائی یا کافی ؟
انا مریض	میں بیمار ہوں
انا تعبان	میں تھکا ماندہ ہوں
عندی صُدَاع	مجھے سر درد ہے
ما اُکل شیئاً	مجھے کچھ کھانا نہیں ہے

مسالا اور سبزی کی دوکان

فلفل احمر	سرخ مرچ	حَبْحَبْ ، بِطِّیْخ	تربوج
فلفل اخضر	ہری مرچ	کُمَّثْرَا	ناس پاتی

فلفل حار	تیز مرچ	مَنْغَا	آم
فلفل بارد	پھیکا مرچ	تَنَکْ اَنَنَاسْ	اناناس کا ڈبہ
فلفل بودره	چٹنی	خِیَارْ	ککڑی
فلفل اَسْوَدْ	مرچ	یَقْتِیْنْ	پکہ خربوزه
کُرْکُوْم	ہلدی	رُطَبْ	کچھی کھجور
کَزْبُوْرَهْ	زیره	جوافَهْ	جام
مِلْح	نمک	مَوْزْ	کیلے
بَصَلْ	پیاز	بَبَیْتَا	پپیتا
اُرُزْ	چاول	عِنَبْ	انگور
عدس	دال	اَرْجُوَانْ	جامن
بَطَاطِسْ	آلو	شَرِیْفَهْ	سیتا پھل
طُرْشِیْ	اچار	لَوْزْ	بادام
ثُوْمْ	لہسن	جَوْزْ	اخروٹ
نَعْنَعْ	پھودینہ	جَوْزُ الْهِنْدْ	ناریل
بَقْدُوْنِسْ	دھنیا	تَمْرْ هِنْدِی	املی
بَاذِنْجَانْ	بیگن	فُوْل سُوْدَانِی	نمکین سنگ پھلی

حُمّص	چنے	دَارْ صِيْنِي	دار چینی
مَلْفُوْف	بندھ گوبی	مُسْمَارْ	لونگ
زَهْرَة	فلاور	هِيْلْ	الائچی
بَامْيَا	بھنڈی	شَوْكَوْلاتَه	چوک لیٹ
شَمّامْ	خربوزہ	جَزْرْ	گاجر

دیگر الفاظ

جَوَازُ السَّفَرِ	پاسپورٹ	حَرِيْم	عورتیں
اَلْمُسْتَشْفٰی	ہسپتال	رجالی	مردانہ
اِسْعَاف	ایمبولنس	نسائی	زنانہ
بَرِيْد	ڈاک	حق الرجال	مردوں کے لئے
بَرْقِيَّة	ٹیلی گرام	حقّ النساء	عورتوں کے لئے
مَكْتَبُ بَرِيْدٍ	پوسٹ آفس	حقّ الأطفال	بچوں کے لئے
اَلصَّيْدَلِيَّة	دوائی کی دکان	المُمَرِّضَة	نرس (سسٹر)

ضروری گفتگو

تَفَضَّلْ	تشریف لائیے
كَيْفَ حَالُكَ يَا سَيِّدِيْ	کیا حال ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ	اللہ کا شکر ہے
اِشْرَبْ شَای	چائی تناول فرمائیں
لا ، شُکْراً	نہیں، شکریہ
هَلْ اَنْتُمْ بِخَيْرٍ	آپ کی طبیعت کیسی ہے؟
اِجْلِسُوْ، اِسْتَرِيْحُوا	بیٹھیے، آرام فرمائیں
مِنْ اَیِّ دُوْلَةٍ اَنْتَ يَا سَيِّدِیْ	جناب! آپ کونسے ملک کے ہیں؟
اَنَا مِنْ الْهِنْدِ	میں انڈین ہوں
مَاذَا تَفْعَلُ يَا سَيِّدِیْ	آپ کیا کرتے ہیں؟
اَنَا تَاجِرٌ	میں تاجر ہوں
مَا اِسْمُکَ يَا اَخِیْ	بھائی صاحب، آپ کا اسم گرامی؟
سَيِّدِیْ ! اِسْمِیْ اِقْبَال	حضرت، میرا نام اقبال ہے۔
کیف الحال ؟ ، کیفک ؟	کیا حال ہے؟
شلُوْنَکَ	کیا حال ہے؟
شَلُوْنْ اَخْبَارَکَ	آپ کی کیا خبریں ہیں؟
شَلُوْنْ اَخْبَارَكُمْ	آپ کی کیا خبریں ہیں؟
فین المحلة الشامیه	محلہ شامیہ کہاں ہے؟

فين القهوة	قہوہ کہاں ہے؟
فين حلاق	نائی کہاں ہے؟
هل فهمت	کیا آپکی سمجھ میں آیا
انا لاعرف، انا لا ادری	میں نہیں جانتا
ما اسم هذا المكان؟	اس جگہ کا کیا نام ہے؟
ما اسم هذا المحل؟	اس دوکان کا کیا نام ہے؟
متى تمشي من هنا	یہاں سے کب جاؤ گے؟
انا بكرة اسافر	میں آئندہ کل سفر کرونگا
انا اقصد عرفات	میں عرفات جانا چاھتا ہوں
امش معي	میرے ہمراہ چلئے
طيب يا سيدی	بہت خوب، میرے بھائی
شكرا	شکریہ
وين رائح ؟	آپ کہاں جا رہے ہیں؟
انا رائح الى المخبرز ؟	میں بھکری کی طرف جا رہا ہوں
اعطيني خبز حار	مجھے گرم روٹی دیجئے
اعطيني همبجر	مجھے پاؤں دیجئے

اعطینی اشریک	مجھے نان دیجئے
هل عندک حلویات ؟	کیا آپ کے پاس مٹھائیاں ہیں؟
حلاوة بکم کیلو ؟	کیلو مٹھائی کتنے میں؟
هذه حلاوة هندية	یہ انڈین مٹھائی ہے
هذه حلاوة بَحْينِيّة	یہ بحرین مٹھائی ہے
انا رائح الی المطعم	میں ہوٹل کی طرف جارہاہوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مدینہ منورہ کی افضل عبادت درود شریف کا پڑھنا ہے۔ آئندہ صفحات میں وہ درود شریف لکھے جاتے ہیں جسکو حضرت تھانوی قدس سرہ نے چہل حدیث کی شکل میں جمع فرمایا ہے، جسمیں ۲۵، پچیس صلوۃ اور ۱۵، پندرہ سلام ہیں۔

یہ درود شریف دراصل چالیس احادیث کا مجموعہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص دینی امر سے متعلق چالیس احادیث یاد کر کے دوسروں تک پہونچائیگا حق تعالی اسکا حشر علماء کرام کے ساتھ فرمائینگے اور میں اسکی سفارش کرونگا، اگر کوئی عازم حج ان چہل درود کو یاد کرلیگا تو اس کو درود شریف پڑھنے کے اجر کے ساتھ ساتھ چالیس احادیث یاد کرنیکی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی اور مذکورہ بالا حدیث کا مصداق بھی بن جائیگا، انشاء اللہ تعالی۔

(۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (طبرانی)

(۲)

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَ الصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ ارْضَ عَنِّىْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا. (مسند احمد)

(۳)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَ صَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ (ابن حبان)

(۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ رَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (بیہقی)

(۵)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. -اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (بخاری شریف)

(٦)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (مسلم شریف)

(٧)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (ابن ماجه)

(٨)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

(نسائی شریف)

(٩)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْت عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد. (ابو داؤد)

(۱۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (ابو داؤد)

(۱۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (مسلم شریف)

(۱۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (ابو داؤد شریف)

(۱۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّد وَّ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (مسلم شریف)

(۱۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَ اَزوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَتِهٖ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

(ابو داؤد)

(۱۵)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ (طبری)

(۱۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰهُم سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ

مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (سعایہ)

(۱۷)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْحَمْ مُحَمَّداً وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (سعایہ)

(۱۸)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَّ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰهُم بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد (صحاح ستہ)

(۱۹)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (نسائی – ابن ماجہ)

(۲۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا

صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (نسائی)

(۲۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الأمِّیِّ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد، اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَ لَهُ جَزَاءً وَّ لِحَقِّهِ أَدَاءً ، وَّ اَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَوَ الفَضِیْلَةَ وَ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِی وَعَدْتَهُ وَ اَجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ وَ اجْزِهِ اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا عَنْ قَوْمِهِ وَ رَسُوْلاً عَنْ أُمَّتِهِ ، وَ صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصَّالِحِیْنَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. (القول البدیع)

(۲۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد کَمَا صَلَّیْت عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْت عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (بیهقی، مسند احمد، مستدرک حاکم)

(۲۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وعَلٰی اَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

مَّجِيْدٌ ، أَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ،صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ صَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ. (دار قطنی)

(۲۴)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ، وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
إِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد (ابن ابی عاصم)

(۲۵)

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ. (نسائی)

(۲۶)

أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ

(بخاری شریف، نسائی)

(۲۷)

أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ،

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُه (مسلم، نسائی)

(۲۸)

أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰه، الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. (نسائی)

(۲۹)

أَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

(نسائی شریف)

(۳۰)

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ، أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ، أَلسَّلَامَ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَسْأَلُ اللّٰهَ الجَنَّةَ وَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ. (نسائی)

(۳۱)

أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامَ

عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ. (مؤطا)

(۳۲)

بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ خَیْرَ الْاَسْمَآءِ، اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً، وَ اَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ اھْدِنِیْ. (معجم طبرانی)

(۳۳)

اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ. (ابو داؤد)

(۳۴)

بِسْمِ اللّٰہِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ، الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، شَھِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شَھِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

(مؤطا)

(۳۵)

أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. (مؤطا)

(۳۶)

أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

(مؤطا)

(۳۷)

أَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. (طحاوی)

(۳۸)

أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ. (ابو داؤد)

(۳۹)

أَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰه، أَلسَّلَامَ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ.

(مسلم شریف)

(۴۰)

بِسْمِ اللّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ.

(المستدرک للحاکم)

ضروری معلومات

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں امام صاحب نماز کی اقامت کے بعد نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ ہدایات کرتے ہیں، عربی سے ناواقف لوگ پوچھتے رہتے ہیں کہ امام صاحب کیا اعلان کرر ہے ہیں؟ یہ کوئی خاص بات نہیں ہوتی، ہمارے یہاں جسطرح امام صاحب صفیں سیدھے کرنیکا اعلان اردو زبان میں کرتے ہیں اسی طرح وہاں عربی زبان میں مختلف اعلان کئے جاتے ہیں، اعلان کے الفاظ اور تراجم حسب ذیل ہیں:

اِسْتَوُوْا — صفیں سیدھی کرو

اِعْتَدِلُوْا — برابر کھڑے ہوجاؤ

سُدُّوا الْخَلَلَ — خالی جگہیں پر کرو

سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

صفیں سیدھی کرو اسلئے کہ نماز کی تکمیل کے لئے صفوں کا درست ہونا ضروری ہے

حَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَ الْاَقْدَامِ

کندھوں اور پیروں کو درست کرو

جنازہ کی نماز

حرمین شریفین میں ہر نماز کے بعد جنازے کی نماز کے لئے جنازے لائے جاتے ہیں۔ آپ نے پوری زندگی میں جتنی نماز جنازہ پڑھی ہونگی اس سے کئی گنا زیادہ نمازیں پڑھنے کا موقع یہاں چند دن میں آئیگا، اسلئے جنازہ کی نماز کی ترکیب

سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔

ہر فرض نماز کے بعد امام صاحب حسب ذیل اعلانات میں سے کوئی ایک اعلان کرتے ہیں:

اَلصَّلاۃُ عَلَی الْمَیِّتِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الْمَیِّتَۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الرَّجُلِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الْمَرْأَۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہ

ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الرَّجُلَیْنِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہ

دومردوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الْمَرْأَتَیْنِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہ

دو عورتوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الرَّجُلِ و الْمَرْأَۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

ایک مرد اور ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الرَّجُلَیْنِ وَ الْمَرْأَتَیْنِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

دو مرد اور دو عورتوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الْاَمْوَاتِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

دو سے زیادہ کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

مذکورہ بالا تمام اعلانات میں تیسری تکبیر کے بعد آپ کو بڑی میت کی دعا "اللھم اغفر لحینا الخ" پڑھنا ہے، اور اگر مذکورہ بالا اعلانات کے ساتھ "یرحمکم الله" سے پہلے اعلان میں "و الطفل" کا لفظ بھی بڑھایا جائے، مثلاً

اَلصَّلاۃُ عَلَی الْمَیِّتِ وَ الطِّفْلِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہ

کا اعلان کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی میت کے ساتھ بچے کی میت بھی ہے، اسلئے اب تیسری تکبیر کے بعد پہلے بڑی میت کی دعا "اللھم اغفر لحینا الخ" پڑھی جائے اور اس کے بعد بچے والی دعا "اللھم اجعله لنا فرطا الخ" بھی پڑھی جائے۔

اور اگر مذکورہ بالا اعلانات میں کسی بھی اعلان کے ساتھ "یرحمکم الله" سے پہلے "و الطفلة" کا اعلان ہو تو اسکا مطلب یہ ہے کہ بڑی میت کے ساتھ بچی کی میت بھی ہے اسلئے اب تیسری تکبیر کے بعد پہلے بڑی میت کی دعا "اللھم اغفر لحینا الخ" پڑھی جائے اور بعد میں بچی کی دعا "اللھم اجعلها لنا الخ" بھی پڑھی جائے۔

اور اگر اسطرح اعلان کیا جائے:

اَلصَّلاۃُ عَلَی الطِّفْلِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الطِّفْلَیْنِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

دو بچوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الْاَطْفَالِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

دو سے زیادہ بچوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

مذکورہ بالا کوئی بھی اعلان ہوتو تیسری تکبیر کے بعد نابالغ لڑکے والی دعا "اللھم اجعلہ لنا فرطا الخ" پڑھی جائے۔

اوراگراس طرح اعلان کیا جائے :

اَلصَّلاۃُ عَلَی الطِّفْلَۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

ایک بچی کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

اَلصَّلاۃُ عَلَی الطِّفْلَتَیْنِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

دو بچیوں کی نماز جنازہ پڑھی جارہی ہے

مذکورہ بالا اعلانات میں سے کوئی بھی اعلان کیا جائے تو تیسری تکبیر کے بعد نابالغ لڑکی والی دعا "اللھم اجعلھا لنا الخ" پڑھی جائے۔

اوراگر:

اَلصَّلاۃُ عَلَی الطِّفْلِ وَ الطِّفْلَۃِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ

اَلصَّلاۃُ عَلَی الطِّفْلَیْنِ وَ الطِّفْلَتَیْنِ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہ

کا اعلان ہوتو اسکا مطلب ہے نابالغ بچہ، بچی دونوں کی نماز جنازہ پڑھی

جارہی ہے اسلئے اب آپ تیسری تکبیر کے بعد نابالغ لڑکا، لڑکی دونوں کی دعائیں پڑھیں۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

سب سے پہلے باوضو صف میں کھڑے ہوکر نیت کرے کہ میں قبلہ رخ ہوکر اللہ کی رضا کے خاطر اس امام کی اقتدا میں اس میت کی مغفرت کے لئے جنازہ کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ جب امام صاحب پہلی تکبیر کہے تو تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر یعنی "اللہ اکبر" کہکر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ دیں اور ثنا یعنی " سبحانک اللهم الخ" پڑھیں، جب امام صاحب دوسری تکبیر کہے تو ہاتھ اٹھائے بغیر" اللہ اکبر" کہکر نماز کے آخری قعدہ میں جو درود شریف "اللھم صلّ علی محمد الخ" پڑھا جاتا ہے وہ درود شریف پڑھیں، جب امام صاحب تیسری تکبیر کہیں تو ہاتھ اٹھائے بغیر" اللہ اکبر" کہکر جیسی میت ہو" مرد، عورت، لڑکا، لڑکی" اس کے مطابق دعا پڑھیں۔

اگر بالغ مرد یا عورت کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہوں تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ ہمارے زندوں کی، مردوں کی، حاضر کی، غائب کی، چھوٹوں کی، بڑوں کی، مردوں کی، عورتوں کی، مغفرت فرما دیجئے، اے اللہ تعالیٰ آپ ہم میں سے جکو بھی زندہ رکھیں اسلام پر زندہ رکھئے اور جنہیں موت دیں ایمان پر موت عطا کیجئے۔

اگر نابالغ لڑکے کی میت ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعا

ترجمہ: اے اللہ تعالی اس بچے کو ہمارے لئے آگے جانے والا بنایئے، ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنایئے اور ہمارے لئے سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کئے جانے والا بنایئے۔

اگر نابالغ لڑکی کی میت ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَة

ترجمہ: اے اللہ تعالی اس بچی کو ہمارے لئے آگے جانے والی بنایئے، ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ بنایئے اور ہمارے لئے سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کئے جانے والی بنایئے۔

جب امام صاحب چوتھی تکبیر کہیں تو ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہکر امام کی سلام کے ساتھ ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کریں۔

یاد رہے کہ نماز جنازہ میں چاروں تکبیریں کہنا فرض ہے، اگر ایک بھی تکبیر چھوٹ جائیگی تو نماز نہیں ہوگی۔ اگر آپ ایسے وقت میں نماز میں شریک ہوئے کہ کچھ تکبیریں کہی جا چکی ہیں تو امام صاحب کی اگلی تکبیر کا انتظار کریں، جب امام صاحب نئی تکبیر کہیں تو آپ بھی تکبیر کہکر نماز میں شامل ہو جائیں یہ تکبیر آپکی تکبیر تحریمہ سمجھی جائیگی، اب جب امام صاحب سلام پھیرے تو آپ سلام پھیرے بغیر اپنی چھٹی ہوئی

تکبیرات کہکر سلام پھیریں اور اگر آپ ایسے وقت میں نماز میں شامل ھوں کہ امام صاحب چوتھی تکبیر بھی کہہ چکے ہیں تو ذرا بھی توقف کئے بغیر تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو جائیں اور امام کی سلام کے بعد چھٹی ہوئی تکبیرات کہکر اپنی نماز پوری کریں۔

صلوۃ التسبیح
فضیلت اور طریقہ

صلوۃ التسبیح پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس ؓ کو یہ نماز سکھائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ نماز پڑھنے سے آپکے اگلے، پچھلے، چھوٹے، بڑے، نئے، پرانے سب گناہ معاف ہو جائینگے۔ ہو سکے تو روزانہ ایک بار، نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو زندگی میں ایک بار صلوۃ التسبیح ضرور پڑھنی چاہیئے۔

صلوۃ التسبیح میں درج ذیل تسبیح پڑھی جاتی ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرْ

صلوۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صلوۃ التسبیح کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہکر نماز شروع کریں، اسکے بعد ثنا "**سبحانک اللھم الخ**" پڑھی جائے، ثنا کے بعد درج ذیل نقشہ کے مطابق صلوۃ التسبیح کی مذکورہ بالا تسبیح پڑھی جائے۔

ثنا پڑھنے کے بعد	۱۵، مرتبہ
فاتحہ اور سورت کے بعد	۱۰، مرتبہ

رکوع کی تسبیح کے بعد	۱۰ مرتبہ
رکوع سے اٹھکر قومہ میں	۱۰ مرتبہ
پہلے سجدہ میں سجدہ کی تسبیح کے بعد	۱۰ مرتبہ
دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں	۱۰ مرتبہ
دوسرے سجدہ میں، سجدہ کی تسبیح کے بعد	۱۰ مرتبہ

اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جائے۔ دوسری رکعت میں اسطرح پڑھا جائے :

سورۂ فاتحہ سے پہلے	۱۵ مرتبہ
فاتحہ اور سورت کے بعد	۱۰ مرتبہ
رکوع کی تسبیح کے بعد	۱۰ مرتبہ
رکوع سے اٹھکر قومہ میں	۱۰ مرتبہ
پہلے سجدہ میں سجدہ کی تسبیح کے بعد	۱۰ مرتبہ
دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں	۱۰ مرتبہ
دوسرے سجدہ میں، سجدہ کی تسبیح کے بعد	۱۰ مرتبہ

اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں پڑھا جائے۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ اور چار رکعت میں مجموعی تین سو مرتبہ تسبیح پڑھی جائیگی۔

مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف
۱	مسائل ومعلومات حج وعمرہ	مولانا معین الدین احمد صاحب، کراچی
۲	طریقۂ حج	قاری شریف احمد صاحب، کراچی
۳	سوءحرم	سید آفتاب عالم صاحب، کلکتہ
۴	معلم الحجاج	قاری سعید احمد صاحب، سہارنپور
۵	حج وعمرہ کا آسان طریقہ	مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب، مرادآباد
۶	آپ کیسے کریں؟	مولانا منظور نعمانی صاحب، لکھنؤ
۷	رہبر حج	مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، اعظم گڑھ
۸	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام	جناب محمد یامین قریشی صاحب، سہارنپور
۹	حج اور حاجی	جناب محمد رفیق کاوس والا، بڑودہ
۱۰	انوار الحج	مولانا سلیمان نورگت صاحب، ترکیسر
۱۱	حج اور عمرہ کے ضروری مسائل	مولانا اقبال ٹنکاروی صاحب، بھروچ
۱۲	انمول حج	مفتی سید مصلح الدین قاسمی صاحب، بڑودہ
۱۳	الطواف کعبہ رفتم	مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی
۱۴	حج اور عمرہ اور سلام	سید محبوب علی امیر علی چاندی والا، سورت
۱۵	اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹر عبدالحی صاحب، کراچی

١٦	حج وزیارت نمبر	نداءشاہی، مرادآباد، یو۔ پی
١٧	ایضاح المناسک	مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب، مرادآباد

حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک
جانا بھی مبارک آنا بھی ہو مبارک